تفسیر فضل القرآن

سورۃ المائدۃ

www.KitaboSunnat.com

الجزء (۴)

ترجمہ، تشریح وحل لغات

فضل الرحمن بن محمد الازہری

ایم اے عربی گولڈمیڈلسٹ ایم اے اسلامیات، شریعہ کورس الازہر القاہرۃ

خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

ناشر

ریز مشینری سٹور، 53 نشتر روڈ لاہور فون 59-7641358

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ نوائے وقت

مولانا فضل الرحمٰن بن محمد پاکستان کے سابق ٹیسٹ کرکٹر ایس ایف رحمٰن ہیں۔ان کے نیک والدین کی دعائیں ان کو دینی میدان میں لے آئیں اور انہوں نے مسجد کی چٹائیوں پر بیٹھ کر پانچ سال میں دینی تعلیم کے حصول کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی میں گولڈ اور سلور میڈل بھی حاصل کیے۔ جامعہ ازہر سے شریعہ کورس کرنے کی سعادت بھی پائی۔ 34 سال سے مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں لوجہ اللہ جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں۔ ریڈیو پاکستان کے نیشنل ہک اپ کے پروگرام ''قرآن حکیم اور ہماری زندگی'' میں قرآنی آیات کا حل اللغہ، ترجمہ اور تشریح بھی بیان کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ایسی تفسیر لکھنی شروع کی ہے جو خطباء و مدرسین کے لیے بنے بنائے خطبے اور درس ہیں اور قرآن کو سمجھنے کے لیے انتہائی مفید ہے۔ اس تفسیر کی خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں اسلاف امت کے نقطہ نظر کو پیش نگاہ رکھا گیا ہے۔ جگہ جگہ کتب حدیث کے حوالہ جات دیے گئے ہیں اور ارشادات رسول ﷺ سے استشہاد کیا گیا ہے جبکہ قدیم کتب تفسیر سے بھی مدد لی گئی ہے۔ تاریخی واقعات کے لیے مستند کتب تاریخ سے رجوع کیا گیا ہے حل لغات کے عنوان سے ہر آیت کے مشکل الفاظ کے اصل معنی کی تصریح کی گئی ہے۔ تفہیم القرآن کے لیے یہ کتاب سند کا درجہ رکھتی ہے

(4 اور 24 ستمبر 2005ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر فضل القرآن

سورة المائدة

الجزء (۴)

ترجمہ، تشریح وحل لغات

فضل الرحمٰن بن محمد الازہری

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات، شریعہ کورس الازہر القاہرۃ
خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

ناشر

ریز مشینری سٹور، 53 نشتر روڈ لاہور فون: 59-7641358

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب

تفسیر فضل القرآن

سورۃ المائدہ

مصنف

فضل الرحمٰن بن محمد الازہری
ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات، صدر انجمن اہلحدیث لاہور
شریعہ کورس الازہر القاہرۃ۔ خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

تعداد	1100
پہلا ایڈیشن	مئی 2007ء
ناشر	أنیب الرحمٰن
قیمت	250.00 روپے
طابع	زاہد بشیر پریس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ — ۱۴

تمہیدی کلمات — ۱۹

۱ عہد کی پاسداری - شعائر اللہ کی حرمت - نیکی اور تقویٰ میں تعاون — ۲۴

- دو آیتوں میں اسلام کی تعلیم
- حلال جانور اور حالت احرام میں شکار کی ممانعت
- صفا، مروۃ اور قربانی کے جانور
- حرمت والے مہینوں میں قتال
- حل اللغت

۲ حرام کیے گئے جانور اور دین کا کامل ہونا — ۳۱

- زمانہ جہالت میں مشرکوں کا حلال و حرام کا اپنا قانون
- صدیؓ بن عجلان کی استقامت کا واقعہ
- ممنوعہ جانوروں اور گوشت کی تفصیل
- دین مکمل ہونے پر ایک یہودی کا مشورہ
- دین مکمل ہونے والی آیت سن کر عمر فاروق کا رونا
- حل اللغت

۳ شکاری جانور - اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح — ۳۹

- جانوروں اور پرندوں کے ذریعے شکار کرنے کا اسلامی طریقہ
- اہل کتاب کا کھانا حلال ہونے کی صورت
- ان کی عورتوں سے نکاح کی شرائط
- حل اللغت

۴ وضو اور تیمّم — ۴۶

- نماز کی اہمیت وفضیلت
- وضو کے بغیر نماز نہیں اور وضو کا طریقہ
- پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ام المؤمنین عائشہؓ کے ہار کا واقعہ
- علم الغیب کی نفی کی بہترین مثال
- حل اللغت

۵ گواہی اور عدل کا اسلامی نظام ۵۴
- گواہی میں خدا خوفی
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل کرنے کا حکم
- اسلام میں عدل وانصاف کی اہمیت
- حاکموں کو رعایا پر آسانی کرنے کا حکم
- فتح مکہ کے موقع پر چوری کرنے والی عورت کا واقعہ اور رسول اللہ ﷺ کا عدل کرنے کا عزم
- حل اللغت

٦ یہود ونصاریٰ کا عہد ٦١
- یہود ونصاریٰ کی اللہ سے عہد شکنی
- نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو نہ اپنانا
- یہود ونصاریٰ کا سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار
- نصاریٰ کی باہمی لڑائی
- Mormons کا نیا گروہ
- حل اللغت

۷ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور نصاریٰ کا کفر ٦۹
- یہود ونصاری کا کتب سماویہ میں ردو بدل کرنا
- نور کی وضاحت
- قرآن حکیم کی عظمت
- نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ
- حل اللغت

۸ یہود ونصاری کا باطل عقیدہ ۷٦
- یہود ونصاریٰ ہی فتنہ وفساد کا سبب ہیں
- عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے
- اللہ پر توکل کرنے کا حکم
- اللہ ہی کے لیے عزت ہے
- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
- حل اللغت

۹ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی نافرمانی اور اس کی سزا　　۸۳
- امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے یہود کا انکار
- انبیاء کے درمیان تفریق کی ممانعت
- سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عجز و انکسار
- یہود کا ارض مقدسہ میں داخل ہونے سے انکار
- موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کے بارے میں اللہ سے فیصلہ طلب کرنا
- چالیس سال کی سزا
- عوج بن عنق کا بے بنیاد واقعہ
- حل اللغت

۱۰ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ　　۹۱
- آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ابلیس کا دعویٰ
- بنو آدم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ
- کبر اور حسد کا انجام
- ہر قتل ہونے والے کا بوجھ دنیا کے پہلے قاتل پر پڑتا ہے
- حل اللغت

۱۱ معاشرے کی اصلاح کے لیے قانون الٰہی کی ابتداء　　۹۹
- مومن کی جان کی قدر و منزلت
- قیامت کے روز پہلا فیصلہ
- اسلامی حدود کی حکمت
- قبیلہ عکل کو ملنے والی سزا کا واقعہ
- تائب ہونے والے کے لیے گنجائش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- حل اللغت

۱۲ تقویٰ - وسیلہ - جہاد اور کفار کا انجام ۱۰۶

- تقویٰ کی فضیلت
- وسیلہ کا معنی
- جہاد کا حکم
- کفار انجام کار جہنم میں جائیں گے
- حل اللغت

۱۳ چوری کی سزا اور اللہ کی بخشش ۱۱۴

- چور پر لعنت
- اسلامی قانون کا نفاذ امن وسلامتی کی ضمانت ہے
- سعودی عرب میں اسلامی قانون کی خلاف ورزی میں کمی کی وجہ
- چوری کے معاملے میں مفاہمت نہ ہونے کی وجہ
- حدود اللہ میں سفارش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غضبناک ہونا
- چوری کرنے والے دو شخصوں نے خود اعتراف کر کے ہاتھ کٹوائے
- حل اللغت

۱۴ منافقوں اور یہود کا بیان ۱۲۱

- اسلامی ریاست کے قائم ہونے پر منافقوں کا ظہور
- منافقوں کا انجام
- ایمان کے ثبوت کے لیے اخلاص کی ضرورت
- یہودی زانی زانیہ کا رجم کیا جانا
- حل اللغت

۱۵ تورات اور اس میں دیا گیا قانون ۱۲۸

- تورات کے احکام کو بدلنے اور رشوت لینے والے قاضی
- معاشرے کو بگاڑ سے بچانے والا قانون
- دیت کا نصاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

● حل اللغت

۱۶ قرآن حکیم کو پہلی اصل کتابوں کا مصدق و محافظ بنایا جانا ۱۳۶

● یہود کی طرح نصاریٰ کا انجیل میں ردو بدل کرنا
● انجیل کے بارے میں تحقیق
● قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لے رکھا ہے
● مروجہ اناجیل کی حقیقت
● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاری کی خواہشات پر چلنے سے روکے جانا
● حل اللغت

۱۷ قانون الٰہی کا اتباع کرنے کا حکم اور یہود و نصاری کی پیروی کی ممانعت ۱۴۴

● قرآن حکیم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرنے کا حکم
● اہل کتاب کے قبیح شکوک پیدا کرنے والے حربے
● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمائے یہود کی خواہش کے مطابق فیصلہ کرنے سے انکار
● کفار سے دوستی کرنے کی ممانعت
● یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی تنبیہ
● حل اللغت

۱۸ منافقوں کی سوچ اور محبوب قوم کی بشارت ۱۵۲

● منافقوں کے دلوں میں لوگوں کا خوف سمایا رہتا ہے
● جنگ احزاب کے موقع پر ان کی حالت
● ان کے برعکس مؤمنوں کا ایمان
● مرتد ہونے والوں کا انجام
● حل اللغت

۱۹ حزب اللہ کی پہچان اور دین کا مذاق اڑانے والوں سے دوستی کی ممانعت ۱۵۹

● حقیقی مؤمن کون ہیں؟
● عبداللہ بن سلام کا واقعہ
● سیدنا حضرت علیؓ نے نماز میں صدقہ کیا۔ ایک ضعیف روایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مذاق اڑانے والوں سے دوستی نہ کرنے کی حکمت
- اذان کی ابتدا کیسے ہوئی، اذان واقامت کی تفصیل
- حل اللغت

۲۰ اہل کتاب کی اہل ایمان سے دشمنی کی وجہ اوران کا اپنا حال　۱۶۸

- یہود کا رسولوں کے بارے میں سوال کرنا اورعیسیٰ علیہ السلام کا نام سن کر انکار کرنا
- اہل کتاب کے احبار ورھبان کی حقیقت
- اہل کتاب کو غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی ممانعت
- حضرت علیؓ کا خطبہ
- حل اللغت

۲۱ اہل کتاب کی سرکشی وکفراور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ رسالت کا حکم　۱۷۷

- اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور رزق کی فراخی یا تنگی اسی کے قبضہ میں ہے
- رزق کی تقسیم اس کی حکمت بالغہ کے تحت ہوتی ہے
- یہود ونصاریٰ کی آپس میں دوستی اور دشمنی
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ اللہ تھا
- حل اللغت

۲۲ اہل کتاب کو تنبیہ اور نیک عمل کرنے والوں کو بشارت　۱۸۵

- یہود کی فریب کاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت
- اہل کتاب کو اللہ کی عبادت کی دعوت
- صابئون کی وضاحت
- اللہ کا یہود سے تین عہد لینا
- کسی شے کی محبت انسان کو اندھا وبہرا کر دیتی ہے
- حل اللغت

۲۳ عیسائیوں کا باطل عقیدہ اوراس کا رد　۱۹۲

- شاہ قسطنطین کا یونانی اوررومی عقائد کو عیسائیت کا حصہ بنانا
- رومی اور یونانی باطل معبدوں کی تفصیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اسلام قبول کرنے والے عیسائیوں کا عیسائی عقائد پر اعتراض
- کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی
- عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت
- حل اللغت

۲۴ بنو اسرائیل پر لعنت کی وجہ اور اہل اسلام سے ان کی شدید عداوت ۲۰۰
- بنو اسرائیل کا پہلا نقص
- عاد اور ثمود کے بُرے اعمال شیطان نے مزین کیے
- میثاق مدینہ میں یہود کو شامل کرنا وران کی بدعہدی پر ان کا بُرے انجام کو پہنچنا
- نصاریٰ کے اچھے لوگوں کی نرمی کا ذکر
- حل اللغت

۲۵ نصاریٰ کے اچھے لوگوں کی صفت اور ان کی جزاء ۲۰۷
- شاہِ حبشہ کے دربار میں سیدنا جعفرؓ طیار کی تقریر اور
بادشاہ اور اسکے علماء کی آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا
- مکہ کے وفد کا ناکام واپس آنا
- اچھے لوگوں کا حق کو تسلیم کر لینا
- حل اللغت

۲۶ حلال کو حرام کرنے کی ممانعت اور قسم کا کفارہ ۲۱۳
- دین فطرت کی میانہ روی
- ازواج مطہرات اور شہد کا واقعہ
- کفارہ کی تفصیل
- مال ہتھیانے کے لیے کھائی گئی قسم کا وبال
- حل اللغت

۲۷ شراب، جوئے، بتوں اور پانسے کے تیروں کی حرمت ۲۲۰
- حرمت شراب کے احکام کا تدریجاً نازل ہونا اور اس کی حکمت
- شراب کا مدینہ کی گلیوں میں بہایا جانا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- ہر نشہ والی شے حرام ہے
- شراب پینے والے کی سزا
- اپنی امت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی
- حل اللغت

۲۸ حالت احرام میں بری شکار کی ممانعت اور بحری شکار کی اجازت ۲۲۷

- اللہ تعالیٰ کا نظامِ آزمائش
- حالت احرام میں شکار کرنے والے کے بارے میں فیصلے کا طریقہ کار
- بری اور بحری شکار میں فرق کی حکمت
- عنبر مچھلی کا واقعہ
- حل اللغت

۲۹ کعبۃ اللہ-شہر حرام اور قربانی کے جانوروں کی فضیلت ۲۳۵

- مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر
- قبلہ کی تبدیلی
- حرمت والے چار مہینے اور قلائد کی توضیح
- اچھے اور برے برابر نہیں ہو سکتے
- حقیقی فلاح
- حل اللغت

۳۰ غیر مفید سوالات کرنے کی ممانعت اور بتوں کے نام پر آزاد کیے گئے جانور ۲۴۲

- تین پسندیدہ اور تین ناپسندیدہ باتیں
- غیر مفید سوالوں پر آپ کی ناپسندیدگی اور دینی راہنمائی میں شفقت
- بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی وضاحت
- حل اللغت

۳۱ اپنی فکر کرنے اور موت کے وقت کی جانے والی وصیت کا بیان ۲۴۹

- جب وعظ و نصیحت بے اثر ہو جائے تو اپنی فکر کرنے کی تلقین
- قیمتی پیالے کا واقعہ اور تمیم الداری کی امانت و دیانت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- مسلمان کی گواہی میسر نہ ہونے کی صورت میں غیر مسلم کی گواہی
- حل اللغت

۳۲ قیامت کے روز رسولوں سے سوال اور عیسیٰ علیہ السلام کو احسانات کا یاد دلائے جانا ۲۵۷

- قیامت کے روز رسولوں اور امتیوں کا حساب ہوگا
- حوضِ کوثر سے بدعتیوں کو دور کیا جانا
- دین میں ہر نئی بات یا نیا عمل مردود ہوگا
- عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرنے سے پہلے ان پر کیے گئے احسانات کو یاد دلانا
- حل اللغت

۳۳ کھانوں سے بھرا ہوا دسترخوان (المائدہ) ۲۶۵

- اناجیل میں مائدہ کا ذکر نہ ہونے کی وجہ
- ذاتِ انواط
- موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی فرمائش
- ابراہیم علیہ السلام کا اطمینانِ قلب کی خواہش کا واقعہ
- مائدہ کے نزول میں مروی روایات
- حل اللغت

۳۴ عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز سوال اور ان کا جواب ۲۷۲

- عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی امت کے خلاف گواہی
- سارا معاملہ اللہ کی طرف لوٹانا
- بخشش کی سفارش
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری رات ایک آیت کی تلاوت کرنا
- امت کی خیر خواہی میں آپ کا آنسو بہانا
- اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے
- حل اللغت

●......●......●......●......●

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

مولانا فضل الرحمٰن کا شمار جماعت اہل حدیث کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے وہ ۱۱ جون ۱۹۳۵ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے۔ میٹرک لاہور کے سنٹرل ماڈل ہائی سکول سے کیا۔ ایف اے اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ) لاہور سے اور بی اے پرائیویٹ طور پر کیا۔ ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے امتحانات بھی پنجاب یونیورسٹی سے پرائیویٹ طور پر پاس کیے۔ ایم اے عربی میں یونیورسٹی میں اول آئے اور گولڈ میڈل اور سلور میڈل کے حق دار قرار پائے۔

طالب علمی کے زمانے میں کرکٹ کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ چنانچہ سکول، کالج، یونیورسٹی پنجاب اور پاکستان کی طرف سے کھیلنے کا اعزاز حاصل کیا اور کھلاڑی کی حیثیت میں ہی انگلینڈ، ویسٹ انڈیز، سری لنکا، سنگاپور، ملائشیا میں کھیلنے کا موقع ملا۔

امرتسر کے کاروباری خاندان سے تعلق تھا۔ اب بھی برانڈرتھ روڈ لاہور میں کاروبار کرتے ہیں۔ کاروبار کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم حاصل کی۔ اس تعلیم کا آغاز مسجد قدس چوک دال گراں سے کیا اور مولانا عبدالرشید کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے۔ چار سال ان سے حصول علم کرتے رہے۔ پھر حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف (متوفی ۳/اکتوبر ۱۹۸۷ء) کی شاگردی اختیار کی۔ ان کو آدھی صحیح مسلم اور پوری صحیح بخاری سنائی اور بعض دیگر کتابیں پڑھیں۔ کافی عرصہ ان سے مصروف استفادہ رہے۔

اس زمانے میں مسجد مبارک کی انتظامیہ کمیٹی کے سیکرٹری پروفیسر عبدالقیوم مرحوم (متوفی ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء) تھے اور مسجد کے منصب خطابت پر مولانا عطاء اللہ حنیف فائز تھے۔ مولانا ممدوح اور پروفیسر صاحب نے باہم مشورہ کر کے ۱۹۷۳ء میں خطابت کی ذمے داری مولانا فضل الرحمٰن کو سونپ دی۔ چونتیس سال سے وہ حسن و خوبی کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے دورِ خطابت میں مسجد کی جدید تعمیر ہوئی اور اسے وسیع کیا گیا۔ خطبہ جمعہ کے سامعین میں بھی بہت اضافہ ہوا۔ مسجد کی رونق اللہ کے فضل سے بہت بڑھ گئی۔

عیدین کی نماز مولانا فضل الرحمٰن مسجد مبارک کے متصل اسلامیہ کالج (ریلوے روڈ کالج) کی گراؤنڈ میں پڑھاتے ہیں، جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔ خطبۂ جمعہ اور عیدین کی خطابت کا سلسلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماشاءاللہ کامیابی سے جاری ہے۔

۱۹۸۶ء میں مولانا مصر گئے، وہاں جامعہ ازہر (قاہرہ) سے شریعہ کورس کی سند حاصل کی۔

اپنی کاروباری مصروفیات کے باوجود ملک اور بیرون ملک میں انہوں نے بہت سے تبلیغی دورے کیے۔ مختصر الفاظ میں ان کے بیرونی ممالک کے تبلیغی دوروں کا سلسلہ اس طرح ہے۔

۱- دو مرتبہ امریکہ گئے۔ ایک دورے میں وہاں کی مشہور ڈیوک یونیورسٹی میں چند لیکچر دیے اور اسلام کے مختلف موضوعات پر پی، ایچ، ڈی کرنے والوں سے ان کے موضوعات سے متعلق طویل گفتگو میں اسلام کی حقانیت کو واضح کیا۔

وہاں کے اکنامکس ڈیپارٹمنٹ میں اسلام کے معاشی نظام کے بارے میں پائے جانے والے شکوک کو دور کیا اور سود سے پاک بنکاری کے بارے میں بھی سوالات کے تسلی بخش جواب دیے۔

نارتھ کیرولائنہ (امریکہ) کی ماڈل جیل میں مسلمان قیدیوں کے سامنے ایک گھنٹے کے خطاب میں ان کو اچھا مسلمان ثابت ہونے کی تلقین کی۔

۱۹۸۳ء میں امریکہ کے ایک پروجیکٹ میں شرکت کی اور یو این او میں خطبہ جمعہ بھی دیا۔ وہاں خطبہ جمعہ دینے والے شاید یہ پہلے پاکستانی تھے۔

۲- کینیڈا کا تبلیغی دورہ بھی دو مرتبہ کیا۔ ٹورنٹو اور ہملٹن مساجد میں جمعے کے خطبے ارشاد فرمائے اور متعدد اسلامی موضوعات پر تقریریں کیں اور مسلم کمیونٹی کو متحد ہو کر اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرنے کی تلقین کی۔

۳- دو مرتبہ ہی انگلستان کے تبلیغی دوروں پر جانے کے مواقع میسر آئے۔ ۱۹۷۹ء میں انگلستان کی اہلحدیث کانفرنس میں شرکت کی اور ۱۹۸۳ء میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے اسلامی مراکز کے دورے کیے اور ان میں لیکچر دیے۔ اس طرح دونوں مرتبہ انہیں انگلستان کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے اجتماعات میں خطاب کے مواقع حاصل ہوئے۔

۴- عرب امارات کی جماعت اہل حدیث کی طرف سے دعوت آئی تو وہاں کا عزم کیا اور مختلف مقامات میں ۱۷ دن تقریروں میں گزرے۔

۵- تین مرتبہ ہندوستان تبلیغی دورے پر گئے۔ ایک مرتبہ ۱۹۸۷ میں، پھر ۱۹۸۸ء میں اور پھر ۱۹۸۹ء میں متواتر تین سال ممبئی کی آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اور وہاں کے متعدد اسلامی مراکز میں تقریریں کیں۔ اس کے بعد حکومت ہند نے اپنے ملک میں ان کے داخلے پر پابندی عائد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردی تھی۔

ریڈیو پاکستان میں ان کی تقریروں کا سلسلہ ۱۷ سال جاری رہا۔مختلف اسلامی موضوعات کے علاوہ انہوں نے نیشنل ہک اپ کے پروگرام ''قرآن حکیم اور ہماری زندگی'' میں قرآنی آیات کی تفسیر بیان کی۔ مسجد مبارک میں بھی تقریباً پچیس برس سے ہر رمضان المبارک میں نمازِ تراویح میں پڑھے گئے قرآن حکیم کی تفسیر کا خلاصہ مولانا فضل الرحمٰن اختصاراً اردو میں بیان کرتے ہیں۔

مولانا ماشاءاللہ بہت اچھے مقرر ہیں اور کتاب وسنت کی روشنی میں صفائی اور بلند آہنگی سے تقریر کرتے ہیں۔لوگ قریب اور دور سے آکر توجہ اور انہماک سے ان کی تقریر سنتے اور مستفید ہوتے ہیں اور یہ کسی مصنف اور مقرر کا بہت بڑا کمال ہے کہ اس کی تقریر اور تحریر سے ہر طبقے کے لوگ یکساں استفادہ کرسکیں۔

مولانا کی خطابتی اور تقریری مساعی کے بعد ان کی تصنیفی خدمات کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔انہوں نے مندرجہ ذیل کتابیں اور کتابچے تصنیف کیے۔

۱۔ اسلام میں عورت کی سربراہی:

اس کتاب میں مولانا نے قرآن وسنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ اسلام کی رو سے عورت اسلامی ملک کی سربراہ نہیں بن سکتی اور انہوں نے اس سلسلہ میں ۱۴۲ اسلامی کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔

-- انہوں نے عورت کی امامت کا مسئلہ بھی خوبصورتی سے حل کیا ہے۔

۲۔ سوانح حیات مولانا ثناءاللہ امرتسری:

یہ کتاب حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری مرحوم ومغفور کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے لیکن اس میں انہوں نے بہت سی علمی معلومات کو جمع کر دیا ہے۔

۳۔ جنازے کے مسائل:

اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ جنازے کے متعلق مسائل واحکام بیان فرمائے گئے ہیں۔

۴۔ قادیانی اور لاہوری مرزائی دائرہ اسلام سے کیوں خارج ہیں؟:

اس کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے فاضل مصنف نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ مرزائیوں کے دونوں گروپ لاہوری اور قادیانی...... خارج از اسلام ہیں۔

۵۔ رجم کے بارے میں شرعی عدالت کا غیر شرعی فیصلہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شادی شدہ زانی کو رجم کی سزا دینے کے متعلق یہ نہایت اچھی کتاب ہے۔ اسی کتابچے کی وجہ سے صدر پاکستان نے شرعی عدالت کے فیصلہ کو کالعدم کر دیا تھا۔

۶- رجب کے کونڈے:

ایک حلقے میں ۲۲ رجب کو ''کونڈوں'' کا جو رواج چلا آ رہا ہے اس کے متعلق یہ رسالہ لائق مطالعہ ہے۔

۷- آخری چہار شنبہ:

ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کے بارے میں ثابت کیا گیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۸- انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت:

اس میں بتایا گیا ہے کہ حکومت لوگوں سے جو انکم ٹیکس وصول کرتی ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ بلکہ انگریزوں کا قائم کردہ نظام ہے۔ جامعہ الازھر کے چھ شیوخ کے تاثرات اس میں موجود ہیں۔ انکم ٹیکس کی تاریخ بیان کر کے انہوں نے اپنے موقف کو ثابت کیا ہے۔

۹- پریس پر پابندی کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:

۱۰- کفن پر دعائیہ کلمات کی اصل:

...........●...........

مولانا کو قرآن مجید سے خاص تعلق خاطر ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے اس صحیفہ نور کے بعض پہلوؤں پر انہوں نے ریڈیو میں تقریریں کیں، نماز تراویح میں تلاوت شدہ سپارے کے مضامین کی وضاحت کو اپنا معمول بنایا اور خطبات جمعہ میں اس کی مناسب الفاظ میں تفسیر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرایا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک اہم کام یہ کیا کہ ابتدائے قرآن سے اس کی تفسیر کی طرف عنانِ توجہ مبذول کی۔ یہ ایک بابرکت سلسلہ ہے۔ بحمد اللہ سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کا ترجمہ و تفسیر وہ مکمل کر چکے ہیں اور اب سورہ مائدہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ چونکہ احکام کے اعتبار سے نازل ہونے والی یہ آخری سورۃ ہے۔ اس لیے اہل اسلام کے لیے اس میں حلال و حرام کے بارے میں بہترین راہنمائی سے نوازا گیا ہے۔ اس بنا پر ہر مسلمان کے لیے اس کا پڑھنا اور پڑھ کر سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پہلی اسلامی ریاست میں قرآن کا قانون نافذ ہوا اور صدیوں اسلامی ممالک میں اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا، لیکن جب سے طاغوتی طاقتوں نے اہل اسلام پر غلبہ پایا ہے، تب سے انہوں نے اہل اسلام کو ان کی اصل سے توڑ کر اپنے باطل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظام سے جوڑ لیا ہے۔ حالانکہ ہماری کامیابی کی ضمانت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کے دیے ہوئے نظام میں ہے۔ اپنی اصل پر واپس آنے کی اللہ توفیق عطا فرمائے۔

مولانا کا طریق تحریر یہ ہے کہ پہلے قرآن مجید کی آیت درج کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ پھر تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ آخر میں حل لغات کا سلسلہ چلتا ہے جو علماء وطلباء اور عوام کے لیے بے حد فائدہ مند ہے۔ تقریر کی طرح مولانا کی تحریری زبان سلیس اور عام فہم ہے۔ ہر شخص آسانی سے ہر بات سمجھ لیتا ہے زیادہ تعلیم یافتہ بھی اور کم تعلیم یافتہ بھی برابر مستفید ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی تفسیر کا معاملہ بے حد اہمیت کا حامل اور نہایت احتیاط کا متقاضی ہے مولانا فضل الرحمٰن اس سے خوب آگاہ ہیں۔ اس تفسیر کی خصوصیات یہ ہیں:

- اسلاف امت کے نقطہ نظر کو پیش نگاہ رکھا گیا ہے۔
- مختلف مقامات میں ایک آیت کی تفسیر کے لیے دیگر آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔
- جگہ جگہ کتب حدیث کے حوالے دیے گئے ہیں اور ارشاداتِ رسول (ﷺ) سے استشہاد کیا گیا ہے جس سے تحقیق کرنے والوں کے لیے انہوں نے بڑی آسانی پیدا کر دی ہے۔
- قدیم کتب تفاسیر سے مدد لی گئی ہے۔
- فرامینِ صحابہ کرام اور اقوال ائمہ عظام کو رہنما ٹھہرایا گیا ہے۔
- تاریخی واقعات کے لیے مستند اولین کتب تاریخ سے رجوع کیا گیا ہے۔
- موجودہ حالات کے تقاضے فاضل مفسر کے سامنے ہیں متعدد مقامات پر گزشتہ دور کے واقعات کی روشنی میں موجودہ دور کے واقعات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔
- حل لغات کے عنوان سے ہر آیت کے مشکل الفاظ کے اصل معنی کی تصریح کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کے فضل وفضیلت میں اضافہ فرمائے اور بطریق احسن پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

آمین یارب العالمین

بندۂ عاجز

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی ساندہ لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیدی کلمات

خیر و شر کی تخلیق پر غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شر کی تخلیق کا مقصد خیر کی پہچان کرانا اور اس کو شر سے ممیز و ممتاز کرنا ہے اور شر اسی وقت وجود میں آ گیا تھا جب خیر کی تخلیق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو شیطان ابلیس بھی فرشتوں کے ساتھ اللہ کے حکم کو سجدہ کر دیتا یا اس کی نافرمانی کی سزا اسی وقت اس کو دے کر معاملہ ختم کر دیتا۔ لیکن اس نے شیطان کو قیامت تک مہلت دے کر شر کو انسانوں کی آزمائش کا سبب اور ذریعہ بنا دیا۔

سورۃ الانبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ إِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (۲۱/۳۵)﴾

ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور شر و خیر کے ذریعہ ہم تمہاری آزمائش فتنہ کے طور پر کریں گے اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس فتنہ کی ابتداء اس وقت ہوئی جب شیطان نے آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ سے وہی کام کرا دیا جس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ چنانچہ تینوں کو زمین میں اتار کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سورۃ البقرۃ کے الفاظ ہیں:

﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۲/۳۸)﴾

جب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت کا پیغام آئے گا اور جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

سورۃ الاعراف میں آدم علیہ السلام کی اولاد سے خطاب ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (۲۷)﴾

اے بنی آدم! شیطان تمھیں اس طرح فتنہ میں نہ ڈال دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے اس نے نکلوا دیا۔

یوں اللہ تعالیٰ نے خود ہی وضاحت فرما دی کہ اس کی ہدایت کا پیغام خیر ہے اور اس سے روکنے والا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی مخلوق کو جنت سے محروم رکھنے کے لیے کوشاں رہنے والا شیطان ابلیس سراسر شر ہے۔ لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق عمل کرے گا، وہ ہر قسم کے خوف وحزن سے محفوظ و مامون ہو جائے گا اور جو شیطان کی پیروی کرے گا، وہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

صورۃ صٓ میں اَحۡکَمُ الۡحَاکِمِین کا اعلان ہے:

﴿لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ (۸۵/۳۸)﴾

''میں جہنم کو تجھ سے اور ان میں سے جو تیری اتباع کریں گے۔ ضرور سب سے بھر دوں گا، یعنی شر کی دعوت دینے اور شر کو اپنانے والے سب کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

ابلیس شیطان کا عمومی حربہ یہ ہے کہ وہ انسان کے لیے شر کو مزین کرتا ہے اور انسان جب اس کے جال میں پھنس جاتا ہے تو ساری برائی انسان ہی کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ قیامت کے دن جب خیر اور شر کو اپنانے والے اپنی اپنی جزا وسزا پائیں گے تو اس دن شیطان اپنی پیروی کرنے والوں سے جو کہے گا، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی آگاہی کے لیے سورۃ ابراہیم میں اس کو یوں بیان فرمایا:

﴿وَ قَالَ الشَّيۡطٰنُ لَمَّا قُضِىَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمۡ وَعۡدَ الۡحَـقِّ وَ وَعَدْتُّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُكُمۡ وَ مَا كَانَ لِىَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُكُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِىۡ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِىۡ وَ لُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ (۲۲/۱۴)﴾

''اور جب معاملہ طے ہو جائے گا یعنی جب اللہ تعالیٰ خیر اور شر کے بارے میں فیصلہ کر دے گا اور شیطان کی پیروی کرنے والے اپنے لیڈر کی طرف دیکھیں گے تو وہ کہے گا: بے شک اللہ نے جو وعدہ تم سے کیا وہ سچا وعدہ تھا اور میں نے تم سے جو وعدہ کیا میں نے اس کو تم سے پورا نہ کیا۔ کیونکہ مجھے تم پر کوئی اختیار نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں برائی کی دعوت دی اور تم نے قبول کر لی۔ لہٰذا تم مجھے کوئی ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔''

جب ابلیس کو بنو آدم کے لیے آزمائش اور فتنہ بننے کی مہلت ملی تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے جھوٹے وعدوں کی حقیقت عیاں کر دی تھی۔ سورۃ بنی اسرائیل کے الفاظ ہیں: ﴿وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا (۶۴/۱۷)﴾ ''شیطان ان سے دھوکے کا ہی وعدہ کرے گا۔'' یعنی ان سے جھوٹے وعدے کر کے ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ورغلائے اور بہکائے گا اوران کے برے اعمال ان کے لیے مزین کر کے ان کو تباہی تک پہنچائے گا۔

سورۃ الانعام میں تباہ ہونے والی پہلی قوموں کے بارے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْ لَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۶/۴۲، ۴۳)﴾

''اور ہم نے آپ سے پہلے امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پھر ہم نے ان کو تنگدستی اور تکالیف میں مبتلا کیا۔ تا کہ وہ گڑگڑا کر دعائیں کریں۔ پھر جب ہمارا عذاب ان کو آ گیا تو انہوں نے تضرع و عاجزی کا مظاہرہ کیوں نہ کیا۔ بلکہ ان کے دل سخت ہو گئے اور جو وہ کرتے تھے، شیطان نے ان کے لیے وہ مزین کر دیا۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب شیطان کے مزین کردہ اعمال کو اپنایا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ سراسر تباہی اور ہلاکت ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ دنیا میں کامیابی حاصل ہو بھی جائے لیکن آخرت خراب ہو جاتی ہے اور یہی شیطان کا مشن ہے۔

اس کے برعکس حقیقی کامیابی کے بارے میں سورۃ الاعلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ○ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ○ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (۸۷/۱۴-۱۷)﴾ ''بے شک فلاح پائی اس نے جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور اس نے نماز پڑھی۔ لیکن تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔''

یوں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی راہنمائی فرمائی کہ دنیا کو سنوارنے اور بنانے کی بجائے اپنی آخرت کو سنوارنے میں کوشاں رہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ احسان بھی کر دیا کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب نازل کر دی جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود ہی لے لیا۔ تا کہ اس سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں میں کیے گئے تغیر و تبدل والے عمل سے اسے محفوظ رکھا جائے اور مسخ ہونے یا چھپائے جانے والے حق کی نشاندہی بھی کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ خود خیر ہے، لہٰذا اس نے خیر و شر میں فرق کرنے والی کتاب مبین میں خیر کے ان تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کا ذکر کر دیا جن کی وجہ سے انسان کی زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے اللہ اور اس کے بندوں کے نزدیک اس کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ اللہ کے فرشتے اس کے دوست بن کر دنیا اور آخرت میں اس کے لیے دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔

سورۃ فصلت (حم السجدہ) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ○ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (۴۱/۳۰-۳۲)﴾

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر اس پر قائم ہو گئے۔ ان پر فرشتے نازل ہو کر کہتے ہیں: تمہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمزدہ ہو گے اور تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ دنیا کی زندگی اور آخرت میں ہم تمہارے دوست ہیں اور اس جنت میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہوگا جس کی چاہت تمہارے نفس کریں گے اور تمہارے لیے وہ بھی ہوگا جو تم مانگو گے۔ بخشنے اور رحم کرنے والے کی طرف سے یہ مہمان نوازی ہوگی۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اصل خیر اللہ کو رب مان کر اس پر قائم ہو جانا اور اس کے حکم اور اس کے دین کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے اور شیطانی قوتیں اگر راہِ حق سے ہٹانے کی کوشش کریں تو ان کے مقابلے میں پوری شدت وقوت سے ڈٹ جانا ہے۔ مقابلہ کرنے میں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے تو صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو برداشت کرنا ہے۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب جامع اوصاف الاسلام جلد ۱، ص ۴۸ میں سفیانؓ بن عبداللہ الثقفی سے مروی ہے: میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات بتا دیں کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ﴾ کہہ میں اللہ پر ایمان لایا۔ پھر اس پر ڈٹ جا۔

آج کل مسلمانوں میں وہ استقامت نہیں، جو کامیابی کی ضمانت ہے اور جس کی وجہ سے جنت میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی میزبانی نصیب ہوگی۔ اس لیے شرک کا غلبہ عام دکھائی دے رہا ہے۔ امت مسلمہ کی اکثریت انہی کاموں میں لگی ہوئی ہے جو پہلی قوموں کی ہلاکت کا سبب بنے۔ لہٰذا اس وقت خیر کو اپنانے ہی سے نجات کی کوئی صورت بن سکتی ہے اور اس کے لیے قرآن وسنت کی راہنمائی ہمارے پاس موجود ہے۔

صاحب مشکوۃ نے فضائل القرآن کے باب میں شعب الایمان کے حوالے سے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿إِنَّ هٰـذِهِ الْقُلُوبُ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اَصَابَهُ الْمَآءُ قِيْلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ مَاجِلَاءُ هَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوتِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ﴾

''بے شک یہ دل اسی طرح زنگ آلود ہوتے ہیں جس طرح لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ اللہ کے رسول! ان کو پھر سے چمکنے والے کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کثرت سے موت کا ذکر کرنے اور کثرت ہی سے تلاوت قرآن کرنے سے ایسا ممکن ہوسکتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے فضل القرآن کی چوتھی جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو سورۃ المائدہ کا ترجمہ، تشریح اور حل اللغۃ ہے۔ مسند احمد ج ۶ ص ۱۸۸ میں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ سورۃ المائدہ نازل ہونے والی آخری سورۃ ہے یعنی احکام کے اعتبار سے یہی آخری ہے لہٰذا اس میں جو حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو۔ دعا ہے کہ رب العالمین اس بارے میں کی گئی کوشش کو قبول کر کے میری خطاؤں کو معاف فرمائے۔ میں نائب مدیر ہفت روزہ ایشیا جناب ارشاد الرحمٰن کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی نگرانی میں کتاب کو کمپیوٹرائز کرایا اور ممکنہ حد تک اغلاط سے پاک رکھنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا سے نوازے۔

طالب الخیر

فضل الرحمٰن بن محمد

۳۰ اپریل ۲۰۰۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پ ۶

سورة المائدة

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

۱ ......عہد کی پاسداری - شعائر اللہ کی حرمت - نیکی اور تقویٰ میں تعاون

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَـكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ﴿۱﴾

اے ایمان والو! عہد و پیمان کو پورا کیا کرو۔ تمہارے لیے چوپائے مویشی حلال کئے جاتے ہیں۔سوائے ان کے کہ جن کے نام تم کو پڑھ کر سنائے جائیں گے، اور یہ کہ تم نے حالت احرام میں ان کے شکار کو حلال نہیں سمجھنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ وَلَا الۡقَلَاۤئِدَ وَلَاۤ آٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ

اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں اور شہر حرام اور قربانی کے جانوروں اور گردنوں میں ڈالے گئے ہار والے جانوروں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ہی ان لوگوں کی کہ جو بیت حرام جا رہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَّبِّهِمۡ وَ رِضۡوَانًاؕ وَ اِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡاؕ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲﴾

ہوں۔ جن کا مقصد اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ اور جب تم احرام کھول کر حلال ہو جاؤ تو پھر شکار کر سکتے ہو اور اس قوم کی دشمنی کہ جنہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا۔ اس بات پر آمادہ نہ کر لے کہ تم زیادتی کرو۔ اور نیکی اور تقویٰ کے کام میں تعاون کیا کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں تعاون نہ کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

تشریح:

اسلام کے بارے میں جن کا دعویٰ ہے کہ اس دین میں تشدد و دہشت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کو سورۃ المائدہ کی پہلی دو آیات کو پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اسلام ہر قسم کے ظلم و تشدد سے منع کرنے کے ساتھ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں بھرپور تعاون کرنے کا حکم دیتا ہے۔

سب سے پہلی بات یہاں عہد و پیمان کی پاس بندی کرنے کا حکم اہل ایمان کو دیا گیا ہے۔ عقود عَقْد کی جمع ہے اور ابن عباسؓ کے مطابق اس سے مراد عہد ہے۔ جب کوئی غیر مسلم اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا عہد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو کچھ فرض کیا، اس کی تعمیل کرنے اور جن کاموں کو نہ کرنے کا حکم دیا ہے ان سے رکنے کا عہد کرتا ہے۔ اسی طرح جب دنیوی معاملات میں بھی اس کے عہد و معاہدے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ احسن انداز میں ان کو پورا کیا جانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین نے غیر مسلموں سے ہونے والے تمام معاہدوں کو خوبصورتی سے نبھایا۔ اگرچہ کئی موقعوں پر غیر مسلموں نے بدترین عہد شکنی کا مظاہرہ کیا لیکن مسلم امراء نے صبر و تحمل کو اپناتے ہوئے ظلم و زیادتی سے ہمیشہ اجتناب کیا، کیونکہ اللہ کا یہی حکم تھا۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا (۱۷/۳۴)﴾

عہد کو پورا کیا کرو بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

سورۃ المؤمنون میں فلاح پانے والے مومنوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (۲۳/۸)﴾

اور وہ لوگ جو اپنے پاس رکھی گئی امانتوں اور جو انہوں نے عہد کیے، ان کا خیال رکھتے ہیں یعنی ان کی پاسداری کرتے ہیں۔

دوسری بات ان چوپاؤں کی ہوئی ہے کہ جو اہل ایمان کے لیے حلال ہیں۔ ان کی تفصیل سورۃ الانعام کی آیات ۱۴۳-۱۴۴ میں بیان ہوئی ہے کہ وہ بھیڑ اور اس کا نر، بکری اور اس کا نر، اونٹنی اور اس کا نر اور گائے اور اس کا نر، یعنی ان چار جوڑوں کی آٹھ قسمیں بنتی ہیں۔ جو جانور اہل ایمان کے لیے حلال نہیں، ان کی تفصیل سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۳ میں ان شاء اللہ بیان ہوگی۔

تیسری بات حج اور عمرہ کا احرام باندھے ہونے کے بارے میں ہے کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن جانوروں یا پرندوں کا کھانا حلال کیا ہے۔ ان کا شکار بھی نہیں کرنا کیونکہ حج یا عمرہ کے لیے جانے والے کا اصل کام اپنے رب سے رابطہ کرنا ہے۔ اپنے گناہوں کو معاف کرا کر اس کی رحمت سے مالا مال ہونے کی کوشش کرنا ہے۔ لہٰذا اس کی توجہ اپنے اصل مقصد ہی کی طرف ہونی چاہیے۔ ویسے اس کی حقیقی حکمت تو وہی جانتا ہے کہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ پھر محرم کو اجازت دے دی گئی کہ جیسے ہی وہ حلال ہو جائے تو وہ شکار کر سکتا ہے۔

چوتھی بات کا تعلق اللہ کی نشانیوں، شہر حرام، قربانی کے جانور، وہ جانور کہ جن کی گردنوں میں نشانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر ہار ڈالے جاتے ہیں اور بیت حرام کی زیارت کے لیے نکلنے یا سفر کرنے والوں سے ہے کہ ان کی بے حرمتی نہیں ہونی چاہیے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (۲/۱۵۸)﴾

بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ نشانیوں سے مراد علامات ہیں۔

سورۃ الحج میں ارشاد ہوا:

﴿وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (۲۲/۳۶)﴾

بُدْن کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے کر دیا۔

بُدْن" بَدَنَة" کی جمع ہے اور اس سے مراد قربانی کے اونٹ ہیں۔ شَعَائِر شَعِيْرَة کی جمع ہے۔ اور اس سے مراد وہ اونٹ ہیں کہ جن کے کوہانوں پر اتنا زخم لگایا جاتا ہے کہ جس سے خون نکل آئے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔ کوہان سے نکلنے والا خون اس کے شَعِيْرَہ ہونے کی نشانی بن جاتا ہے۔

شہر حرام سے مراد ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے مہینے ہیں۔ اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ ان مہینوں کی حرمت کا خیال کرتے ہوئے کفار پر حملہ کرنے یا ان سے قتال کرنے سے باز رہو لیکن اگر کفار کی طرف سے ان مہینوں میں حملہ ہوگا تو اس کا جواب دینا ہوگا۔ جیسے مسجد حرام کے بارے میں سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا ہے:

﴿وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (۲/۱۹۱)﴾

اور تم ان سے اس وقت تک مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرنا کہ جب تک وہ تم سے اس میں قتال نہ کریں۔ اگر وہ تم سے قتال کریں تو تم بھی ان سے قتال کرو۔ کفار کو اسی طرح سزا دی جاتی ہے۔

اَلْهَدْيَ سے مراد وہ جانور ہیں کہ جن کو بیت اللہ کی طرف قربانی کے لیے بھیجا جائے، اس میں اونٹ، گائے اور بکری تینوں شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الـقَـلَائِد قِـلَادة کی جمع ہے۔اس سے مراد وہ جانور ہیں کہ جن کی گردنوں میں بٹی ہوئی رسی ڈال کر بیت اللہ قربانی کے لیے بھیجا جاتا تھا تاکہ لوٹ مار سے وہ محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نشانی والے تمام جانوروں پر قبضہ کرنے یا شکار کر کے کھانے سے منع کر دیا۔

اہل ایمان کو ان لوگوں کی راہ میں رکاوٹ بننے یا ان پر حملہ کرنے سے بھی روک دیا گیا کہ جو اپنے گمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے فضل کو پانے کے لیے بیت حرام کا قصد رکھتے ہوں حالانکہ ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا۔

تفسیر القرطبی میں ابن جریج سے مروی ہے۔ حجاج کرام کا راستہ روکنے سے منع کر دیا گیا۔ ابن زید کا کہنا ہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی۔ جب عرب کے مشرک حج وعمرہ کے لیے مکہ آئے تو مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ ان مشرکوں کو ہم نہیں چھوڑیں گے۔ ہم ان پر ضرور حملہ آور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَ لَآ آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ والی آیت نازل فرما دی اور یہ بھی فرما دیا کہ جن لوگوں نے تمہیں عمرہ کرنے سے روکا تھا۔ ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ جس امت کو یہ حکم ملا ہو، وہ کبھی بھی دہشت گرد نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اسلام کی تعلیم ہے کہ ہر نیکی اور تقویٰ کے کام میں تعاون کیا جائے۔ گناہ اور ظلم و زیادتی والے کاموں میں تعاون نہ کیا جائے۔ دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ اہل اسلام کا جن ملکوں اور علاقوں پر قبضہ ہوا۔ وہاں ہر قسم کے ظلم کو ختم کر کے عدل و انصاف کو رائج کر دیا گیا کسی بھی مسلم کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ مفتوح قوم کے کسی فرد پر زیادتی کرے۔ اگر کہیں ایسا واقعہ پیش آیا تو اسلامی ریاست کے قاضی نے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اعمال کو اسی کا حکم دیا کرتے تھے۔

تفسیر ابن جریر میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ خط مبارک پڑھا جو آپ نے عمرو بن حزم کو یمن بھیجتے ہوئے ان کو لکھوا کر دیا اور وہ خط ابوبکر بن حزم کے پاس تھا۔ اس کا مضمون تھا: یہ بیان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پھر سورۃ المائدہ کی پہلی دو آیات لکھی ہوئی تھیں۔

تفسیر ابن کثیر میں ابن ابی حاتم کی روایت کا حصہ ہے کہ عمروؓ بن حزم کو حکم دیا گیا کہ وہ اہل یمن کو دینی احکام سے آگاہ کریں اور سنت کی تعلیم دیں اوران سے صدقات وصول کریں۔ آپ نے ان کو یہ حکم بھی دیا تھا کہ تمام معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہیں۔ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رہتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اوران کے ساتھ ہوتا ہے کہ جو احسان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ وہ سخت سزا دینے والا ہے یعنی جو اس کے حکم کے مطابق عمل نہیں کریں گے اور برائی اور گناہ کے کاموں میں لگ کر نیکی اور تقویٰ والے کاموں سے منہ موڑ لیں گے تو اللہ ان کو نافرمانی اور سرکشی کی انتہائی سخت سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل اللغت:

- ﴿اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ میں اَوْفُوْا اَوْفٰی یُوْفِی سے فعل امر۔ اس کا معنی ہے معاہدوں کو پورا کیا کرو۔ اُحِلَّتْ فعل ماضی مجہول واحد مونث غائب۔ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ مرکب اضافی اس کا فاعل لَكُمْ جار مجرور اس کا معنی ہے تمہارے لیے چرنے والے پالتو چوپائے حلال کر دیے گئے۔
- ﴿اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ﴾ میں اِلَّا حرف استثناء، مَا موصولہ، يُتْلٰى فعل مضارع مجہول، عَلَيْكُمْ جار مجرور، اس کا معنی ہے مگر جو تم پر پڑھے جائیں گے یعنی جن کے نام تمہیں بتائے جائیں گے۔
- ﴿غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ﴾ میں مُحِلِّي اصل میں مُحِلِّيْنَ ہے جس کی نون غَیْرَ اسم لازم الاضافة کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔
- ﴿وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ میں حُرُمٌ حَرَامٌ کی جمع اور یہ جملہ حالیہ ہے۔ دونوں جملوں کا معنی ہے اور نہ ہی تم نے احرام کی حالت میں شکار کرنے کو حلال سمجھنا ہے۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾ میں يَحْكُمُ اور يُرِيْدُ دونوں فعل مضارع، مَا موصولہ اور لفظ اللّٰہ مشبہ بفعل اِنَّ کا اسم۔ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ جملہ فعلیہ اس کی خبر پورے جملے کا معنی ہے: بے شک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے۔

- ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ میں یٰٓاَیُّھَا حرف ندا۔ جب منادیٰ مُعَرّف باللام یعنی اس پر الف لام آجائے تو حرف ندا یَا کے ساتھ اَیُّھَا لگا دیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ مُنَادیٰ اس کا معنی ہے: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے، اور عموماً اس کا ترجمہ اے ایمان والو! کیا جاتا ہے۔ لَا تُحِلُّوْا فعل امرنفی اور شَعَآئِرَ اللّٰہِ سے وَ لَآ اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ تک اس کا مفعول۔ اس کا معنی ہے اللہ کے نام پر نشان لگائے جانوروں اور شہر حرام اور قربان کرنے کے لیے بھیجے گئے جانوروں اور جن جانوروں کی گردنوں میں بٹے ہوئے ہار ڈالے گئے ہوں اور نہ ہی بیت حرام کا قصد کرنے والوں کو مارنے یا ان پر حملہ کرنے کو حلال سمجھو۔
- ﴿یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رِضْوَانًا﴾ میں یَبْتَغُوْنَ فعل مضارع، فَضْلًا وَ رِضْوَانًا دونوں مصدر فعل مضارع میں فاعل کے مفعول، اس کا معنی ہے وہ اپنے رب کا فضل (تجارتی لین دین) اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور یہ جملہ اٰمِّیْنَ (باب نصر ینصر سے اَمَّ یَاُمُّ کا اسم فاعل جمع) کا حال ہے۔
- ﴿وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ میں وَ اِذَا حَلَلْتُمْ شرط اور فَاصْطَادُوْا (باب افتعال) جواب شرط۔ جملے کا معنی ہے اور جب تم حلال ہو جاؤ یعنی احرام کھول دو تو پھر شکار کر سکتے ہو۔ ضروری نہیں کہ احرام کھولتے ہی شکار کرو جیسے سورۃ الجمعہ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ﴾ جب نماز پڑھ لی جائے تو جو سفر کرنا چاہے، سفر پر روانہ ہو جائے۔
- ﴿وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا﴾ میں لَا یَجْرِمَنَّ تاکیدی امر نہی، کُمْ ضمیر مخاطب کی، شَنَاٰنُ قَوْمٍ مرکب اضافی فاعل، اَنْ تَعْتَدُوْا فعل مضارع پر، اَنْ مصدریہ ﴿اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ جملہ تعلیل۔ پورے جملے کا معنی ہے اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا۔
- ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ میں تَعَاوَنُوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب تفاعل سے فعل امر اور لَا کے ساتھ امر نہی۔ اَلْبِرِّ. التَّقْوٰی. اَلْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ چاروں مصدر، جملے کا معنی ہے: بھلائی اور پرہیز گاری میں تعاون کیا کرو، گناہ کے کاموں اور زیادتی میں تعاون نہ کرنا۔

- ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ میں واؤ عاطفہ، اتَّقُوا فعل امر، لفظ اللّٰه مفعول۔ جملے کا معنی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہنا۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰه اس کا اسم، شَدِيْدُ الْعِقَابِ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

۲ ....حرام کیے گئے جانور اور دین کا کامل ہونا

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

حرام کیا گیا تم پر مردار اور زندہ یا ذبح کیے گئے جانوروں کا خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر پکارا گیا اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا اور جو کسی مہلک ضرب سے مر گیا اور جو اونچائی سے گرنے پر مر گیا اور جو کسی ٹکر سے مر گیا اور جس کو درندے نے کھایا سوائے اس کے کہ جس کو تم نے مرنے سے پہلے ذبح کر لیا اور جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اور یہ کہ تم جن کو تیروں کے ذریعے تقسیم کرو۔ (جو حرام کیا گیا اگر تم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳﴾

کھایا) تو یہ بدترین گناہ ہوگا۔ آج کفار تمہارے دین پر غالب آنے سے ناامید ہوگئے پس تم نے ان سے نہیں ڈرنا بلکہ مجھ سے ہی ڈرتے رہنا ہے۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔ پس جو کوئی شدت کی بھوک میں ممنوعہ جانوروں میں سے کچھ کھالے، بشرطیکہ گناہ کی طرف میلان نہ رکھنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

تشریح:

اس ایک آیت مبارکہ میں ان ممنوعہ جانوروں اور اس خون وگوشت کی تفصیل بیان ہوئی کہ جو اہل ایمان کے لیے حلال نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ گنجائش ضرور رکھی ہے کہ اگر کوئی شخص موت کے قریب بھوک کی وجہ سے ہوجائے تو اپنی زندگی کی بقا کے لیے جتنا کھانا پینا اس کے لیے ضروری ہو، اتنا کھالے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ گناہ کی طرف رجحان ومیلان نہ رکھنے والا ہو اور اس وقت تک حلال کے حصول میں کوشاں رہنے والا ہو کہ جب تک موت اس پر جھانکنے نہ لگے۔

حرام کیے گئے جانوروں میں سے پہلے چار کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۳ میں ہو چکا ہے اور اس کی تشریح میں بقیہ کی بھی نشاندہی ہوچکی ہے۔ جن جانوروں یا جس خون اور گوشت کو اہل اسلام کے لیے حرام کردیا گیا وہ تمام زمانہ جاہلیت میں کفر وشرک کے مرتکب ہونے والوں میں حلال تھا اور انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان کے حلال ہونے پر اپنے ہی اصول بنا رکھے تھے۔

سورۃ الانعام میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ (۱۳۹/۶)﴾

اور انہوں نے کہا کہ جو ان مادہ چوپاؤں کے پیٹ میں ہے وہ خالصتاً ہمارے مردوں کے لیے حلال اور ہماری عورتوں پر حرام ہوگا۔ اور اگر وہ مردہ ہوا تو وہ سب اس کے کھانے میں شریک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو ان کے بُرے اصول کی سزا دے گا۔ بے شک وہی حکیم وعلیم ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں امام شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ بحیرہ جانور کا دودھ صرف مرد پیا کرتے تھے اور اگر کوئی جانور مر جاتا تو عورتوں کو بھی اس میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔ سیرت ابن ہشام ج۱ ص۳۳۶ میں جعفر طیارؓ نے حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں جو تقریر کی اس کے ابتدائی الفاظ تھے:

﴿أیها الملك! کنا قوما اهل الجا هلیة، نعبد الا صنام ونا کلُ المیتة﴾ اے بادشاہ! ہم جہالت کو اپنانے والی قوم تھے۔ ہم بتوں کی پرستش کیا کرتے اور مردار کھایا کرتے تھے۔ اسی لیے اسلام میں سب سے پہلے مردار کو حرام کیا گیا لیکن مچھلی اور ٹڈی دل کو حلال رکھا گیا ہے۔

ابوداؤد ص ۱۱، ترمذی ج۱ ص۲۹، نسائی ج۱ ص۱۱، ابن ماجہ ص۳۱ اور مسند احمد ج۲ ص ۳۷۱ کی روایت ہے۔ ابوھریرہؓ سے مروی ہے۔ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ زمینی پانی تھوڑا ہی رکھتے ہیں۔ اگر اس سے وضو کریں تو پینے کے لیے نہیں بچے گا۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں۔ آپ نے فرمایا: ﴿هُوَ الطَّهور مَآءُ ہ الحِلّ مَیتتهٗ﴾ وہ پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

صحیح بخاری: باب اکل الجراد، ص۸۲۶ میں ابن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شریک رہے اور ٹڈی دل کھایا کرتے تھے۔

اہل عرب میں تازہ خون پینے کی بھی عادت تھی۔ تفسیر ابن کثیر میں ابن ابی حاتم اور مستدرک ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مردویہ کے حوالے سے صدی بن عجلان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف اللہ اور رسول کی دعوتِ حق دینے اور اسلام کے احکام پیش کرنے کے لیے بھیجا۔ ان کا بیان ہے کہ میں اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک دفعہ خون کا بھرا ہوا پیالہ لے کر اس کو کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور مجھے بھی دعوت دی۔ میں نے کہا: برا ہو تمہارا۔ میں ان کے پاس سے آیا ہوں کہ جو اس کو تمہارے لیے حرام کر رہے ہیں۔ وہ سب میری طرف متوجہ ہو گئے اور انہوں نے کہا: پوری بات سناؤ۔ تو میں نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ والی آیت سنا دی۔ اس کے بعد میں ان کو اسلام کا پیغام پہنچاتا رہا۔ لیکن وہ ایمان نہ لائے۔ ایک دن میں سخت پیاسا ہوا اور پانی نہ ملا تو میں نے ان سے پانی مانگا اور کہا کہ میرا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے۔ مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو، کسی نے مجھے پانی نہ دیا اور انہوں نے کہا کہ ہم تجھے یونہی پیاسا تڑپا تڑپا کر ماریں گے۔ میں غمناک ہو کر اپنا کھردرا کمبل اپنے اوپر ڈال کر سخت گرمی میں لیٹ گیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص شیشے کا بڑا پیالہ لیے ہوئے میرے پاس آیا کہ جس میں بڑا ہی خوش ذائقہ مشروب تھا۔ اس نے وہ مجھے دے دیا۔ میں نے خوب پیٹ بھر کر پیا، اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اللہ کی قسم! اس کے بعد نہ کبھی میں پیاسا ہوا اور نہ پیاس کی تکلیف ہوئی۔ میرے جاگنے کے بعد وہ آپس میں کہنے لگے: تمہاری قوم کا سردار تمہارے پاس مہمان بن کر آیا ہے۔ اس کو پانی پلا دو چنانچہ جب وہ پانی لے کر میرے پاس آئے تو میں نے کہا: اب مجھے اس کی حاجت نہیں۔ مجھے اللہ نے کھلا اور پلا دیا۔ میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ سب ایمان لے آئے۔

مشہور شاعر الأعشى نے کیا خوب کہا:

وإيَّـاكَ وَالْـمَيْتَـاتِ لَا تَـقْـرَبَنَّـهَا ... ولا تأخذنَّ عَظْمًا حديدا فتفصِدا

مردار جانوروں سے بچ، ان کے قریب ہرگز نہ جانا اور تیز ہڈی لے کر خون نہ نکال۔ یعنی زمانہ جاہلیت والا کام نہ کرنا جب ان میں کوئی ایک بھوکا ہوتا تو ہڈی کا کوئی نوکدار تیز حصہ یا اس کی مثل کوئی اور چیز لے کر اونٹ یا کسی اور جانور کو زخم لگاتا۔ اس میں سے نکلا ہوا خون پی جاتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس امت پر خون حرام کر دیا۔ الأعشی نے یہ بھی کہا:

وذا النصُب المنصوب لا تاتينه ولَا تعبُد الاوثان واللّٰه فاعبُدا

بتوں کی پرستش گاہ پر چڑھائے گئے کے قریب نہ جانا یعنی وہ نہ کھانا اور بتوں کی پرستش نہ کرنا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرتے رہنا۔

﴿لَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾ سے مراد سور جنگلی ہو یا پالتو اس کے تمام اعضا چربی سمیت حرام کر دیے گئے۔ اگر سور کو بسم اللہ پڑھ کر بھی حلال کیا جائے تو بھی اہل اسلام کے لیے حلال نہیں ہوگا۔

﴿مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ سے مراد وہ جانور ہے کہ جس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا جائے یا اللہ کے ساتھ کسی اور کے نام کو شامل کر لیا جائے۔ اس کا کھانا بھی اہل اسلام کے لیے حلال نہ ہوگا۔ ریا کاری کے طور پر ذبح کیے گئے جانور بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

﴿مُنْخَنِقَةُ﴾ سے مراد وہ جانور ہے جو گلا گھٹنے سے مر جائے۔ اس کے گلے میں ڈالی ہوئی رسی اس کی موت کا پھندا بن جائے۔

﴿اَلْمَوْقُوْذَةُ﴾ بمعنی الوقیذ یعنی وہ جانور کہ جس کی موت لٹھ مارنے سے واقع ہو جائے۔ زمانہ جاہلیت میں جانور کو مارنے کا یہ طریقہ بھی اپنایا جاتا تھا۔

﴿اَلْمُتَرَدِّيَةُ﴾ سے مراد وہ جانور ہے جو کسی اونچی جگہ سے گر کر مر جائے یا اس کو گرا کر مارا جائے۔

﴿النَّطِيْحَةُ﴾ سے مراد وہ جانور ہے کہ جس کی موت ٹکر لگنے سے ہو جائے۔ اگرچہ اس ٹکر کی وجہ سے اس کا کچھ خون بھی نکل آئے جیسے دو جانوروں کی آپس میں لڑائی ہو اور ایک مر جائے۔

﴿مَآ اَكَلَ السَّبُعُ﴾ سے مراد وہ جانور ہے کہ جس پر کسی درندے نے حملہ کر کے اس کو زخمی کر دیا ہو یا اس کا کچھ حصہ کھا لیا ہو اور اسی حال میں اگر وہ مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔ اگر اس کے مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر لیا جائے تو پھر اس کا کھانا حلال ہو جائے گا۔

﴿مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ سے مراد وہ جانور ہیں کہ جن کو بتوں کے لیے ذبح کیا جائے یا بتوں پر چڑھاوے کے لیے ذبح کیا جائے۔ ان کی بھی صورت غیر اللہ جیسی بن جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ﴾ سے مراد وہ جانور ہیں کہ جن کی تقسیم قرعہ اندازی والے تیروں سے کی جاتی تھی۔ اہل مکہ نے بیت اللہ میں تین تیر رکھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک پر اِفْعَل (کر) دوسرے پر لَا تَفْعَل (تو نہ کر) لکھا ہوا تھا اور تیسرے پر کچھ نہ لکھا ہوا تھا۔ اِفْعَل والا نکلتا تو کام کر لیتے اور لَا تَفْعَل والا نکلتا تو نہ کرتے اور خالی نکلنے والے پر دوبارہ قرعہ نکالتے۔ یعنی اللہ پر توکل کرنے کی بجائے تیروں کے سپرد اپنا معاملہ کر دیتے۔ لہٰذا اس قرعہ اندازی کو اہل اسلام کے لیے حرام کر دیا گیا اور مسلمانوں کو استخارہ کرنے کی تلقین کی گئی یعنی اللہ سے مشورہ لیتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اگر حرام کیے گئے جانور یا گوشت یا خون کھاؤ گے تو یہ بدترین گناہ ہوگا اور اللہ نے یہ بشارت بھی دے دی کہ کفار تمہارے دین پر غالب ہونے سے مایوس ہو چکے ہیں لہٰذا ان سے ڈرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اتنی بڑی بشارت کے باوجود دنیا میں پھیلی ہوئی اسلامی ریاستوں کے حکمران طاغوتی طاقتوں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

صحیح بخاری: کتاب الایمان ص ۱۱ میں طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک یہودی نے عرض کیا: امیر المومنین! آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے جو آپ پڑھتے ہیں اگر وہ ہم یہود پر نازل ہوئی ہوتی تو جس دن اس کا نزول ہوا اس کو ہم عید بنا لیتے۔ امیر المومنین نے پوچھا: وہ کونسی آیت ہے تو اس نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ والی آیت پڑھ دی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں زیادہ جاننے والا ہوں کہ یہ آیت کون سے دن اور کس جگہ نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن عرفات کے میدان میں نازل ہوئی۔ یعنی وہ دن ہمارے لیے دو عیدوں کے برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے اپنے جس دین کی ابتدا کی اس کو سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل کر دیا۔ اب اس میں کسی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے کامل ہونے کے بعد جو کچھ اس میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی وہ بدعت ہوگی اور آپ کا ارشاد مبارک ہے۔ ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ امت محمدیہ کو جن نعمتوں کی ضرورت تھی اللہ نے پوری طرح ان سے امت کو نواز دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت سارا عرب شمع توحید کی روشنی سے منور ہو چکا تھا۔ دین اسلام کی پوری تعلیم و تربیت کا بندوبست ہو گیا تھا۔ اسلامی ریاست اچھی طرح مستحکم ہو گئی تھی۔ اسلامی قانون پوری قوت کے ساتھ نافذ ہو چکا تھا۔ امت حلال و حرام اور شرعی احکام سے آگاہی حاصل کر چکی تھی۔

تفسیر ابن جریر ج ٦، ص ٨٠ کی روایت ہے کہ جب دین کے کامل ہونے، اللہ کی نعمت کے پورا ہونے اور اہل ایمان کے لیے اسلام کے دین ہونے والی آیت نازل ہوئی اور عمر فاروقؓ رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہمارا خیال تھا کہ دین کے بارے میں ہمیں مزید رہنمائی سے نوازا جائے گا کیونکہ جب کوئی چیز اپنے کمال پر پہنچتی ہے تو پھر اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔

عمر فاروقؓ کے قول کی روشنی میں اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ جو دین تمام ادیان پر غالب ہوا اور جس کی روشنی سے جہالت کی تمام تاریکیاں اجالوں میں تبدیل ہو گئیں۔ آج ایسے اسباب پیدا کئے جا رہے ہیں جو اس کے زوال کا سبب بنیں۔ اب اہل اسلام کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کامل دین اور اللہ سے ملنے والی نعمت کی حفاظت کریں۔ اللہ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

حل اللغت:

- ﴿حُرِّمَتْ﴾ حرام کیا گیا۔ اُهِلَّ پکارا گیا۔
- ﴿ذُبِحَ﴾ ذبح کیا گیا۔
- ﴿اِضْطُرَّ﴾ لاچار کیا گیا (باب افتعال۔ ط اصل میں تا ہے ض کی وجہ سے ط میں تبدیلی ہوئی ہے) فعل ماضی مجہول کے صیغے ہیں۔
- ﴿اَكَلَ﴾ اس نے کھایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿ذَكَّيْتُمْ﴾ تم نے ذبح کرلیا۔
- ﴿يَئِسَ﴾ وہ مایوس ہوگا۔
- ﴿كَفَرُوْا﴾ انہوں نے کفر کیا۔
- ﴿اَكْمَلْتُ﴾ میں نے کامل کردیا۔
- ﴿اَتْمَمْتُ﴾ میں نے پورا کردیا۔
- ﴿رَضِيْتُ﴾ میں راضی ہوگیا۔ یہ بھی فعل ماضی لیکن معروف کے صیغے ہیں۔ مجہول سے مراد جس کا فاعل معلوم نہ ہو اور معروف سے مراد جس کا فاعل معلوم ہو اور مجہول فعل معروف ہی سے بنتا ہے۔
- ﴿اَلْمَيْتَةُ مَاتَ يَمِيْتُ﴾ سے مصدر، اس سے مراد طبعی موت مرنے والا جانور۔
- ﴿اَلْمُنْخَنِقَةُ اَخْنَقَ يُخْنِقُ﴾ گلا گھٹنے سے مرنے والا سے اسم فاعل، اَلْمَوْقُوْذَةُ مثال واوی، مادہ وق ذ بمعنی وَقِيْذ یعنی لٹھ سے مارا گیا جانور۔
- ﴿اَلْمُتَرَدِّيَةُ تَرَدّٰى يَتَرَدّٰى﴾ سے اسم فاعل، اونچائی سے گر کر مرنے والا۔
- ﴿اَلنَّطِيْحَةُ﴾ فعیل کے وزن پر، اَلنَّاطِحَةُ یا اَلْمَنْطُوْحَةُ ٹکر سے مرنے یا مارنے والا لیکن مرنے والا ہے۔
- ﴿اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا﴾ میں اَنْ ناصبہ، اسی وجہ سے تَسْتَقْسِمُوْا کی نون گری ہوئی ہے۔ اس کا معنی ہے یہ کہ تم تقسیم کرو۔
- ﴿بِالْاَزْلَامِ﴾ جار مجرور زِلَم یا زَلَم کی جمع۔
- ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ﴾ کی هُمْ ضمیر کفار کی طرف راجع، لَا تَخْشَوْا فعل امر نہی۔
- ﴿وَاخْشَوْنِ﴾ کی ی گری ہوئی ہے اور یہ فعل امر ہے۔ اس کا معنی ہے اللہ کا حکم ہے مجھ سے ڈرتے رہو، کفار سے نہیں ڈرنا۔
- ﴿مَخْمَصَةٍ﴾ باب سَمِعَ يَسْمَعُ اور باب كَرُمَ يَكْرُمُ سے مصدر میمی، اس کا معنی ہے کسی کا بھوک سے خالی پیٹ یا دبلا ہونا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿مُتَجَانِفٍ﴾ باب تفاعل سے اسم فاعل۔ جب لِّاِثْمٍ کے ساتھ آئے تو اس کا معنی گناہ کی طرف مائل ہونا ہوتا ہے۔

○ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ ان کا معنی ہے بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا اور وہ ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

﴿۳﴾ ...... شکاری جانور، اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴﴾	آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ تمہارے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور جن شکار کرنے والے جانوروں کی تم نے تربیت کی ہے، تم ان کو وہ سکھاتے ہو کہ جس کا علم اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے۔ پس وہ جو تمہارے لیے روک لیں، وہ کھاؤ اور اس پر اللہ کے نام کا ذکر کر لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔
اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ	آج کے دن تمہارے لیے پاک چیزوں کو حلال کر دیا گیا ہے اور اہل کتاب کا کھانا یعنی ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۵﴾	اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پاک دامن ایمان والی عورتیں اور جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں۔ جبکہ تم نے ان کے مہرادا کردیئے ہوں اور وقتی شہوت رانی کی بجائے معروف طریقہ پر نکاح تم نے کیا ہو اور کوئی پوشیدہ بدکاری والا تمہارا معاملہ نہ ہو اور جو ایمان کا منکر ہوگا تو اس کا عمل ضائع ہوگا اور آخرت میں وہ گھاٹے والوں میں سے ہوگا۔

تشریح:

تفسیر ابن جریر میں محمدؒ بن کعب القرظی سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ (ابورافع کی روایت کے مطابق مدینہ اور اس کے آس پاس کے کتوں کو مارنے کا جب حکم دیا) تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان میں سے کون سے کتے رکھنے ہمارے لیے حلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یَسْئَلُوْنَکَ والی آیت نازل فرمادی۔ جبکہ تفسیر القرطبی میں اس کے نزول کا سبب یوں ہے کہ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل جن کو زید الخیل بھی کہا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زید الخیر رکھا تھا۔ دونوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کتوں اور بازوں سے شکار کرتے ہیں۔ کتے ہمارے لیے نیل گائے، جنگلی گدھے، اور ہرن کو شکار کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو ذبح کرنے کا موقع ہمیں مل جاتا ہے اور بعض ذبح ہونے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مردار حرام کردیا ہے تو ہمارے لیے اب کیا حلال رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اَلطَّیِّبٰتُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والی آیت نازل فرما دی۔ یعنی حرام کردہ جانوروں اور چیزوں کے علاوہ باقی تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ ساتھ ہی سدھائے ہوئے کتوں اور بازوں کو رکھنے کی اجازت بھی مل گئی۔ سدھائے ہوئے کتوں اور بازوں کے لیے اَلْجَوَارِح کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جو اَلْجَارِحَة کی جمع اور جَرَحَ یَجْرَحُ (ف) سے اسم فاعل ہے۔ یہ فعل زخمی کرنے اور کمائی کرنے پر بھی لایا جاتا ہے۔ عربوں میں کہا جاتا ہے: فَلَانٌ جَرَحَ اَهْلَهُ خَيْراً فلاں شخص نے اپنے اہل کے لیے بھلائی حاصل کر لی۔ فَلَانٌ لَا جَارِحَ لَهُ فلاں شخص کا کوئی کمائی کرنے والا نہیں۔ سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے: ﴿يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾ دن میں جو بھلائی برائی تم کماتے ہو، یعنی کام کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے۔ سورۃ الجاثیہ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (۴۵/۲۱)﴾ کیا وہ لوگ کہ جنھوں نے برائیاں کمائیں۔ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان کی مثل کر دیں گے کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، کیا ان کا جینا اور مرنا برابر ہوگا۔ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

چونکہ شکاری کتے یا باز اپنے مالک کے لیے شکار حاصل کرتے ہیں اس لیے ان کو جوارح کہا گیا۔ مُكَلِّبِيْنَ باب تفعیل سے اسم فاعل ہے۔ چونکہ اس کا مادہ كَلْب ہے تو ذہن میں صرف کتے کا تصور ہی ابھرتا ہے حالانکہ لفظ كَلْب وسیع المعنی ہے۔ چکی کے دُھرے کا لوہا، کجاوے کے کنارے کی میخ جس پر مسافر اپنے توشہ وغیرہ لٹکاتے ہیں۔ دیوار کو سہارا دینے والی لکڑی، ٹیلے کے کنارہ، تلوار کے قبضے کی میخ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ استوی علی كَلْب فرسه. وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ گیا۔ فُلَانٌ بِوَادِي الْكَلْبِ فلاں کا کوئی گھر بار نہیں۔ كَلْبُ الْمَآءِ اور كَلْبُ الْبَحْرِ ایک مچھلی کا نام ہے جس کی دم لمبی، کان اور ٹانگیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ لِسَانُ الْكَلْبِ ایک قسم کا پودا ہے لہٰذا مُكَلِّبِيْنَ سے مراد وہ جانور یا پرندے ہیں جو شکار کرنے کے لیے سدھائے جاتے ہیں اور شکاری کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ ائمہ حدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں کتاب الصید والذبائح کے مختلف ابواب میں شکار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملنے والی راہنمائی کو تفصیل سے ضبط کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری ص ۸۲۳ مسلم ج ۲، ص ۱۴۵ میں عدی بن حاتم سے مروی ہے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں سدھائے ہوتے کتوں کو شکار کرنے کے لیے چھوڑتا ہوں۔ وہ میرے لیے شکار کو روک لیتے ہیں اور میں اس پر اللہ کا نام بھی پڑھتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تو اپنے سدھائے ہوئے کتے کو اللہ کا نام لے کر چھوڑے اور تیرے لیے وہ شکار کرے تو اس کو کھا لیا کر۔ عدی کا بیان ہے میں نے عرض کیا: اگرچہ اس کتے نے شکار کو مار ہی دیا ہو۔ آپ نے فرمایا: اگرچہ اس نے مار ہی دیا ہو۔ جب تک اس شکار کے حصول میں کسی اور کا کتا شریک نہ ہوا ہو کیونکہ دوسرے کو چھوڑتے وقت اس کے مالک نے بسم اللہ پڑھی تھی کہ نہیں، اس کا تجھے علم نہیں ہوتا۔

دوسری روایت کے مطابق اگر کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو تُو بھی نہ کھا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہو۔

عدیؓ نے یہ بھی عرض کیا۔ میں نیزے سے بھی شکار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر نیزے نے اس کو پھاڑ دیا تو اس کو کھا۔ اگر نوک کی بجائے لٹھ سے مارنے کی طرح سے وہ مر گیا تو پھر اس کو نہ کھایا کرو۔

بخاری ص ۸۲۵ مسلم ج ۲ ص ۱۴۶ میں ابوثعلبہ الخشنی سے مروی ہے:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور ان کی شکارگاہ میں شکار کرتے ہیں۔ میں سدھائے ہوئے اور غیر سدھائے ہوئے سے اور اپنے تیروں سے شکار کرتا ہوں۔ آپ بتائیں کہ ان میں سے میرے لیے کس کا شکار حلال ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل کتاب میں رہتے ہوئے جب ان کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو ان کے برتنوں کا استعمال نہ کیا کرو اگر اور برتن نہ مل سکیں تو ان کے برتنوں کو دھو کر استعمال کر لیا کرو۔ جہاں تک تیرا اپنے تیر و کمان سے شکار کرنا ہے، اگر تیر چلاتے وقت تو نے بسم اللہ پڑھی اور اس سے شکار ہو گیا تو وہ شکار تو کھا سکتا ہے۔ اسی طرح کتے کو چھوڑتے وقت تو نے بسم اللہ پڑھی تو سدھائے ہوئے کتے کا شکار کھا لیا کر اور جو شکار غیر سدھائے ہوئے کتے سے ہوگا اگر تو اس کو زندہ پائے تو ذبح کر کے کھا لے اور اگر وہ تجھ تک پہنچنے سے پہلے مر جائے تو اس کو نہ کھایا کرو۔

آج کل شکار عموماً بندوق سے کیا جاتا ہے۔ لہٰذا شکاری پر لازم ہے کہ شکار کو حلال کرنے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گولی چلانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرے۔ یہی اصول شکاری پرندوں کے بارے میں اپنانا ہوگا۔ اصل بات تقویٰ ہے اور ہمیشہ ذہن میں اس بات کا رہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اس لیے انسان کے کھانے میں حرام کی آمیزش نہیں ہونی چاہئے۔

پاک حلال چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اہل کتاب کا کھانا اور اہل کتاب کے لیے مسلمانوں کا کھانا حلال کر دیا۔ اگر ایسی اجازت نہ ہوتی تو آج اہل اسلام اور اہل کتاب کتنی بڑی مشکل سے دو چار ہوتے۔ اسی سے اسلامی قوانین کے الٰہی ہونے کا ثبوت مہیا ہو جاتا ہے۔ مفسرین نے طعام سے مراد اہل کتاب کا ذبیحہ بھی لیا ہے لیکن ان کے ذبیحہ کے ساتھ ابدی شرط کا ہونا بھی ضروری ہے۔ سورۃ الانعام میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ (۱۲۱)﴾ جن پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، ان کو نہ کھایا کرو جب شکاری جانور پر بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے تو پھر بغیر بسم اللہ پڑھے ذبیحہ کیسے حلال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لام تاکید کے ساتھ فِسْقٌ کا لفظ استعمال کر کے اس کو گناہ کبیرہ میں شامل کر دیا۔

اہل کتاب کے کھانے کے ساتھ ان کی عورتوں کو بھی مسلمانوں کے لیے حلال کر دیا اور شرط وہی رکھی جو مسلمانوں کے درمیان معروف ہے۔ یعنی کوئی پوشیدہ عشق معاشقہ یا وقتی شہوت رانی کا معاملہ نہ ہو بلکہ معروف طریقہ پر مہر کی ادائیگی ہو اور اس نکاح میں گھر بسانے اور برائی سے بچنے کا عزم ہو۔

اگر کہا جائے کہ مسلمان مرد اہل کتاب کی عورت سے شادی کر سکتا ہے تو اہل کتاب کے مرد سے مسلمان عورت کی شادی کیوں نہیں ہو سکتی۔ اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ کتابیہ جب مسلم گھرانے میں آتی ہے تو اپنے نبی علیہ السلام کی عزت ویسے ہی پاتی ہے کہ جس طرح سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوتی ہے۔ جس سے وہ اجنبیت کا شکار نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس اگر مسلمان عورت کسی یہودی یا عیسائی گھرانے میں جائے تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مخالفانہ رویہ کی وجہ سے وہ ہمیشہ تناؤ کا شکار رہے گی۔ جس سے اس کی گھریلو زندگی کبھی خوشگوار نہ ہوگی۔ اس لیے اسلام میں اس کی اجازت نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی دعویدار آج کی روشن خیال خواتین اسلامی تعلیم کو ٹھکرا کر طاغوت کو خوش کر رہی ہیں۔ ویسے بھی اس نکاح کی مخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالات میں اجازت رکھی گئی۔ عمر فاروقؓ اس کو انتہائی ناپسند کرتے تھے۔ ان کے بیٹے کا قول صحیح بخاری ص ۷۹۶ میں منقول ہے۔ اس سے بڑا شرک میں نہیں جانتا کہ عورت کہے کہ اس کا رب عیسیٰ علیہ السلام ہیں حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ احکام کو ایمان سے تعبیر کرتے ہوئے متنبہ کردیا کہ جو ان کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا اس کا عمل نہ صرف ضائع ہوگا بلکہ آخرت میں بھی اس کے لیے گھاٹا ہی گھاٹا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل اللغت:

- ﴿یَسْـَٔلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ﴾ میں مَا استفہامیہ ذَا بمعنی الَّذِی، اُحِلَّ فعل ماضی مجہول، جملے کا معنی ہے وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے۔
- ﴿قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ﴾ میں قُلْ فعل امر۔ الطَّیِّبٰتُ نائب فاعل، جملے کا معنی ہے آپ کہہ دیں کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کردی گئی ہیں۔
- ﴿وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰهُ﴾ عَلَّمْتُمْ اور عَلَّمَ فعل ماضی، لفظ اللّٰه فاعل۔ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ کی ضمیر ھُنَّ اَلْجَوَارِحِ کی طرف راجع، جملے کا معنی ہے اور شکاری جانوروں کی تم نے تربیت کی۔ تم ان کو اس میں سے سکھاتے ہو کہ جس کا علم تمہیں اللہ نے دیا۔
- ﴿فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَ اذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ﴾ میں فَکُلُوْا اور اُذْکُرُوا دونوں فعل امر۔ اَمْسَکْنَ فعل ماضی۔ اسْمَ اللّٰهِ مرکب اضافی۔ جملے کا معنی ہے پس ان میں سے کھاؤ کہ جن کو انہوں نے تمہارے لیے روک لیا اور تم نے اس پر اللہ کا نام لے لیا۔
- ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ میں اِتَّقُوا فعل امر اور لفظ اللّٰهَ مفعول۔ اس کا معنی ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ﴾ لفظ اَللّٰهَ اِنَّ کا اسم اور سَرِیْعُ الْحِسَابِ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ﴾ میں اَلْیَوْمَ ظرف زماں۔ جملے کا معنی ہے: آج کے دن تمہارے لیے طیبات حلال کر دی گئیں۔
- ﴿وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَ طَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ﴾ اُوْتُوا فعل ماضی مجہول، اَلْکِتٰبَ مفعول، حِلٌّ مصدر، جملے کا معنی ہے اور کھانا ان کا کہ جو کتاب دیئے گئے تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔
- ﴿وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ﴾ میں اَلْمُحْصَنٰتُ اَلْمُحْصَنَةُ کی جمع، مادہ ح ص ن۔ باب اَحْصَنَ یُحْصِنُ سے اسم مفعول مؤنث، جملے کا معنی ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن ان لوگوں کی عورتیں کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی، وہ بھی تمہارے لیے حلال ہیں۔
- ﴿اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ﴾ میں اِذَا شرطیہ، اٰتَیْتُمُوْ فعل ماضی، اُجُوْرَ مفعول، ھُنَّ دونوں ضمیریں اَلْمُحْصَنٰتُ کی طرف راجع، مُسَافِحِیْنَ سَافَحَ یُسَافِحُ (باب مفاعلہ) سے اسم فاعل، مُحْصِنِیْنَ باب اَکْرَمَ یُکْرِمُ سے اسم فاعل، حال ہونے کی وجہ سے منصوب، مُتَّخِذِیْٓ اصل میں مُتَّخِذِیْنَ ہے اضافت کی وجہ سے نون گری ہوئی ہے۔ اَخْدَانٍ خِدْنٍ کی جمع، جملے کا معنی ہے کہ جب تم ان کے مہر ادا کر دو اس حال میں کہ تم ان کو بیویاں بنانے کا عزم رکھتے ہو، وقتی شہوت رانی اور پوشیدہ دوستی والی بات نہ ہو۔
- ﴿وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ﴾ میں مَنْ شرطیہ، یَکْفُرْ فعل مضارع، بِالْاِیْمَانِ جار مجرور، قَدْ حرف تحقیق پر فاء جواب شرط حَبِطَ فعل ماضی، عَمَلُهٗ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے اور جس نے ایمان کا انکار کیا پس اس کا عمل ضائع ہو گیا۔
- ﴿وَ ھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ میں ھُوَ ضمیر مرفوع منفصل، فِیْ اور مِنْ حروف جر، اَلْخٰسِرِیْنَ خَسِرَ یَخْسَرُ سے اسم فاعل، جملے کا معنی ہے اور وہ آخرت میں گھاٹے والوں میں سے ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۴﴾ ....وضو اور تیمّم

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۶﴾

اے ایمان والو! جب تم نماز قائم کرنے کے ارادے سے اٹھو تو اپنے منہ اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھو لیا کرو اور اگر تم جنبی ہو جاؤ تو غسل کر لیا کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر کر رہے ہو، یا تمہارا کوئی ایک بیت الخلاء سے فارغ ہو کر آئے یا بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کر لو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو۔
اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کر دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے۔ تاکہ تم شکر کرتے رہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾	اور اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور اس کے اس عہد کو بھی یاد رکھو کہ جو اس نے تم سے کیا جب تم نے کہا۔ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

تشریح:

ہر اہل ایمان پر فرض ہے کہ فجر سے لے کر عشاء تک پانچ نمازیں باجماعت قائم کرتا رہے۔ قرآن حکیم میں بار بار ارشاد ہوا ہے: ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ نماز قائم کرتے رہو۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (۲۳۸)﴾ نمازوں کی محافظت کرتے رہو۔ سورۃ المؤمنون میں مومنوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (۲۳/۹)﴾ اور مومن وہ ہیں کہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی میں اہل ایمان ہی کا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ اس کے بندے اور اس کی بندیاں اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی طرف سے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی کرنے میں کوشاں رہتے ہیں تو وہ ان کے گناہوں کو معاف کرتا رہتا ہے۔

صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۲ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ﴾

پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک۔ ان کے درمیانی عرصہ میں انسان سے جو چھوٹے چھوٹے گناہ ہوتے ہیں تو نمازیں، جمعہ اور رمضان کے روزے اُن کی معافی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ جب تک انسان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخاری ص ۷٦ مسلم ج ۱ ص ۲۳۵ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تمہارے کسی ایک کے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے۔ تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل رہے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے یعنی پانچ نمازیں پڑھنے والے کے چھوٹے چھوٹے گناہ اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے۔

مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۹ میں ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ سردی کے موسم میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں جانے کے لیے نکلے۔ ان دنوں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ کر ہلایا جس سے ان کے پتے گر گئے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ! حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب مسلمان بندہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس سے اسی طرح گر جاتے ہیں کہ جس طرح اس درخت کے پتے گرے ہیں۔

الدارمی کتاب الرقاق ص ۲٦۵ مسند احمد ج ۵ ص ۱٦۹ میں عبداللہؓ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَّ بُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَّ بُرْهَانًا وَ نَجَاةً وَ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ أُبَيِّ بنِ خَلَفٍ﴾

جس نے اس کی محافظت کی وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور و برہان اور جہنم کی آگ سے نجات کا سبب ہوگی۔ اور جس نے اس کی محافظت نہ کی وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور و برہان اور نجات کا سبب نہ ہوگی اور وہ قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

یعنی جو نماز قائم نہیں کرے گا اس کا انجام جہنم میں جانے والوں کے ساتھ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت صحیح مسلم ج ۱ ص ٦۱ کی روایت سے ہوتی ہے جو جابرؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلٰوةِ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فیصلہ کن عمل نماز کا ترک کرنا ہے" یعنی جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ شرک و کفر سے بچا رہتا ہے اور جو نماز کا تارک ہو جاتا ہے وہ شرک و کفر والوں کا ساتھی بن جاتا ہے۔

جامع الترمذی: کتاب الایمان ج ۲، ص ۱۰۱، نسائی: کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۴، مسند احمد ج ۵، ص ۳۴۶ میں بُریدہ اسلمی سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ اَلصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَهَا فَقَدْ کَفَرَ﴾ ہمارے اور ان کے یعنی منافقوں اور کفار کے درمیان جو عہد ہے، وہ نماز ہے۔ یعنی جو خلوص نیت کے ساتھ نماز پڑھے گا وہ ہم میں سے ہوگا اور جو اس کا تارک ہوگا وہ کافر ہوگا۔

امام ترمذیؒ نے اس سلسلے میں عبداللہ بن شقیق سے نقل کیا ہے۔ ﴿قال کَانَ اَصْحابُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیه وسلم لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُهٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ﴾ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کے صحابہؓ اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کو سوائے نماز کے کفر خیال نہیں کرتے تھے یعنی ان کے نزدیک نماز کو ترک کرنا کفر تھا۔ باقی اعمال میں تارک کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔

چونکہ نماز کا قائم کرنا بڑا ہی اہم فریضہ ہے لہٰذا اس کے قائم کرنے والے پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس کے قائم کرنے سے پہلے پاک صاف باوضو ہو، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۹ کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ﴾ بغیر وضو نماز قبول نہیں کی جاتی۔ صحیح بخاری ص ۲۵ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّا﴾ جو بے وضو ہو جائے، اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ باوضو نہ ہو جائے۔

صحیح بخاری ص ۳۴ میں انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں امت کی آسانی کے لیے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھیں۔ یعنی جو شخص ایک نماز باوضو پڑھنے کے بعد بے وضو نہیں ہوتا تو وہ اسی وضو کے ساتھ اگلی نماز پڑھ سکتا ہے۔

صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۳۵ میں بُریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ایک ہی وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔ عمر فاروقؓ نے عرض کیا: آپ نے آج وہ کام کیا جو پہلے نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! میں نے عمداً ایسا کیا ہے یعنی آپ نے اپنی امت کے لیے اپنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمونہ قائم کر دیا۔ اس کے باوجود کوئی اپنی مرضی سے وضو پر وضو کر لیتا ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا نُـورٌ عَلٰی نُور ہوگا۔ خلفائے راشدین کا یہی معمول تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ بھی وضو پر وضو کیا کرتے تھے کیونکہ مسلم ج ا ص ۱۱۸ کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: وضو شطر الایمان ہے۔ ترمذی کے مطابق آپ نے فرمایا: وضو نصف الایمان ہے۔

صحیح بخاری ص ۲۵ کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت قیامت کے روز وضو کرنے کی وجہ سے چمکتے روشن اعضاء کے ساتھ آئے گی۔ جس کسی سے ہو سکے اپنی چمک کو دور تک لیجائے۔

صحیح مسلم ج ا ص ۱۲۷ میں مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قیامت کے روز اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے کہ جن کو آپ نے دیکھا نہیں، یعنی جو آپ کے بعد ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: کالے سیاہ گھوڑوں میں اگر کسی کے گھوڑے سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں تو کیا وہ ان کو نہیں پہچانے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: پہچانے گا۔ آپ نے فرمایا: وہ اس حال میں آئیں گے کہ وضو کرنے کی وجہ سے ان کے منہ اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔

نماز کے لیے پاک صاف ہونے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں خود ہی بیان فرمایا ہے اور اس کی مزید وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ وضو کے لیے ضروری ہے کہ اس کو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھی جائے۔

مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۸، ابوداؤد ص ۱۴، ابن ماجہ ص ۳۲ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا وُضُوءَ لَهُ وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ جس نے وضو نہیں کیا، اس کی نماز نہیں اور جس نے وضو پر اللہ کا نام نہیں لیا، اس کا وضو نہیں۔

بسم اللہ والا حصہ ترمذی: کتاب الطہارۃ، ص ۲۳ اور الدارمی ص ۹۳ میں بھی منقول ہے۔

صحاح ستہ کی روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ ہاتھوں کو تین بار دھونے کے بعد تین مرتبہ کلی اور تین ہی مرتبہ ناک میں پانی چڑھا کر جھاڑا کرتے تھے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں چڑھا کر جھاڑا کرتے تھے۔ قرآن حکیم میں چہرے، کہنیوں سمیت ہاتھوں اور پاؤں کو دھونے کا ذکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ تین تین مرتبہ ان کو دھویا کرتے تھے اور قرآنی حکم کے مطابق سر کا مسح کیا کرتے تھے۔ چونکہ کان بھی سر کا حصہ ہیں اس لیے آپ دونوں کانوں کے اندر اور باہر کی جانب پر بھی مسح کیا کرتے تھے۔ داڑھی، ہاتھ کی انگلیوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرتے تھے۔ پانی کی قلت ہو تو ایک یا دو مرتبہ ہی اعضاء کو دھونا کفایت کر جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ تین تین مرتبہ دھونا ہوتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ مرتبہ دھویا جائے تو اسراف میں آ جاتا ہے۔ اگر سر پر پگڑی ہو تو اس کو تھوڑا سا پیچھے سرکا کر سر کے اگلے حصہ اور پگڑی پر ہی مسح کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وضو کی ترتیب خود ہی ارشاد فرمائی ہے۔ پہلے منہ دھویا جائے، پھر کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھویا جائے اور اس کے بعد سر کا مسح کیا جائے اور پھر ٹخنوں سمیت پاؤں دھوئے جائیں، چونکہ سر کے مسح کے بعد پاؤں کا ذکر ہوا ہے اس لیے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پاؤں پر بھی مسح کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ عربی گرائمر کی رو سے اَرْجُلَكُمْ اعراب کے اعتبار سے منصوب ہے۔ اگر مسح کرنے کا حکم ہوتا تو اَرْجُلِكُمْ یعنی مجرور ہونا چاہیے تھا۔ پھر سب سے بڑا ثبوت تو خود رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے۔ عام حالات میں آپ اپنے پاؤں مبارک دھویا کرتے تھے اور جب سردیوں میں موزے یا جرابیں پہنے ہوئے ہوتے تو اس پر مسح کر لیا کرتے۔

لہٰذا آج بھی کوئی نمازی صبح کی نماز کے لیے وضو کر کے موزے یا جرابیں پہن لے تو عشاء تک اُن پر مسح کر سکتا ہے۔ احادیث میں اس بارے میں باب باندھے گئے ہیں۔ اگر کوئی اپنی بیوی سے ازدواجی تعلق قائم کر لے تو اس کو غسلِ جنابت کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ غسل جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرمگاہ کو اچھی طرح دھونے کے بعد ہاتھوں کو دھویا جائے اور نماز کے وضو کی طرح پیروں کو دھونے کے علاوہ وضو کیا جائے، پھر سارے جسم کو اچھی طرح دھویا جائے تاکہ جسم کے ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچ جائے۔ غسل کی جگہ سے ہٹتے ہوئے پاؤں بھی دھو لیے جائیں۔ اگر غسل کرنے کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو پھر نہانے کے بعد دوبارہ وضو کر لیا جائے۔

صحیح مسلم ج۱ ص۱۲۲ کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عمدگی سے وضو کرنے کے بعد کہے: ﴿اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُوْلُہٗ﴾ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔

لہٰذا وضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بہت سی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ان میں ایک تیمّم ہے یعنی جب کوئی بیمار ہو اور وضو یا غسل سے اس کی بیماری میں اضافہ ہونے کا امکان ہو یا کوئی سفر کر رہا ہو یا کوئی بیت الخلاء سے فارغ ہو کر آیا ہو یا بیویوں سے تعلق قائم ہو چکا ہو اور پانی نہ ملے تو اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے آسانی فرمائی کہ پاک مٹی سے تیمّم کر لیا جائے۔ احادیث میں اس کا طریقہ یہ بیان ہوا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارا جائے، اگر مٹی زیادہ لگ جائے تو پھونک مار کر اڑایا جائے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کر لیا جائے، سورۃ النساء کی آیت ۴۳ کی تشریح میں بھی اس کا بیان ہو چکا ہے۔

صحیح بخاری ص ۶۶۳، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۰ میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں نکلے۔ جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں تھے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش کے لیے رک گئے، آپ کے ساتھ صحابہ بھی ایسی جگہ میں رک گئے کہ جہاں پانی نہیں تھا اور نہ ہی صحابہ کے پاس پانی تھا۔ صحابہؓ نے ابوبکرؓ کے ہاں آ کر کہا: دیکھئے عائشہؓ نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو ایسی جگہ پر روک دیا کہ جہاں پانی نہیں اور صحابہ کے پاس بھی پانی نہیں۔ ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ جب صبح ہوئی تو اللہ نے تیمّم والی آیت نازل فرما دی۔ عائشہؓ کا کہنا ہے کہ جب اس اونٹ کو اٹھایا گیا کہ جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔اس خوبصورت واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گمشدہ ہار اونٹ کے نیچے تھا لیکن سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اور اس وقت کی بہترین مخلوق کو علم نہ ہوا لہٰذا آج اگر کوئی علم الغیب کا دعویدار ہوگا تو وہ یقیناً جھوٹا مکار، دھوکے باز ہوگا۔

تیمّم کی آسانی سے نوازنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ وہ اپنے بندوں پر تنگی ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ اپنے بندوں کو پاک رکھنے اور ان پر اپنی نعمت کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اس کے بندے اس کا شکر ادا کرتے رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے اس عہد کا ذکر بھی فرما دیا جو اس نے اپنے بندوں سے اپنے رب ہونے کا لیا تھا۔ اس کے بندوں نے اس وقت کہا تھا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اسی لیے اللہ نے حکم فرمایا کہ اس سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو خوف الٰہی سے مزین فرمائے اور پکا سچا نمازی بنائے۔

حل اللغت:

- ﴿اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ﴾ سے مراد اِذَا اَرَدْتُمُ الْقِیَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ ہے۔ یعنی جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو اور یہ جملہ شرطیہ ہے۔
- ﴿فَاغْسِلُوْا﴾ فعل امر پر فاء جواب شرط اور وضو کی ترتیب کو واضح کرنے کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ یعنی اپنے چہرے اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤں دھولیا کرو۔
- ﴿وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ﴾ میں باء زائدہ ہے۔ رُءُوْسِكُمْ فعل امر امْسَحُوْا کا مفعول اور اس کا معنی ہے: اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور پاؤں دھونے سے پہلے اس کا حکم ہے۔
- ﴿اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ میں اِنْ شرطیہ، كُنْتُمْ فعل ناقص، جُنُبًا اس کی خبر، فَاطَّهَّرُوْا فعل امر پر فاء جزائے شرط۔ جملے کا معنی ہے اگر تم جنبی ہوجاؤ تو نماز پڑھنے سے پہلے غسل جنابت کرلیا کرو۔
- ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً﴾ یہ جملہ بھی شرط ہے۔ اور اگر تم بیمار ہوجاؤ یا سفر کر رہے ہو یا تمہارا کوئی ایک بیت الخلاء سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق قائم کر چکے ہو۔
- ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ اس کا جواب ہے یعنی پھر پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو۔ تَيَمَّمُوْا باب تفعّل سے فعل امر۔
- ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾ جواب شرط کی تفصیل یعنی پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلیا کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ﴾ میں مَا نافیہ، یُرِیْدُ فعل مضارع، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، لِیَجْعَلَ. لِیُطَهِّرَ اور لِیُتِمَّ. تینوں فعل مضارع کے صیغوں پر لام کیْ کا۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ تم پر تنگی ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے۔
- ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ میں لَعَلَّ حرف رجا، ممکن آرزو کے حصول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تَشْكُرُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر حاضر۔ جملے کا معنی ہے: تاکہ تم شکر کرتے رہو۔
- ﴿اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖ﴾ میں اُذْكُرُوْا فعل امر، نِعْمَةَ اللّٰهِ مرکب اضافی اور مِیْثَاقَهٗ منصوب، الَّذِیْ موصولہ، وَاثَقَ فعل ماضی، (باب مفاعلہ) کُمْ ضمیر مخاطب کی، عَلَیْکُمْ اور بِهٖ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی جو اللہ نے تم سے لیا۔
- ﴿قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾ تینوں فعل ماضی اور ان سے پہلے اِذْ ظرفیہ، جملے کا معنی ہے: جب تم نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔
- ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ میں اِتَّقُوْا فعل امر، لفظ اللّٰہ اس کا مفعول، اس کا معنی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰہ اس کا اسم اور عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ دلوں کی باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔

﴿۵﴾ .... گواہی اور عدل کا اسلامی نظام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَ لَا	اے ایمان والو! پوری طرح ذمہ دار ہو کر اللہ کے لیے عدل و انصاف کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾	ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرتے رہنا۔ وہی تقویٰ کے قریب ترین ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ جو تم کرتے ہو، اس سے باخبر ہے۔
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۹﴾	اللہ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ان کے لیے بخشش اور عظیم اجر ہوگا
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۰﴾	اور وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو انہوں نے جھٹلایا۔ وہی لوگ جہنمی ہیں۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾	اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے تم پر دست درازی کا ارادہ کیا تو اس نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک لیا اور اللہ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو چاہئے کہ صرف اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۸ اور سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۳۵ میں اسلامی عدل و انصاف کا انتہائی خوبصورت پہلو اجاگر کیا گیا ہے۔ عموماً ہر جھگڑے یا مقدمے کا فیصلہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے گواہوں کی گواہی کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ جھگڑے یا مقدمے کے ہر فریق کا دعویٰ ہوتا ہے کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا فریق اس پر ظلم کر رہا ہے۔ قاضی یا فیصل کے پاس غیب کا علم تو ہوتا نہیں، اس لیے فریقین کے دلائل سننے کے بعد عینی گواہوں کی گواہی جس کے حق میں جاتی ہے۔ وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ کسی دباؤ میں نہ آئے اور نہ کسی بددیانتی کا مرتکب ہو اور دیکھے کہ ظالم اپنے ظلم کی وجہ سے اپنے انجام کو پہنچتا ہے اور مظلوم کو اس کا حق مل جاتا ہے۔

چونکہ جھگڑے یا مقدمے کے فیصلہ میں گواہی کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: عدل و انصاف کے حصول کے لیے مضبوط عزم کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ۔

اس کی مزید وضاحت سورۃ النساء میں یوں ہوتی ہے:

﴿وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۴/۱۳۵)﴾

اگرچہ وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف یا والدین کے خلاف اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی جاتی ہو۔ اگر وہ شخص امیر یا غریب ہو تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے زیادہ تعلق والا ہے۔ پس تم نے نفسی خواہش کی اتباع کرتے ہوئے عدل کو چھوڑ نہیں دینا اور اگر تم نے زبان کو دبا کر بیان میں کجی پیدا کی یا گواہی دینے سے اعراض کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے کہ جو تم کرتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کی اسی ایک آیت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی قانون عدل سے اونچا کوئی قانون نہیں، جس قانون میں ہر اہل ایمان کو بتایا جاتا ہے کہ اگر کبھی گواہی دینے کا وقت آئے تو حق کے غلبے کے لیے گواہی دیتے ہوئے یہ نہیں سوچنا کہ اس سے اپنی ذات یا اپنے والدین یا اپنے عزیز واقارب کا نقصان ہوگا اور نہ کسی امیر کی امارت یا کسی غریب کی غربت کو حق کی راہ میں رکاوٹ بننے دینا ہے۔ گواہی دیتے ہوئے ایسا لب ولہجہ بھی استعمال نہیں کرنا کہ جس سے گواہی مشکوک ہوجائے یا عینی گواہ ہونے کی صورت میں کسی سے ڈرتے ہوئے یا کسی کے دباؤ میں آکر گواہی دینے سے اعراض بھی نہیں کرنا اور نہ اپنی ذاتی نفسی خواہشات کی پیروی کرنی ہے۔ تمہاری پسند اور ناپسند کا اس میں دخل نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ کوئی اگر جان بوجھ کر حق کو ٹھکراتا ہے۔ عدل وانصاف کو غالب کرنے میں مددومعاون نہیں بنتا۔ جھوٹے کا ساتھ دیتا ہے۔ مکاری عیاری کا مظاہرہ کرتا ہے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اللہ کو اس کا علم نہیں اور عدالت کو دھوکا دے کر اللہ کو بھی دھوکے میں رکھے گا۔ نہیں ایسی بات نہیں، اللہ اس کے ظاہر و باطن سے اچھی طرح باخبر ہے۔

جب گواہی دینے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی راہنمائی نازل فرمائی تو حکمرانوں اور فیصلہ کرنے والوں کے لیے یقیناً شرائط زیادہ ہی ہوں گی۔ سورۃ المائدہ ہی میں سیدالانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ملتا ہے: ﴿إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (۵:۴۲)﴾ اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے درمیان عدل سے فیصلہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ طاقتور حکمران جب کسی ملک کو فتح کرتے تو میدان جنگ میں لاتعداد انسانوں کو قتل کرنے کے بعد اس ملک کے مختلف شہروں کو بھی تباہ و برباد کرتے ہوئے ان میں بسنے والے مردوں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں کا بھی بے دریغ خون بہاتے۔ دو عظیم جنگوں میں لاکھوں کروڑوں انسان مارے گئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر جب ایٹم بم گرائے گئے تو لاکھوں انسان لقمۂ اجل بن گئے اور لاکھوں ہی اپاہج ہوگئے۔ حال ہی میں جو کچھ افغانستان اور عراق میں ہوا۔ اس کا بھی مشاہدہ ساری دنیا نے کیا۔ لیکن اسلام کی ساری تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملتا۔ اہل اسلام جہاں غالب ہوتے وہاں عدل وانصاف کا قرآنی قانون نافذ کر دیتے اور مغلوب قوم و ملک کو انتقام کا نشانہ نہ بناتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل وانصاف نہ کرو بلکہ ہمیشہ عدل کرتے رہو۔

سورۃ النّحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱۶/۹۰)﴾

بے شک اللہ تمہیں عدل واحسان کرنے اور قریبیوں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں فحاشی اور شریعت میں ممنوعہ کاموں اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔

بخاری ص ۱۰۰۵، مسلم ج ا ص ۳۳۱ کی روایت ہے کہ جب دنیا جہاں میں اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا یعنی صرف اس کے عرش کا سایہ ہوگا تو اس کے نیچے سات قسم کے لوگ ہوں گے۔ ان میں سے سرفہرست عدل کرنے والے حکمران ہوں گے۔

صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۱ میں مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدل وانصاف کرنے والے قیامت کے روز اللہ کے پاس نور کے منبروں پر دائیں جانب ہوں گے۔ حدیث کے الفاظ ہیں: ﴿اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُكْمِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ وَمَا وَلُوْا﴾ جو اپنی حکمرانی میں اور اپنے اہل میں اور جس کے وہ والی بنے، اس میں عدل کیا کرتے تھے۔

ترمذی ج ا ص ۱۹۲ کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ کے محبوب اور اس کے قریب ہونے کا شرف حاصل کرنے والے عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والے حکمران ہوں گے اور اللہ جن سے سخت ناراض ہوگا اور اس سے دور ترین جگہ پاتے والے ظالم حکمراں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے عمال کو مفتوحہ علاقوں میں بھیجا کرتے تھے تو آپ ان کو واضح طور پر ہدایت کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد ص ۴۲۶، صحیح مسلم ج ۲ کتاب الجہاد ص ۸۲ کے الفاظ ہیں: ﴿ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا وابا موسیٰ الی الیمن قال یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَ تَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا﴾ نبی کریم ﷺ نے معاذ اور ابو موسیٰؓ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا: تم دونوں لوگوں کے لیے آسانی کرنا، ان پر تنگی نہ ڈالنا، ان کو بشارت دینا اور ان کو نفرت نہ دلانا۔ آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا اور اختلاف نہ کرنا، مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کے ہر عامل نے آپ کی اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔

جہاں تک نظام عدل کا تعلق تھا تو آپ نے اس میں لچک کے کسی پہلو کو غالب نہ آنے دیا۔ صحیح بخاری ص ٦١٦ کی روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر قریش کی ایک عورت نے چوری کی۔ جب اُسامہ بن زیدؓ نے اس کی سفارش کی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا: اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں تم سفارش کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا کر دیں۔ جب شام ہوئی تو آپ نے خطبہ میں حمد وثناء کے بعد فرمایا: تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی امیر شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ ﴿وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا ثم اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ یَدَهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ﴾ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ضرور ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے بارے میں حد قائم کرنے کا حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس کی توبہ اچھی طرح قبول ہوئی اور اس نے نکاح کر لیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جو کچھ نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کے مطابق خود عمل کیا اور پھر صحابہؓ کو اس کا حکم دیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے بخشش اور عظیم اجر کا وعدہ کر لیا اور جنہوں نے قرآنی آیات کو جھٹلایا اور کفر کو اپنایا تو اللہ نے ان کو جہنم کی وعید سنا دی۔ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ احسان بھی یاد دلایا کہ جس وقت دشمنوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور یہ سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوتے ہی شروع ہو گیا تھا۔ ١٣ سال اہل مکہ کوشش کرتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ناکام ہو جائے۔ مدینہ طیبہ میں جب اسلامی ریاست قائم ہو گئی تو انہوں نے اپنی کوششوں کو اور تیز کر دیا۔ جنگ خندق میں تو ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوششیں اپنے عروج پر تھیں لیکن ناکامی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ یہاں تک کہ ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوگیا کیونکہ اللہ کی مدد ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ مومنوں کو صرف اللہ ہی پر توکل وبھروسہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

حل اللغت:

- ﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ﴾ میں كُوْنُوْا فعل امر ناقص، قَوّٰمِيْنَ مبالغے کا صیغہ، بِالْقِسْطِ اَیْ بِالْعَدْلِ تک كُوْنُوْا کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اچھی طرح قائم ہو کر اللہ کی خاطر عدل کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔
- ﴿وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا﴾ میں لَا يَجْرِمَنَّ امر نہی تاکیدی، كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول، شَنَاٰنُ قَوْمٍ مرکب اضافی فاعل، اَلَّا اصل میں اَنْ ناصبہ اور لَا نافیہ ہے۔ تَعْدِلُوْا فعل مضارع کی نون اَنْ کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ اِعْدِلُوْا فعل امر۔ جملے کا معنی ہے: کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز آمادہ نہ کرلے کہ تم عدل نہ کرو، بلکہ تم عدل کرتے رہو۔
- ﴿هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ میں هُوَ ضمیر مرفوع منفصل، اَقْرَبُ اسم تفضیل، لِلتَّقْوٰى جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: وہی تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔
- ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ میں اِتَّقُوْا فعل امر، لفظ اللّٰه مفعول اور اس کا معنی ہے: اللہ سے ڈرتے رہو۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰه اس کا اسم اور خَبِيْرٌ سے آخر تک اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔
- ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ میں وَعَدَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس کا مفعول۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ مفعول ثانی کے محل میں۔ جملے کا معنی ہے: اللہ کا وعدہ ہے ان سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہوگا۔
- ﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ میں الَّذِيْنَ موصولہ، كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اس کا صلہ، دونوں مل کر مبتدا۔ اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ، اَصْحٰبُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَحِيْمِ مرکب اضافی مشار الیہ، دونوں مل کر مبتداء کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور جنہوں نے کفر کیا اور میری آیات کو جھٹلایا، وہی جہنمی ہیں۔

- ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ میں یٰٓاَیُّھَا حرف ندا، الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادی، اُذْكُرُوْا فعل امر، نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔
- ﴿اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾ میں اِذْ ظرفیہ، هَمَّ فعل ماضی، اَنْ ناصب، يَّبْسُطُوْٓا فعل مضارع، اِلَيْكُمْ جار مجرور، اَيْدِيَهُمْ مفعول، كَفَّ فعل ماضی پر فائے تعقیب، اَيْدِيَهُمْ مفعول، عَنْكُمْ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: جب ایک قوم نے تمہاری طرف دست درازی کا ارادہ کیا تو اس نے یعنی اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک لیا۔ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ کا معنی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔
- ﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ میں واؤ عاطفہ، عَلَى اللّٰهِ جار مجرور، فَلْيَتَوَكَّلِ فعل امر غائب پر فاء وجوبی، مثال واوی سے باب تفعّل - الْمُؤْمِنُوْنَ فاعل، جملے کا معنی ہے: مومنوں کو چاہئے کہ ہمیشہ ہی اللہ پر توکل کرتے رہیں۔

﴿٦﴾ .... یہود و نصاریٰ کا عہد

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ	اور اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے اور اللہ نے فرمایا: بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ (۱۲)

قائم کرتے رہو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان رکھو گے اور ان کی مدد و عزت کرتے رہو گے اور اللہ کو قرض حسن دیتے رہو گے تو میں ضرور تم سے تمہاری برائیوں کو دور کروں گا اور تمہیں ان باغات میں ضرور داخل کروں گا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ پس جس نے اس کے بعد انکار کیا تو یقیناً وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ لا وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ج وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ط اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (۱۳)

پس ہم نے ان کی عہد شکنی کے سبب ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی، اس کے اکثر حصے کو انہوں نے بھلا دیا اور ان میں سے چند کے علاوہ باقی تمام خیانت کے مرتکب ہونے والوں کے بارے میں آپ ہمیشہ مطلع رہیں گے۔ پس آپ ان سے درگزر کریں اور معاف کرتے رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جن لوگوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں۔ ہم نے ان سے بھی عہد و پیمان لیا۔ ان کو بھی جو نصیحت کی گئی تھی وہ اس کا اکثر حصہ بھول گئے تو ہم نے ان کے درمیان قیامت تک بغض وعداوت رکھ دی اور عنقریب اللہ ان کو اس کے بارے میں آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

تشریح:

اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ نے جب عہد و پیمان لیا تو انہوں نے اس کو نبھانے کا اقرار کرتے ہوئے کہا: سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ جبکہ یہود و نصاریٰ نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو نہ نبھایا۔ بنواسرائیل کی عہد شکنی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان میں بارہ نقیب یعنی سردار مقرر کئے اور ان سے کہا کہ اللہ کی نصرت و راہنمائی تمہارے ساتھ رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنواسرائیل کو یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ اگر وہ نماز قائم کرتے رہیں اور اپنے اوپر فرض ہونے والی زکوٰۃ ادا کرتے رہیں گے اور اس کی طرف سے مبعوث ہونے والے رسولوں پر ایمان لاتے ہوئے ان کی عزت و توقیر کرتے رہیں گے اور اللہ کی راہ میں اس کا دیا ہوا مال قرض حسن کی صورت میں خرچ کرتے رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نہ صرف معاف کرے گا بلکہ ان باغات میں داخل فرمائے گا کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

اس عہد و پیمان سے واضح ہوتا ہے کہ نماز پہلی قوموں پر بھی فرض رہی ہے۔ لیکن انہوں نے نہ صرف خود اس کو ترک کیا بلکہ اپنی قوم میں بھی اس کی اہمیت ختم کر دی۔

صحیح بخاری (ص ۵۵۰) میں حدیث الاسراء کا حصہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پچاس نمازوں کا تحفہ ملا تو موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف کرانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ آپ تخفیف کراتے رہے یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان میں بھی مزید تخفیف کرانے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا: ﴿اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَ اِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ﴾ بے شک آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں میں اس کا تجربہ کیا ہے اور بنواسرائیل کو میں نے خوب آزمایا ہے۔ یعنی انہوں نے اس فریضہ کو قبول نہیں کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے بار بار اپنے رب سے تخفیف کی درخواست کی۔ اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں پانچ پر راضی ہوگیا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرلیا۔ کتاب الصلوٰۃ (ص ۵۱) والی روایت کے الفاظ ہیں: ﴿هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ﴾ یہ پڑھنے میں پانچ لیکن اجر کے اعتبار سے پچاس ہی ہوں گی۔

بنواسرائیل نے نماز کی طرح زکوٰۃ کے نظام کو بھی نہ اپنایا۔ حالانکہ یہ نظام سرمائے کو گردش میں رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ معاشرے میں غرباء وفقراء کی جائز ضرورتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے امراء جب اپنی دولت وثروت میں اضافہ کرنے میں مصروف ہوجاتے ہیں تو ایک وقت آتا ہے کہ غربا وفقراء اپنا حق زبردستی چھیننے پر آجاتے ہیں۔ ماضی میں جتنی بھی بڑی سلطنتیں تباہ وبرباد ہوئیں۔ ان کی بربادی کی اصل وجہ عوام الناس پر ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ اور ناقابل برداشت مہنگائی ہوا کرتی تھی۔ اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ عمر فاروق کے دور خلافت میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ تھا۔ یمن کے حاکم معاذ بن جبل وہاں کی پوری زکوٰۃ مدینہ طیبہ بھیج دیا کرتے تھے۔ (کتاب الاموال: ص ۵۲۸)

بنواسرائیل کو حکم ملا کہ اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے والے رسولوں کی عزت وتوقیر کیا کریں لیکن وہ ایسی قوم تھی کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی زندگی میں چین نہ لینے دیا۔ جگہ جگہ لحہ لحہ پریشانی کا سبب بنتے رہے۔ تورات (عہد نامہ قدیم) میں کثرت سے ان کی نافرمانیوں کا ذکر ہوا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس آئے اور اللہ کی طرف سے ملنے والے معجزات ان کو دکھائے لیکن یہود کے دینی رہنماؤں نے رومی حکمران کے پاس شکایت کرکے ان کو اپنی طرف سے سولی پر چڑھوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا۔

سیرت ابن ہشام ج۱،ص ۴۲۸-۴۲۹ میں ''بدأ اسلام الانصار'' کے تحت مروی ہے کہ انصار کے وفد نے جو چھ آدمیوں پر مشتمل تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ ہمارے شہر میں یہود رہتے ہیں جو اہل کتاب وعلم ہیں، جب ان سے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو یہود کہا کرتے ہیں۔ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کا زمانہ سایہ کئے ہوئے ہے۔ جب وہ آئے گا تو ہم اس کی اتباع کرتے ہوئے تم سے اِرَمَ عاد والا قتال کریں گے۔ لیکن جیسے ہی مدینہ طیبہ میں آپ تشریف لے آئے اور اسلامی ریاست قائم ہوگئی تو یہود ہی سب سے زیادہ آپ کی مخالفت کرنے والے بن گئے۔ یہاں تک کہ ان کو ذلت ورسوائی کے ساتھ جلاوطن ہونا پڑا۔

بنواسرائیل کو یہ بھی حکم ملا تھا کہ جب معاشرے سے غربت ختم کرنے یا اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مال کی ضرورت ہو تو قرض حسن کی صورت میں اللہ کو دیا جائے، یعنی جو غرباء ومساکین اور اللہ کی راہ میں خرچ ہوتا ہے۔ اللہ اس کو اپنے اوپر قرض بنا کر قرض دینے والے کو واپس لوٹاتا ہے۔ اِنفَاق فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کی بجائے قرض حسن اس لیے استعمال ہوا ہے کہ قرض دینے والے کو یقین ہو جائے کہ دنیا ہی میں اس کا خرچ ہونے والا مال اس کو واپس مل جائے گا۔ سورۃ سبا میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهٗ (۳۹)﴾ اور جو بھی تم خرچ کرتے ہو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے۔ مشاہدے کی بات ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مالوں میں برکتیں نازل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنواسرائیل پر جو کچھ فرض کیا، اس کی بجا آوری کے صلہ میں اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ دنیا میں ان سے ان کی برائیوں کو دور کرے گا اور آخرت میں جنتی باغات میں ان کو داخل فرمائے گا۔ ساتھ ہی یہ واضح کردیا کہ اس کے بعد جس نے کفر کیا وہ راہ حق سے بھٹک گیا لیکن بنواسرائیل نے اپنی روایتی کج روی کو اپناتے ہوئے اللہ کے عہد وپیمان کی پروا نہ کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی لعنت فرمائی کہ جس کی وجہ سے ان کے دل سخت ہوگئے اور اللہ کی نصیحت کو انہوں نے بھلا دیا۔ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب میں ہیرا پھیری کرتے ہوئے ذرا بھی خوفزدہ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور ان کی اکثریت خیانت کی مرتکب ہوتی رہی اور چند لوگ دین پر قائم رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں اور خیانتوں سے آپ کو آگاہ کرتا رہا۔ بنونضیر نے آپ پر چکی کا بھاری پتھر گرانا چاہا لیکن اللہ نے بروقت آپ کو مطلع فرما دیا۔ اس کے باوجود آپ سے ارشاد ہوتا ہے: آپ درگزر کرتے اور معاف کرتے رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کو ایمان لانا نصیب ہو جائے اور اگر وہ اپنی شرارتوں پر قائم رہیں تو پھر ان کا وہی علاج ہونا چاہیے جو ان کا مدینہ طیبہ اور خیبر میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خود عفو و درگزر کرنے والا ہے اس لیے وہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کی عہد شکنی کے ساتھ عیسائیوں کی عہد شکنی کا بھی ذکر فرما دیا۔ انہوں نے نصاریٰ ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے وہ سب کچھ بھلا دیا کہ جس کی ان کو نصیحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ کی گئی تھی۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان بغض و عداوت کو رکھ دیا۔ وہ کئی گروہوں میں تقسیم ہو کر آپس میں زبردست قتال کرتے رہے۔ کیتھولک فرقہ سب سے زیادہ طاقتور رہا ہے۔ اگرچہ جرمنی کے مارٹن لوتھر نے ۱۵۱۷ء میں علمِ بغاوت بلند کرتے ہوئے عفو ناموں کی مخالفت میں ۹۵ دلائل لکھ کر چرچوں کی دیواروں پر چسپاں کر دیئے۔ جس سے عیسائی دنیا میں ہلچل مچ گئی اور ایک ایسا گروہ پروٹسٹنٹ کے نام سے وجود میں آیا کہ جس نے کیتھولک کی بہت سی باتوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف قرار دے دیا۔ دونوں میں خون خرابہ بھی بہت ہوا۔ موجودہ دور میں بھی آئر لینڈ محاذ آرائی کا میدان ہے۔ ایک نیا گروہ مورمنز (MORMONS) کا ہے جس کا مرکز SALT LAKE CITY میں ہے۔ امریکہ میں اس گروہ پر بھی بڑا ظلم ہوتا رہا ہے۔ اس کا بانی جوزف سمتھ تھا۔ جس نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرنے کا دعویدار تھا لیکن اس نے مورمنز کی الگ کتاب بنا دی۔ اس کا کہنا تھا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور جاری رہے گی۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی حق تسلیم کرتا تھا۔ قادیانی اسی گروہ کی نقالی کرتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کا ذکر اس لیے فرمایا ہے تاکہ امت محمدیہ وہ کام نہ کرے جو انہوں نے کیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حل اللغت:

- ﴿وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ﴾ میں لَقَدْ حرف تحقیق پر لام تاکید کا، اَخَذَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ فاعل، مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مفعول، جملے کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل سے عہد لیا۔
- ﴿وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا﴾ میں اثْنَيْ عَشَرَ اسم عدد ذاتی، نَقِيْبًا اس کی تمیز، جملے کا معنی ہے اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کیے۔
- ﴿لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ میں لَئِنْ اِنْ شرطیہ پر لام قسمیہ، اَقَمْتُمْ، اٰتَيْتُمْ، اٰمَنْتُمْ، عَزَّرْتُمُوْ اور اَقْرَضْتُمْ پانچوں فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے: اگر تم نماز قائم کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان رکھے رہو اور ان کی عزت و توقیر کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسن دیتے رہو۔
- ﴿لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ میں لَاُكَفِّرَنَّ اور لَاُدْخِلَنَّ دونوں فعل مضارع پر لام اور نون ثقیلہ تاکیدی، تَجْرِيْ فعل مضارع ناقص یائی کا فاعل الْاَنْهٰرُ، جملے کا معنی ہے میں ضرور تم سے تمہاری برائیاں دور کروں گا اور تمہیں ضرور ان باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔
- ﴿فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ میں مَنْ شرطیہ پر فاء تنبیہ کا، كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ شرط، فَقَدْ قَدْ حرف تحقیق پر فاء، جواب شرط، ضَلَّ فعل ماضی، سَوَآءَ السَّبِيْلِ مرکب اضافی، جملے کا معنی ہے: پس تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر کیا تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔
- ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً﴾ میں فَبِمَا کی مَا ائمہ تفسیر کے مطابق زائد تاکید کا فائدہ دے رہی ہے۔ لَعَنَّا وَ جَعَلْنَا دونوں فعل ماضی جمع متکلم، مِيْثَاقَهُمْ اور قُلُوْبَهُمْ مفعول، ابوعبید کے مطابق قٰسِيَةً فاعلة کے وزن پر اور ابوجعفر النحاس کا کہنا ہے کہ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فعیلۃ کے وزن پر ہے۔ جملے کا معنی ہے: پس ہم نے ان کی عہد شکنی کے سبب ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو بہت ہی سخت کر دیا۔

- ﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ جملہ حالیہ میں يُحَرِّفُونَ فعل مضارع، الْكَلِمَ كَلِمَة کی جمع، عَنْ مَّوَاضِعِهٖ مرکب جاری، جملے کا معنی ہے: اس حال میں کہ وہ کلمات کو ان کی جگہ سے بدل دیتے ہیں۔
- ﴿وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ میں نَسُوْا فعل ماضی، حَظًّا اس کا مفعول، مِمَّا اصل میں مِنْ حرف جر اور مَا موصولہ، ذُكِّرُوْا فعل ماضی مجہول، بِهٖ جار مجرور متعلق ذُكِّرُوْا. جملے کا معنی یہ ہے: اور وہ اس کا اکثر حصہ بھول گئے جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی۔
- ﴿وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ﴾ میں لَا تَزَالُ فعل ناقص، تَطَّلِعُ فعل مضارع، خَآئِنَةٍ یہ محذوف فِرْقَةٍ کی صفت ہے۔ ابن عباس سے اس کا معنی مَعْصِيَةٍ مروی ہے۔ عام معنی خیانت ہے۔ جملے کا معنی ہے اور آپ ان میں سے خیانت کے مرتکب ہونے والوں کی خیانت و معصیت پر ہمیشہ ہی مطلع رہیں گے۔ سوائے ان میں سے چند کے۔
- ﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ﴾ میں فَاعْفُ اور اصْفَحْ دونوں فعل امر، جملے کا معنی ہے: آپ ان سے درگزر کریں اور معاف کریں یعنی جب تک وہ معاہدے کا احترام کرتے رہیں۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰهَ اس کا اسم اور يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
- ﴿وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ فَاَغْرَيْنَا فعل ماضی، بَيْنَهُمْ ظرف، الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ مفعول، جملے کا معنی ہے اور جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے عہد لیا پس جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی، اس کو انہوں نے بھلا دیا۔ پھر ہم نے ان کے درمیان بغض و عداوت کو قیامت تک رکھ دیا۔
- ﴿وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ میں سَوْفَ مضارع مستقبل کو قریب کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والاحرف، يُنَبِّئُهُمْ کی هُمْ ضمیر مفعول، لفظ فاعل، كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ فعل استمراری۔ جملے کا معنی ہے اور عنقریب انسان کو اس سے آگاہ کرے گا کہ جو وہ کیا کرتے تھے۔

﴿۷﴾ ......سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور نصاریٰ کا کفر

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے۔ کتاب میں سے اکثر حصہ جو تم چھپایا کرتے تھے۔ اس کو ظاہر کر رہا ہے اور اکثر سے درگزر کرتا رہتا ہے۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف نور ہدایت کی صورت میں کتاب مبین آ گئی ہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضامندی کی اتباع کرتے ہیں اور ان کو شرک و کفر اور جہالت کے اندھیروں میں سے نکال کر نورِ ہدایت کو اپنانے کی توفیق سے نواز دیتا ہے اور ان کو سیدھی راہ کی طرف جانے کی رہنمائی کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾	بے شک ان لوگوں نے کفر کیا کہ جنہوں نے کہا: مسیح بن مریم ہی اللہ ہے۔ آپ کہہ دیں اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرے کہ مسیح بن مریم اور ان کی ماں اور جو تمام زمین میں ہیں، ان سب کو ہلاک کر دے تو کون ہے جو اللہ کو روکنے کا اس میں کوئی اختیار رکھتا ہے کیونکہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کی بادشاہت صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تشریح:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہود و نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں کی تعلیم میں ردوبدل کرنے کا معمول بنا رکھا تھا۔ جب چاہتے اپنی مرضی سے لکھ کر لوگوں کو کہہ دیتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (۲/۷۹)﴾ خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت لے لیں اور خرابی ہے ان کے لیے اس سے کہ جو ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں نے لکھا اور خرابی ہے ان کے لیے کہ جو وہ کماتے ہیں۔لفظ وَیْلٌ برائی، سخت عذاب، ہلاکت، افسوس، دکھ درد اور رنج وملال کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی جو وہ کرتے ہیں۔اس کا انجام یقیناً بہت برا ہوگا۔ وہ نہ صرف اپنے ہاتھوں سے کتابیں لکھتے ہیں بلکہ گفتگو میں بھی ایسا انداز اختیار کرتے ہیں کہ سننے والوں کو یہ تاثر ملے کہ وہ اللہ کا کلام ہی پڑھ رہے ہیں۔سورۃ ال عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ (۳/۷۸)﴾ اور بلاشبہ ان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو کتاب پڑھتے ہوئے زبانوں کو اس انداز میں مروڑتا ہے کہ تم خیال کرو کہ جو وہ پڑھ رہے ہیں، وہ اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔حالانکہ وہ کتاب نہیں ہوتی اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور وہ دانستہ طور پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروفریب کے جال کو تار تار کرنے کے لیے سیدالانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی جس کو اللہ تعالیٰ نے نور سے تعبیر فرمایا۔نور کا عمومی معنی وہ روشنی ہے کہ جو اشیاء کے دیکھنے میں مدد دے اور یہ دو قسم کی ہے۔ایک کا تعلق دنیا سے اور دوسری کا تعلق آخرت سے ہے۔پہلی کو مادی ظاہری اور دوسری کو روحانی باطنی کا بھی نام دیا جاسکتا ہے۔

سورۃ یونس میں سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا (۵)﴾ وہی ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا۔

سورۂ نوح میں ارشاد ہوتا ہے:﴿اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (۷۱/۱۵،۱۶)﴾ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کس طرح اللہ نے سات آسمانوں کو طبقوں کی صورت میں بنایا اور چاند کو ان میں نور اور سورج کو چراغ بنایا۔

سورۃ ابراہیم کی پہلی آیت ہے:﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (۱۴/۱)﴾ یہ وہ کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کے اجالے کی طرف لے جائیں اور عزیز وحمید کی طرف جانے والی راہ پر گامزن کردیں۔

سورۃ الانعام کے آغاز میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ (۱/۶)﴾

سب تعریفیں اس کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی اور اندھیروں اور نور کو بنایا۔

سورۃ التحریم میں مومنوں کے بارے میں بشارت ہے:

﴿یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۸/۶۶)﴾

جس دن اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ مومنوں کو رسوا نہیں کرے گا ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب ان کا نور چل رہا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمارے نور کو مکمل کردے اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔ بے شک تو ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

سورۃ التغابن میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا (۸/۶۴)﴾

پس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نور پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل فرمایا۔

سورۃ المائدہ ہی میں تورات اور انجیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِیْهَا هُدًی وَّ نُوْرٌ (۴۴/۵)﴾

بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی، اس میں ہدایت اور نور ہے۔

﴿وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَّ نُوْرٌ (۴۶/۵)﴾

اور ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی جن میں ہدایت اور نور ہے۔

لہٰذا ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (۱۵/۵)﴾ میں نور سے مراد کتاب مبین ہے۔ عربی گرامر کی رو سے یہاں واؤ عطف تفسیری ہے۔ اگلی آیت میں اس کی وضاحت یوں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان کو سلامتی کی راہیں اختیار کرنے کی ہدایت عطا کرتا ہے جو اس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو اندھیروں میں سے نکال کر اپنے اذن سے نور کی طرف لے جاتا ہے اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو سیدھی راہ پر گامزن کر دیتا ہے۔

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ سلامتی کی راہوں کو پانے اور گمراہی کے اندھیروں سے نکل کر ہدایت کے اجالوں میں آنے کا واحد ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کوشاں رہنا اور قرآن حکیم میں دی گئی رہنمائی کے مطابق عمل کرنا ہے جبکہ قرآنی تعلیم کو ٹھکرا کر ہدایت یافتہ ہونا اور اللہ کی طرف جانے والی سیدھی راہ کو پانا ممکن نہیں۔

سورۃ الزمر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (۳۹/۲۳)﴾

اللہ تعالیٰ نے بار بار پڑھی جانے والی ملتی جلتی کتاب بہترین حدیث کی صورت میں نازل فرمائی۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں، ان کے چمڑے یعنی جسم کے بال اس کے پڑھنے سے کھڑے ہوجاتے ہیں، پھر ان کے جسم کے چمڑے اور ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہوجاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے، اس سے نواز دیتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ اس کے برے اعمال کی وجہ سے ہدایت سے دور کر دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا (۱۷/۹)﴾

بے شک قرآن اس کی ہدایت دیتا ہے جو بہت ہی قائم رہنے والی ہے اور ان مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہوگا۔

اس کے برعکس جو قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور کفر پر ڈٹے رہتے ہیں ان کے بارے میں سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات میں یہ اعلان ہوا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ(۲/۶-۷)﴾

بے شک جنہوں نے کفر کیا، برابر ہے ان کے لیے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

قرآنی ہدایت کی وضاحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے کافر ہونے کی تصدیق کر دی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ بنالیا کہ وہ ہی اللہ تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں نازل ہوئے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اللہ تعالیٰ نے سختی سے اس عقیدۂ باطلہ کی نہ صرف تردید فرمائی بلکہ اس کو کفر قرار دے دیا۔ پھر ایسے جہلاء کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وضاحت کر دی کہ جو آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اس کا مالک و خالق ہو اور ہر شئی پر قدرت رکھنے والا ہو۔ اس کو کیا ضرورت تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں نازل ہو کر یہود سے اپنی بے عزتی اور توہین کراتا اور بے بسی کی حالت میں سولی چڑھا دیا جاتا۔ اپنی ادنیٰ مخلوق کو اپنے اوپر غالب کر لیتا، جاہلانہ عقیدہ رکھنے والوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا۔ ہر شئے پر قدرت رکھنے والے کے بارے میں ایسا عقیدہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کیا۔ اگر وہ مسیح بن مریم اور زمین میں بسنے والی تمام مخلوق کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتا تو اس کو کون روک سکتا تھا۔ جس نے نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کر دیا۔ عادیوں، ثمودیوں، نمرودیوں، لوطیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ ناپ تول میں ہیرا پھیری کرنے والوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ فرعون اور اس کی قوم کو بنو اسرائیل کے سامنے غرق کر کے جہانوں کے لیے عبرت بنا دیا۔ دور جانے کی بات نہیں، سونامی طوفان آیا اور اس میں غرق ہونے والوں کو دنیا کی کوئی قوت بچا نہ سکی۔ اس طوفان کو برپا کرنے والا کون تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے جاہلانہ عقیدہ سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل اللغت:

○ ﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یَعۡفُوۡا عَنۡ كَثِيۡرٍ﴾ میں یَآ حرف ندا، اَهۡلَ الۡكِتٰبِ منادی، قَدۡ حرفِ تحقیق، جَآءَ فعل ماضی، كُمۡ ضمیر مخاطب کی مفعول، رَسُوۡلُنَا فاعل، يُبَيِّنُ فعل مضارع، لَكُمۡ جار مجرور، كَثِيۡرًا مفعول، مِّمَّا جار مجرور، كُنۡتُمۡ فعل ناقص، تُخۡفُوۡنَ فعل مضارع، مِنَ الۡكِتٰبِ جار مجرور، يَعۡفُوۡا فعل مضارع، عَنۡ كَثِيۡرٍ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے۔ تمہارے لیے اس میں سے بیان کر رہا ہے جو تم کتاب میں سے چھپایا کرتے تھے حالانکہ اکثر سے وہ درگزر کر رہا ہے۔

- ﴿قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ﴾ میں قَدۡ تحقیق کا، جَآءَ فعل ماضی، كُمۡ ضمیر مفعول، مِّنَ اللّٰهِ جار مجرور، نُوۡرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ فاعل۔ جملے کا معنی ہے: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کتابٌ مُبِین کی صورت میں نور آ گیا ہے۔
- ﴿يَّهۡدِيۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾ میں یَهۡدِیۡ فعل مضارع، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، بِهٖ کی ضمیر نُور کی طرف راجع، مَنِ موصولہ یا موصوفہ، اتَّبَعَ فعل ماضی، رِضۡوَانَهٗ اور سُبُلَ السَّلٰمِ دونوں مفعول، پہلا اتَّبَعَ اور دوسرا يَهۡدِيۡ کا۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ سلامتی کی راہوں کو اپنانے کی ہدایت اُس کو دیتا ہے جس نے اس کی رضامندی کے حصول کی کوشش کی۔
- ﴿يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَ يَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾ يُخۡرِجُهُمۡ اور يَهۡدِيۡهِمۡ دونوں مضارع کی ضمیریں منصوب مَنۡ کی طرف راجع، صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ مرکب توصیفی۔ جملے کا معنی ہے: ان کو اپنے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔
- ﴿لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ﴾ میں قَدۡ حرفِ تحقیق پر لام تاکیدی، كَفَرَ اور قَالُوۡۤا فعل ماضی، الَّذِيۡنَ موصولہ، اِنَّ مشبہ بفعل، اللّٰهَ لفظ اللہ اس کا اسم، هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ اس کی خبر۔ پورے جملے کا معنی ہے: یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک مسیح بن مریم ہی اللہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ میں قُلْ فعل امر، مَنْ استفہامیہ پر فاء جزائیہ، يَمْلِكُ اور يُهْلِكَ فعل مضارع، شَيْئًا اور الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ سے اگلا حصہ مفعول، اِنْ شرطیہ، اَنْ ناصبہ، مَنْ موصولہ، جَمِيْعًا حال۔ جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں پس اللہ سے کسی شے کا کون مالک ہوگا اگر وہ مسیح بن مریم اور ان کی ماں اور جو زمین میں ہیں، ان سب کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرلے۔
- ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا﴾ میں لِلّٰهِ جار مجرور، مُلْكُ مضاف، اگلا حصہ مضاف الیہ۔ جملے کا معنی ہے: آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں کے درمیان ہے اس کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے۔
- ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ﴾ میں يَخْلُقُ اور يَشَآءُ فعل مضارع، مَا موصولہ منصوب۔ جملے کا معنی ہے: جو چاہتا ہے وہ تخلیق کرتا ہے۔
- ﴿وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ میں لفظ اللّٰهُ مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿۸﴾ .... یہود و نصاریٰ کا باطل عقیدہ

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ	اور یہود و نصاریٰ نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ پھر وہ تمہارے گناہوں کے سبب تمہیں سزا کیوں دیتا ہے بلکہ اس نے جو کچھ تخلیق کیا اس میں سے تم بھی ایک انسان ہو، وہ جس کو چاہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؗ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ ہی کے لیے بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین کی اور جو ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول رسولوں کے آنے میں انقطاع کے واقع ہونے کے بعد آچکا ہے۔ تمہارے لیے مشکوک ومبہم باتوں کو واضح کر رہا ہے تا کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے اور بشارت دینے والا نہ آیا۔ بے شک تمہارے پاس ڈرانے اور بشارت دینے والا آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تشریح:

جس طرح آج یہود و نصاریٰ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں کہ ان کا رب ان پر مہربان ہے۔ کیونکہ دنیا کی تمام نعمتوں سے ان کو نواز رہا ہے اور دنیا میں ان کا کوئی مقابلہ کرنے والا نہیں لہٰذا قوت و طاقت کے نشے میں ساری دنیا میں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں۔ معصوم اور بے گناہ لوگوں کو اپنے انتہائی ظلم و زیادتی کا نشانہ بنا کر تباہی اور بربادی پھیلاتے ہیں۔ اللہ کے پاس جا کر جواب دہی کا کوئی خوف نہیں۔ ایسا ہی رویہ یہود و نصاریٰ نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بھی اپنایا تھا۔

تفسیر القرطبی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی ایک جماعت کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا: ﴿لا نخاف فانا ابناء اللہ واحباؤہ﴾ ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی خوف نہیں کیونکہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

ابن اسحاق اور ابن جریر کی روایت کے مطابق نعمان بن اَضا، بحرّی بن عمرو اور شاس بن عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جب آپ نے اللہ اور اس کے عذاب سے ان کو ڈرایا تو انہوں نے مذکورہ قول کہا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ والی آیت نازل فرمائی کہ تم تو اللہ کی مخلوق کی طرح انسان ہو۔ رہی بات تمہارے اللہ کے بیٹے اور محبوب ہونے کی، اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو اللہ تعالیٰ تمہیں مختلف عذابوں میں مبتلا کیوں کرتا۔ لہٰذا تمہارا یہ دعویٰ سراسر لغو اور باطل ہے۔

درحقیقت یہ بات ان کے ذہنوں میں اس لیے آئی کہ یہود حضرت عُزیر علیہ السلام اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔ انہی سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے خدا کے بیٹے بن جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جو خدا کا بیٹا ہوگا، وہ ضرور اس کا محبوب ہی ہوگا۔

سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (۹/۳۰)﴾

اور یہود نے کہا: عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کے بیٹے ہیں ان کے یہ قول ان کے منہ کی بات ہے۔ ان سے پہلے جو کفار تھے یہ ان کی مشابہت کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو ہلاک کرے، کیسے بہکے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے عقیدۂ باطلہ کی جڑ ہی کاٹ دی۔ جب عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کے بیٹے ہونے کا رد اللہ تعالیٰ نے خود کر دیا تو ان کے حوالے سے اللہ کے بیٹے ہونے یا اللہ کے محبوب ہونے کے دعویٰ کی بھی نفی ہوگئی۔

معاملے کو ہر شک وشبہ سے پاک کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۹/۳۱)﴾

انہوں نے اپنے علماء ومشائخ کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا اور مسیح کو بھی، حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو وہ شرک کرتے ہیں اس سے وہ پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کے معبودِ واحد ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کل کائنات کا خالق و مالک وہی ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ان کے درمیان میں بھی جو کچھ ہے، سب اسی کی ملک ہے۔ دنیا میں پیدا ہونے والے بادشاہوں اور امراء میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنی پیدائش سے لے کر اب تک زندہ و جاوید ہو، جو بھی اس دنیا میں جنم لیتا ہے۔ اللہ کی طرف سے ملنے والی زندگی پوری کر کے چلا جاتا ہے۔ اس کی کمائی ہوئی دولت اور بنائی ہوئی جائیداد دوسروں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ صرف اس کے اعمال جاتے ہیں۔

سورۃ الانبیاء میں اعلان ہوتا ہے:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (۲۱/۳۴-۳۵)﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے ہمیشہ زندہ رہنے والا معاملہ نہیں رکھا۔ اگر آپ فوت ہو جائیں گے تو کیا وہ زندہ رہیں گے۔ ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے اور ہم تم کو شر اور خیر کے فتنہ سے آزمائیں گے اور ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ان دو آیتوں میں انسانی زندگی کا پورا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا انسان انجام کار مر جاتا ہے اور مرنے سے پہلے خیر و شر کے فتنہ میں آزمایا جاتا ہے اور پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس نے پیدا ہونے کے بعد مرنا ہوتا ہے۔ وہ ﴿اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم﴾ نہیں ہو سکتا اور جو ﴿اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم﴾ نہ ہو وہ رب و معبود نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الفرقان میں حکم دیا ہے۔ ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ (۲۵/۵۸)﴾ اور آپ نے ہمیشہ اس زندہ رہنے والے پر توکل کرنا ہے کہ جس نے مرنا نہیں یعنی اپنے رب کے علاوہ اور کسی پر توکل و بھروسہ نہ کریں اور اپنا معاملہ اسی کے سپرد کیا کریں۔ جب سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم تھا تو آپ کی امت یا کسی امتی کو کیسے اجازت ہو گی کہ کائنات کے خالق و مالک کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ کسی اور پر توکل وبھروسہ کرے یا اپنا معاملہ اس کے حوالے کر کے ذلت ورسوائی کا طوق گلے میں ڈال لے۔ اللہ تو چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق اسی کی اطاعت وفرمانبرداری کرتی رہے۔ دنیوی عزت کے حصول کے لیے غیراللہ کی طرف نہ دیکھے۔

سورۃ فاطر میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَ الَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَ مَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ (۳۵/۱۰)﴾

جو عزت چاہتا ہے اس کو جان لینا چاہیے کہ عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔ اسی کی طرف پاک کلمات اور نیک عمل چڑھتے رہتے ہیں۔ ان کو وہ بلند کرتا ہے اور وہ لوگ جو برائیوں کے لیے مکروفریب کرتے رہتے ہیں، ان کے لیے زبردست عذاب ہوگا اور ان کا مکر انجام کار ہلاکت وبربادی ہوگا۔

سورۃ المنافقون میں مزید وضاحت یوں ہوتی ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۶۳/۸)﴾

اور عزت اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافق لوگ جانتے نہیں۔

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ دائمی حقیقی عزت اللہ اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے اور کفار کو دنیا میں ملنے والی عزت ان کے لیے بہت بڑی آزمائش اور ڈھیل ہے۔ لہٰذا جو کل کائنات کا خالق و مالک ہے اور جو بخشنے والا اور عذاب دینے والا ہے جس کی طرف تمام مخلوق نے لوٹ کر جانا ہے۔ اہل اسلام کو اسی کی طرف دیکھنے اور اسی پر توکل وبھروسہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہود ونصاریٰ والے اعمال سے بچتے ہوئے ان اعمال صالحہ کو اپنانا چاہیے جو اللہ کے نزدیک مقبول ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے تقریباً پونے چھ سو سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس عرصے کو اللہ تعالیٰ نے فَتْرَة سے تعبیر فرمایا ہے یعنی اس عرصے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے نزول میں انقطاع رہا۔ اللہ کی مخلوق کو کوئی ڈرانے اور بشارت دینے والا نہ آیا۔ سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّ نَذِيرًا (۳۵/۲۴)﴾ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ سورۃ سبا کے الفاظ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (۳۴/۲۸)﴾ ہم نے آپ کو بے شک دنیا کے تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر کی صورت میں بھیجا ہے۔ بشارت دینے سے مراد جنت کی بشارت ہے یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اور ان کی تعلیم کے مطابق عمل کریں گے تو ان کو جنت میں داخل فرمائے گا جبکہ نافرمانی پر ڈٹے رہنے والوں کو بتایا جائے کہ اگر تم باز نہ آئے، برائیوں اور گناہوں کے کاموں میں غرق رہے، مکروفریب سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے رہے، تو تمہارا جہنم میں ٹھکانا ہوگا۔ ڈرانے سے مراد جہنم کی آگ سے ڈرانا ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں یہ وضاحت بھی کردی گئی کہ قیامت کے روز کوئی یہ نہ کہے کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر آیا ہی نہ تھا اور خاص طور پر یہود و نصاریٰ پر یہ اتمام حجت تھی کہ تمہارے پاس اللہ کا وہ رسول آ گیا ہے جس نے تمہارے ہر قسم کے مکروفریب کا پردہ چاک کردیا ہے۔ اللہ کی مخلوق کو تم جو دھوکہ دیتے رہے ہو، اس کی حقیقت بیان کر رہا ہے اور یاد رکھو کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

حل اللغت:

- ﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ﴾ میں قَالَتِ فعل ماضی، اَلْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى اس کا فاعل، نَحْنُ ضمیر مرفوع منفصل، اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ دونوں مرکب اضافی۔ اَبْنٰٓؤُا اِبْن اور اَحِبَّآؤُ حَبِيْبٌ کی جمع۔ جملے کا معنی ہے: اور یہود و نصاریٰ نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔
- ﴿قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ﴾ میں قُلْ فعل امر (قَالَ يَقُوْلُ) لِمَ استفہامیہ پر فاء جواب دعویٰ، يُعَذِّبُ فعل مضارع، كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول، بِذُنُوْبِكُمْ کی بآء سببیہ۔ ذُنُوْبِ ذَنْب کی جمع۔ جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں کہ پھر وہ تمہارے گناہوں کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے۔
- ﴿بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ﴾ میں بَلْ حرف اضراب جو پہلی بات سے اعراض اور دوسری کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثبات کے لیے لایا جاتا ہے۔ اَنْتُمْ ضمیر مرفوع منفصل، بَشَرٌ اسم جنس، مِمَّنْ میں مِنْ حرف جر اور مَنْ موصولہ، خَلَقَ فعل ماضی۔ جملے کا معنی ہے بلکہ اللہ نے جو تخلیق کی اس میں سے تم انسان ہو۔

- ﴿یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ﴾ میں یَغْفِرُ، یُعَذِّبُ اور یَّشَآءُ تینوں فعل مضارع واحد مذکر غائب کے صیغے، مَنْ موصولہ۔ جملے کا معنی ہے: وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔
- ﴿وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ﴾ میں لِلّٰهِ جار مجرور، لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مرکب اضافی، مَا موصولہ، بَیْنَ ظرف، هُمَا ضمیر، السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کی طرف راجع، اَلْمَصِیْرُ صار یَصِیْرُ سے مصدر میمی، مراد ایسی جگہ ہے جہاں پہنچ کر چیز کی نقل وحرکت ختم ہوجاتی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ ہی کے لیے مِلک ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف انجام کار لوٹنا ہے۔
- ﴿یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰی فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ﴾ میں یَا حرف ندا، اَهْلَ الْكِتٰبِ منادی، قَدْ حرف تحقیق، جَآءَ فعل ماضی، كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول، رَسُوْلُنَا فاعل، یُبَیِّنُ فعل مضارع، لَكُمْ، عَلٰی اور مِّنَ حروف جر، فَتْرَةٍ یہاں مراد دو نبیوں کے درمیان کا زمانہ ہے۔ الرُّسُلِ اَلرَّسُوْل کی جمع، یُبَیِّنُ سے لے کر الرُّسُلِ تک جملہ فعلیہ رَسُوْلُنَا کا حال، جملے کا معنی ہے: اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے۔ جو رسولوں کے زمانے کے منقطع ہونے کے بعد تمہارے لیے واضح کی جانے والی باتوں کو واضح کر رہا ہے۔
- ﴿اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّ لَا نَذِیْرٍ﴾ میں اَنْ ناصبہ، تَقُوْلُوْا فعل مضارع، مَا نافیہ، جَآءَ فعل ماضی، نَا ضمیر مفعول، بَشِیْرٍ اور نَذِیْرٍ دونوں فعیل کے وزن پر اسم فاعل اور ان میں مزید مبالغہ کے لیے مِنْ استعمال ہوا ہے۔ جملے کا معنی ہے: تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور کوئی ڈرانے والا نہ آیا۔
- ﴿فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّ نَذِیْرٌ﴾ میں قَدْ حرف تحقیق پر فاء فصیحہ، جَآءَ كُمْ کی ضمیر مخاطب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفعول اور جَآءَ فعل ماضی، عربی گرائمر کے قاعدہ کے مطابق جب فعل ماضی پر قَدْ آجائے تو اس کے معنی کو ماضی قریب میں کر دیتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: بے شک تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے۔

- ﴿وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ میں واوَ عاطفہ، لفظ اَللّٰهُ مبتدا، جملے کا اگلا حصہ اس کی خبر، جس میں قَدِیْرٌ مبالغے کا صیغہ۔ جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے یعنی بشیر ونذیر کی بعثت کا معاملہ بھی اسی کی قدرت تامہ کے تابع ہے۔

﴿۹﴾ ....موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی نافرمانی اور اس کی سزا

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۰﴾	اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب اس نے تم میں سے نبی بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تم کو وہ دیا جو اس نے جہانوں میں کسی ایک کو نہ دیا۔
یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۲۱﴾	اے میری قوم! اس ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ جو اس نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھوں پر پھر نہ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

قوم نے جواب میں کہا: اے موسیٰ! اس ارض مقدسہ میں ایک زبردست سرکش قوم رہتی ہے۔ جب تک وہ اس میں سے نکل نہ جائے، اس وقت تک ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو پھر ہم اس میں ضرور داخل ہوں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

ڈرنے والوں میں سے ان دو آدمیوں نے کہا جن کو اللہ نے دینی نعمت سے نواز رکھا تھا کہ تم ان لوگوں کے شہر کے دروازے میں داخل ہوجاؤ۔ جب تم اس میں داخل ہوجاؤ تو یقیناً تم ہی غالب ہوجاؤ گے اور اللہ ہی پر توکل کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

قوم نے کہا: اے موسیٰ! ہم ہرگز کسی حال میں بھی اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اس میں موجود ہوں گے۔ پس تم اور تمہارا رب جاؤ اور ان سے قتال کرو۔ ہم تو بے شک یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہ میں عرض کیا: اے میرے رب! میں اپنے آپ اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی پر اختیار نہیں رکھتا۔ پس اب تو ہی ہمارے اور فاسق لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾

اللہ نے فرمایا: بے شک وہ ارض مقدسہ چالیس سال کے لیے ان پر حرام کر دی گئی ہے۔ یہ زمین میں خانہ بدوشوں کی طرح اپنے مقصد کو پائے بغیر گھومتے رہیں گے۔ پس تو نے فاسقوں کی ناکامی پر افسوس نہیں کرنا۔

تشریح:

تفسیر ابن جریر پ ۶ ص ۱۶۶ اور تفسیر القرطبی ج ۶ ص ۱۲۲ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ معاذ بن جبل، سعد بن عبادہ اور عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہم نے یہود سے کہا: اے قوم یہود! اللہ سے ڈر جاؤ۔ اللہ کی قسم، تم یقیناً جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے مبعوث ہونے سے پہلے تم ان کا ذکر ہم سے کیا کرتے تھے اور ان کی صفات بیان کیا کرتے تھے۔ یہود نے جواب میں کہا: موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ نے کوئی کتاب نازل نہیں کی اور نہ ان کے بعد کوئی بشیر ونذیر بھیجا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اہل مدینہ سے یہود آخری نبی کی بعثت کے بارے میں تذکرہ کیا کرتے تھے لیکن جب اس نبی کا ظہور ہوا تو اس کا شدت سے انکار کر دیا۔

صحیح بخاری ص ۴۸۴، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۷ کی روایت ہے کہ ایک انصاری کا ایک یہودی سے لین دین کے سلسلہ میں اختلاف ہوا۔ یہودی نے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے قسم کھائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعَالَمِیْنَ﴾ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں میں سے منتخب کیا۔ یہ سنتے ہی انصاری نے اس کو ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں اور تو موسیٰ علیہ السلام کی بات کر رہا ہے۔

دوسری روایت کے مطابق یہودی نے موسیٰ کا نام لے کر، جبکہ انصاری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر اللہ کی قسم کھائی۔ جب یہودی نے اپنی قسم پھر دوہرائی تو انصاری نے اس کے منہ پر زناٹے کا تھپڑ جڑ دیا۔ یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کر دی۔ انصاری نے جب حقیقت سے آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: ﴿لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ﴾ نبیوں کے بارے میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کی بات نہ کیا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ دوسری مرتبہ پھونکے جانے پر سب ہوش میں آ جائیں گے۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ میں دیکھوں گا: موسیٰ علیہ السلام اللہ کے عرش کے پائے کو تھامے ہوئے کھڑے ہوں گے۔ مجھے معلوم نہیں کہ بے ہوش ہونے کے بعد مجھ سے پہلے وہ ہوش میں آئے یا وہ ان میں سے تھے جن کو اللہ عزوجل نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کر دیا تھا یا طور والی بے ہوشی کی بنا پر وہ بے ہوش ہی نہ ہوئے تھے۔

انتہائی خوبصورت پہلو یہاں جو سامنے آتا ہے وہ آپ کا عجز وانکسار ہے۔ آپ جانتے تھے کہ نبوت ورسالت کو آپ پر ختم کر دیا گیا ہے۔ معراج کی رات جو فضیلت آپ کو ملی وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوئی۔ آپ نے ایک موقع پر خود ہی فرمایا تھا: ﴿لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ﴾ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو ضرور میری اتباع کرتے۔ (دارمی: ص ٦٢) اس کے باوجود آپ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دی جائے۔ اس کے برعکس یہود اپنے آپ کو اللہ کے بیٹے اور ان کے محبوب ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے۔ لیکن ان کا عمل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارض مقدسہ والا واقعہ تفصیل سے بیان کر کے ان کے ایمان کی حقیقت کو اجاگر کر دیا ہے کہ وہ قوم انتہائی سرکش اور نافرمان تھی۔

جس کلیم اللہ کے ذریعہ ان کو غلامی سے نجات ملی، من وسلویٰ جیسی نعمت پائی، ابر سایہ کئے رہتا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفر کے دوران پانی مہیا ہوتا، وہی ان کو اللہ کی طرف سے ملنے والی نعمتیں یاد دلا کر ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیتے ہیں تو وہ حکم ماننے سے صاف انکار کر دیتے ہیں اور کھلے الفاظ میں کہہ دیتے ہیں کہ جب تک قوت و طاقت والے لوگ اس ارض مقدسہ میں موجود ہیں، وہ ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ گستاخی، سرکشی اور نافرمانی کی اس وقت انتہا ہو جاتی ہے جب کہتے ہیں: تم اور تمہارا رب جاؤ اور ان لوگوں سے قتال کرو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ سے ڈرنے اور اس کی نعمت سے مالا مال ہونے والے اللہ کے دو بندوں نے ان کو یقین دلایا کہ اگر تم ارض مقدسہ کے دروازے میں داخل ہو جاؤ تو تم ہی غالب آؤ گے۔ لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور سرکشی پر ڈٹے رہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی بے بسی اور مایوسی کا اندازہ ان کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کا حصہ بنا دیا۔ انہوں نے بارگاہ الٰہ میں عرض کیا: اے میرے رب! مجھے اپنے آپ اور اپنے بھائی پر اختیار ہے۔ یعنی قوم نے تو میری بات قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ہمارے اور ان فاسقوں کے درمیان تو ہی فیصلہ کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ سنا دیا کہ جس ارض مقدسہ میں داخل ہو کر انہوں نے میری مزید نعمتوں سے مالا مال ہونا تھا، وہ ان پر چالیس سال کے لیے حرام کر دی گئی اور خانہ بدوشوں کی طرح زمین میں یہ دھکے کھاتے پھریں گے۔ ساتھ ہی موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم بھی ملتا ہے کہ تم نے اب فاسقوں کو ملنے والی سزا پر افسردہ نہیں ہونا بلکہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اس لیے بیان فرمایا تاکہ امت محمدیہ پر واضح ہو جائے کہ جب کوئی قوم اللہ اور اس کے نبی کی نافرمانی کرتی ہے تو وہ اللہ سے ضرور سزا پاتی ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ایمان اس وقت فائدہ بخش ہوتا ہے جب اللہ اور اس کے نبی کی اطاعت کی جائے۔ بنو اسرائیل کے لیے جب سزا کا اعلان ہوتا ہے تو اس وقت ان میں دو جلیل القدر نبی کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون موجود تھے لیکن اللہ کا قانون نافذ ہوا۔

قرآن حکیم کے اس واقعہ کی تفسیر میں اسرائیلی روایات کو بھی عموماً نقل کر دیا جاتا ہے، حالانکہ ان کی کوئی اصل نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سزا کی مدت گزرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے جبارین کے شہر پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب حملہ کیا تو وہاں کے بادشاہ کا نام عوج بن عنق تھا۔ جس کا قد تین ہزار تین سو تینتیس ہاتھ تھا۔ وہ سمندر میں کھڑا ہو کر مچھلی پکڑ کر سورج کے سامنے رکھ کر اس کو پکا کر کھایا کرتا تھا۔ بادلوں کو ملا کر پانی برسا کر پیا کرتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر گرانے کے لیے اس نے بہت بڑا پتھر اٹھایا تھا کہ اللہ نے اس کو اس کے گلے کا طوق بنا دیا جس سے وہ گر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا اپنا قد دس ہاتھ اور ان کا نیزہ بھی دس ہاتھ لمبا تھا۔ انہوں نے دس ہاتھ اونچی چھلانگ لگا کر اس پر حملہ کیا تو اس کے ٹخنے پر وار کر سکے۔ جس سے اس کا خون بہنا شروع ہوا اور اس کی موت واقع ہوگئی۔ اسی طرح جبارین کے شہر میں پھلوں کے بارے میں بھی جو کچھ نقل کیا جاتا ہے، اس کا اصل حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

صحیح بخاری: کتاب الانبیاء ص ۴۶۸ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کی تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ اللہ نے ان سے کہا جاؤ اور ان فرشتوں کو جا کر سلام کرو۔ ان کا جو جواب ہوگا وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا ایک دوسرے کو دینے کا تحفہ ہوگا۔ جب آدم علیہ السلام نے ان کو کہا السلام علیکم تو انہوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ علیک۔ فرشتوں نے رحمۃ اللہ علیک کا اضافہ کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا۔ آدم علیہ السلام کا جو قد تھا ان کی اولاد میں اس کی کمی ہوتے ہوتے آج کے زمانے والے لوگوں کے قدوں جتنے ہو گئے۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث کے ہوتے ہوئے عوج بن عنق والی روایت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اسی لیے حافظ ابن کثیر نے اس واقعہ کو مکمل طور پر رد کر دیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان آیات میں بنو اسرائیل کی نافرمانی اور ان کو ملنے والی سزا کا ذکر ہوا ہے۔ ارض مقدسہ میں دخول یا فتح کی بات نہیں ہوئی۔

حل اللغت:

○ ﴿وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ﴾ میں یٰقَوْمِ کی یا حرف ندا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَوْمِ منادیٰ کی ی گری ہوئی ہے، اذْكُرُوْا فعل امر، نِعْمَةَ اللّٰهِ مرکب اضافی، اس کا مفعول عَلَيْكُمْ جار مجرور۔ جملے کا معنی ہے: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔

- ﴿اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ میں جَعَلَ دونوں جگہ اور اٰتٰی فعل ماضی، اَنْۢبِيَآءَ، مُّلُوْكًا اور اَحَدًا مفعول، لَمْ يُؤْتِ فعل مضارع نفی جحد بلم، اِذْ ظرف۔ جملے کا معنی ہے: جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور تم کو وہ دیا جو کسی اور کو جہانوں میں نہ دیا۔
- ﴿ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ میں ادْخُلُوْا فعل امر، الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ اس کا مفعول، الَّتِيْ موصولہ، كَتَبَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے: اس ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔
- ﴿وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ﴾ میں لَا تَرْتَدُّوْا فعل امر نہی، اَدْبَارِ دُبُر کی جمع عَلٰی کی وجہ سے مجرور، فَتَنْقَلِبُوْا فعل مضارع پر فاء جواب امر، خٰسِرِيْنَ حال۔ جملے کا معنی ہے اور تم اپنی پیٹھوں پھر پھر نہ جانا، ایسا کرو گے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔
- ﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل اور قَوْمًا جَبَّارِيْنَ اس کا اسم۔ جملے کا معنی ہے: قوم نے کہا: اے موسیٰ! اس ارض مقدسہ میں بے شک جابر لوگ ہیں۔
- ﴿وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا﴾ میں لَنْ نَّدْخُلَهَا نفی مستقبل تاکیدی، هَا ضمیر ارض مقدسہ کی طرف راجع، حَتّٰى ناصبہ، يَخْرُجُوْا فعل مضارع کی نون اسی کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم ہرگز اس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ یعنی جابر لوگ اس میں سے نکل نہیں جاتے۔
- ﴿فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ﴾ میں فَاِنْ شرطیہ، يَّخْرُجُوْا فعل مضارع، دٰخِلُوْنَ اسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاعل، جملے کا معنیٰ ہے: اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم ضرور اس میں داخل ہوں گے۔

- ﴿قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ﴾ میں رَجُلٰنِ تثنیہ کا صیغہ، يَخَافُوْنَ فعل مضارع، اَنْعَمَ فعل ماضی، الْبَابَ مفعول، جملے کا معنیٰ ہے: ڈرنے والوں میں سے ان دو آدمیوں نے کہا جن کو اللہ نے دینی نعمت سے نواز رکھا تھا کہ تم ان پر دروازے میں سے داخل ہو جاؤ۔
- ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ﴾ میں فَاِذَا شرطیہ، دَخَلْتُمُوْهُ فعل ماضی ہٗ ضمیر الْبَابَ کی طرف راجع، فَاِنَّكُمْ کی فاء جواب شرط، غٰلِبُوْنَ اسم فاعل۔ جملے کا معنیٰ ہے: جب تم دروازے میں داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی یقیناً غالب آؤ گے۔
- ﴿وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ میں تَوَكَّلُوْٓا فعل امر پر فا تاکیدی، اِنْ شرطیہ، جملے کا معنیٰ ہے اور اللہ ہی پر توکل کرو اگر تم اہل ایمان ہو۔
- ﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا﴾ میں اَبَدًا سے مراد ایسا زمانہ جس میں انقطاع نہ ہو، یعنی ہمیشہ۔ مَّا دَامُوْا فعل ناقص کا مَا مصدریہ ہے۔ جملے کا معنیٰ ہے: انہوں نے کہا: اے موسیٰ! جب تک وہ جابر لوگ اس میں ہوں گے ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے۔
- ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ فَاذْهَبْ اور فَقَاتِلَآ دونوں فعل امر، هٰهُنَا اسم اشارہ مکان قریب۔ جملے کا معنیٰ ہے: پس تم اور تمہارا رب جاؤ اور قتال کرو۔ ہم تو بلاشبہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔
- ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَ اَخِيْ﴾ میں رَبِّ منادی، لَآ نافیہ، اَمْلِكُ فعل مضارع واحد متکلم، اِلَّا حرف استثنا، نَفْسِيْ وَ اَخِيْ مستثنیٰ، جملے کا معنیٰ ہے: موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں صرف اپنے نفس اور اپنے بھائی پر اختیار رکھتا ہوں۔
- ﴿فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ میں اُفْرُقْ فعل امر پر فائے ترتیب، بَيْنَ ظرفیہ، جملے کا معنیٰ ہے: پس ہمارے اور فاسق لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔
- ﴿قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً﴾ میں فَاِنَّهَا کی ھا ارض مقدسہ کی طرف راجع، اِنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشبہ بفعل پر فاء، افْرُقْ کے جواب میں فیصلے کے اعلان کی۔ مُحَرَّمَةٌ خبر، عَلَيْهِمْ جار مجرور، اَرْبَعِيْنَ اسم عدد ذاتی، سَنَةً تمیز، جملے کا معنی ہے: اللہ نے فرمایا: پس ارض مقدسہ ان پر چالیس سال کے لیے حرام کر دی گئی ہے۔

- ﴿يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ﴾ میں يَتِيْهُوْنَ باب تَاهَ يَتِيْهُ اور تَاهَ يَتُوْهُ سے فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: وہ زمین میں حیران و پریشان گھومتے رہیں گے۔
- ﴿فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ میں فَلَا تَاْسَ باب اَسِيَ يَاْسٰى سے امر نہی، جملے کا معنی ہے: پس فاسقوں کی قوم پر افسوس نہ کرنا۔

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۰﴾ ....آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور آپ ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ حق کے ساتھ سنا دیں جب دونوں نے قربانی دی۔ ان دونوں میں سے ایک کی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ جس کی قبول نہ ہوئی اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا جس کی قبول ہوئی تھی اس نے جواباً کہا: بے شک اللہ تعالیٰ متقین کا عمل قبول کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾

اگر تو نے میری طرف مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا تو تجھے قتل کرنے کے لیے میں تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ کیونکہ میں جہانوں کے رب اللہ سے ڈرتا ہوں۔

اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾

اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے اور میرے گناہ کے ساتھ اللہ کے پاس لوٹے اور تو جہنمیوں میں ہوجائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۰﴾

پس اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا اور وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگیا۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ ؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ﴿۳۱﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا جو زمین کھود رہا تھا تاکہ اس کو دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح دفنائے۔ اس نے کہا: ہائے افسوس! کیا اس کوے کی مثل ہونے سے بھی میں عاجز آگیا اور میں اپنے بھائی کی لاش دفنا دیتا۔ پس وہ نادم ہونے والوں میں سے ہوگیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

قرآن حکیم کو تذکرہ اور موعظہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ پہلی قوموں کے واقعات بیان کر کے ان میں پائے جانے والے وعظ و نصیحت کے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ تاکہ اس کے پڑھنے والے وہ کام نہ کریں جو سرکشوں اور نافرمانی کرنے والوں کی تباہی کا سبب بنے۔ بلکہ ان کی راہ اختیار کریں جن سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ کیونکہ یہی سمجھنے کی بات ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار مختلف انداز میں بہت سے واقعات اور حکیمانہ مثالوں کے ذریعہ اور سیدھے سادے الفاظ میں اپنی مخلوق کو اس کی جہنم سے بچنے اور اس کی جنت کا مالک بن جانے کی تلقین فرمائی ہے۔ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعہ بھی اسی مقصد کے لیے بیان ہوا ہے۔ شیطان نے ان میں سے ایک سے وہ کام کرایا جس سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے فرمائی۔ سورۂ ص کے الفاظ ہیں۔ ﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ○ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ○ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ○ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ○ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ○ وَاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (۳۸/۷۱-۷۸)﴾

”جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: بے شک میں مٹی سے ایک بشر بنانے لگا ہوں جب میں اس کو ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کو سجدہ کرنا پس تمام فرشتوں نے سجدہ کر دیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور اس نے تکبر کیا اور کافروں میں ہو گیا۔ اللہ نے کہا: اے ابلیس! جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس بات نے روکا۔ ابلیس نے جواباً کہا: میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کی تخلیق تو نے مٹی سے کی۔ اللہ نے فرمایا: اس جنت سے نکل جا، بے شک تو دھتکارہ ہوا ہے اور قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوگی۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود میں سے ان کی زوجہ کو نکالا پھر اس کی حکمت بھی بیان کر دی۔ سورۃ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾

وہی ہے کہ جس نے تمہاری تخلیق ایک نفس سے کی اور اسی میں سے اس کی بیوی بنائی تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

ان دونوں کے زمین پر اتارے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کو زمین میں پھیلایا۔ سورۃ النساء کے الفاظ ہیں: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً (۴/۱)﴾ اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں (زمین میں) پھیلا دیئے۔

زمین میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سلسلہ جب پھیلا تو اللہ تعالیٰ نے تذکرہ و موعظہ کے طور پر ان سے ارشاد فرمایا۔ سورۃ الاعراف کی آیت مبارکہ ہے:

﴿يٰبَنِىْۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۚ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۚ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۷/۲۷)﴾

اے بنی آدم! شیطان تمہیں اس طرح فتنے میں نہ ڈالے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکال دیا۔ ان سے ان کے لباس کو اتار دیا تاکہ چھپائی جانے والی ان کی چیز ان کو دکھا دے۔ بلاشبہ وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

آدم علیہ السلام کے واقعہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابلیس کے رجیم و لعین ہونے کی وجہ اس کا تکبر اور آدم علیہ السلام سے حسد تھا۔ اپنے آپ کو ارفع و اعلیٰ سمجھنے کی ابتدا بھی ابلیس نے کی تھی۔ اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اس سے منع فرمایا بلکہ آپ نے اس کے انجام سے بھی آگاہ کردیا۔

صحیح مسلم، ج۱: کتاب الایمان: ص۶۵ میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ﴾ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

صحیح مسلم کی دوسری روایت کے مطابق ایک شخص نے عرض کیا:

ایک آدمی کو پسند ہوتا ہے کہ اس کے کپڑے اور اس کے جوتے خوبصورت ہوں تو کیا یہ بھی تکبر ہوگا؟

آپ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ﴾ بے شک اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی پسند کرتا ہے۔ ﴿اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ﴾ اَلْكِبْر سے مراد اپنے آپ کو اونچا سمجھتے ہوئے حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

ابوداؤد: کتاب الادب، باب الحسد ص۶۷۲ میں ابوہریرہؓ سے اور ابن ماجہ: کتاب الزھد، باب الحسد ص۳۱۰ میں انسؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ﴾ بے شک حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے کہ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنا ابلیس کے جملہ ﴿أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ﴾ کو قرآن کا حصہ بنا دیا۔ آج امت مسلمہ کا ہر فرد اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر خیال کرتا ہے اور امت کے چھوٹے بڑے سب حسد کی بیماری کا شکار ہیں۔ تکبر تو ہر شخص کی جبلت میں سمایا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت ذلت و رسوائی کی دلدل میں پوری طرح دھنسی ہوئی ہے۔ قرآن حکیم میں بیان ہونے والے واقعات میں رکھی گئی عبرت و نصیحت پر غور وفکر کرنے کو تیار نہیں۔ ظاہر ہے کہ نتیجہ وہی ہوگا جو پہلے نافرمان اور سرکش لوگوں کا ہوا۔

آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا نام ائمہ تفسیر نے قابیل اور ہابیل بیان کیا ہے۔ قابیل نے قربانی کے طور پر جو کچھ بارگاہ الٰہ میں پیش کیا، وہ اچھا نہ تھا لیکن ہابیل نے وہ پیش کردیا جو اس کے مال میں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہترین واعلیٰ تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے جذبہ کی قدر کرتے ہوئے اس کی قربانی قبول کر لی اور جس نے اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے جب ردی اناج پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو رد کر دیا۔ اصل بات قربانی کی نہ تھی بلکہ اللہ کو راضی کرنے کا جذبہ تھا۔ سورۃ الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (۲۲/ ۳۷)﴾ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے۔ یہی بات ہابیل نے اپنے بھائی کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ متقین کی قربانی قبول کرتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ ہابیل کی بات پر غور کرتا اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرتا لیکن اس کے نفس امارہ نے بھائی کے قتل والی بات اس کے لیے مزین کر دی۔ جس میں مرکزی کردار شیطان نے ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جس فتنہ سے متنبہ کیا تھا، اسی کا شکار ہو گیا۔

بھائی نے بڑے حکیمانہ انداز میں اس کو سمجھایا کہ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے حملہ کرے گا تو میں اسی انداز میں اس کا جواب نہیں دوں گا بلکہ میں چاہوں گا کہ تیرے گناہ کے ساتھ میرا اگر کوئی گناہ ہے تو وہ بھی تیرے اوپر ہو جائے اور تو اس کی سزا پائے۔ یاد رکھ خون بہانا انتہائی ظلم کا کام ہے اور اس کی سزا جہنم کا ایندھن بننا ہے لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے وہی کیا جو شیطان نے اس کے نفس میں مزین کر دیا تھا۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے دنیا میں خون خرابے کی بنیاد رکھ دی۔ چونکہ ایسا کام پہلے نہ ہوا تھا اس لیے قابیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنے بھائی کی لاش کے ساتھ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کے حل کے لیے اک کوّا بھیجا جس نے قابیل کے سامنے زمین کھودنی شروع کر دی۔ جس میں راہنمائی تھی کہ تو بھی زمین کھود کر اپنے بھائی کو دفن کر دے۔ اس نے کوے کے عمل کو دیکھ کر اپنی بے عقلی پر افسوس کرتے ہوئے کہا کہ اس کو کوّے کی عقل جتنی بھی عقل نہ تھی۔ پھر اس نے اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کر دیا۔

صحیح بخاری ص ۱۰۱۴ اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۰ میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا اِنَّهٗ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ﴾ زمین میں ظلماً جو شخص قتل کیا جاتا ہے، تو اس ناحق بہائے گئے خون کے گناہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ وہی تھا جس نے سب سے پہلے قتل کرنے کی ابتدا کی۔ جب قتل کا وبال اتنی دور تک پہنچتا ہے تو ان کا کیا حال ہوگا جو معصوم اور بے گناہوں کا بے دریغ خون بہاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے ظلم سے محفوظ رکھے۔

حل اللغت:

- ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا﴾ میں اُتْلُ فعل امر، نَبَاَابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اس کا مفعول، اِذْ ظرف، قَرَّبَا فعل ماضی تثنیہ مذکر غائب، قُرْبَانًا اس کا مفعول، اصل میں مصدر ہے اور یہاں بطور اسم استعمال ہوا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور آپ حق کے ساتھ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر بیان کر دیں۔ جب انہوں نے ایک قربانی پیش کی۔
- ﴿فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ﴾ میں تُقُبِّلَ فعل ماضی اور يُتَقَبَّلْ فعل مضارع، دونوں مجہول کے صیغے۔ لَمْ کی وجہ سے مضارع کے آخر میں جزم۔ جملے کا معنی ہے پس ان دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔
- ﴿قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ﴾ میں اَقْتُلَ فعل مضارع پر لام تاکیدی اور آخر میں نون ثقیلہ۔ کاف ضمیر مخاطب کی مفعول۔ جملے کا معنی ہے: اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔
- ﴿قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ میں اِنَّمَا کلمہ حصر، لفظ اللّٰهُ يَتَقَبَّلُ کا فاعل، مِنَ الْمُتَّقِيْنَ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: (جس کی قربانی قبول ہوئی تھی) اس نے کہا: بے شک اللہ متقین کی پیش کردہ شے قبول کرتا ہے۔
- ﴿لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ﴾ میں لَئِنْ شرط تاکیدی، بَسَطْتَّ فعل ماضی، لِتَقْتُلَنِيْ اور لِاَقْتُلَكَ دونوں فعل مضارع کے صیغوں پر لام کَیْ کا، نی ضمیر متکلم کی اور کاف ضمیر مخاطب کی۔ بَاسِطٍ حرف جر با کی وجہ سے مجرور اسم فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اگر تو نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کر دے تو میں تیری طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ تاکہ تجھے میں قتل کر دوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ میں اَخَافُ فعل مضارع واحد متکلم (اجوف واوی) لفظ اللہ مفعول، رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی صفت۔ جملے کا معنی ہے: بے شک میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

○ ﴿اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ میں اَنْ ناصبہ، تَبُوْٓاَ فعل مضارع، (اجوف واوی) مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ مرکب جاری۔ جملے کا معنی ہے بے شک میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے اور میرے گناہ کو اٹھائے لوٹے اور تو جہنمیوں میں سے ہو جائے۔

○ ﴿وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ﴾ میں وَ ذٰلِکَ مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: اور یہی ظالموں کی جزا ہوگی۔

○ ﴿فَطَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ قَتْلَ اَخِیْہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ میں طَوَّعَتْ فعل ماضی پر فائے تعقیب، نَفْسُہٗ اس کا فاعل، قَتْلَ اَخِیْہِ مرکب اضافی مفعول، فَاَصْبَحَ فعل ناقص۔ جملے کا معنی ہے: پس اس کے نفس نے اس کے بھائی کے قتل پر اس کو آمادہ کر دیا تو اس نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔

○ ﴿فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ﴾ میں لفظ اللّٰہُ بَعَثَ کا فاعل، غُرَابًا مفعول، یَّبْحَثُ اور یُوَارِیْ فعل مضارع، لِیُرِیَہٗ کا لام کَیْ کا سَوْءَۃَ اَخِیْہِ مفعول، جملے کا معنی ہے: پس اللہ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کھود رہا تھا تا کہ اس کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح دفنائے۔

○ ﴿قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَۃَ اَخِیْ﴾ میں یٰوَیْلَتٰٓی کلمہ افسوس و جزع، ویل سے مراد ہلاکت، یائے متکلم الف میں بدلی ہوئی ہے۔ اَعَجَزْتُ جملہ تعجب استفہامیہ، اَنْ ناصبہ، اَکُوْنَ فعل ناقص، جملے کا معنی ہے: اس نے کہا: ہائے افسوس! کیا میں اس سے بھی عاجز ہوگیا کہ اس کوے کی مثل ہو جاتا اور اپنے بھائی کی لاش کو دفنا دیتا۔

○ ﴿فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ﴾ میں اَصْبَحَ فعل ناقص پر فاء تعقیب کی۔ جملے کا معنی ہے: پس وہ نادم ہونے والوں میں سے ہوگیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۱﴾ ......معاشرے کی اصلاح کے لیے قانون الٰہی کی ابتداء

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ

اسی وجہ سے ہم نے بنو اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کسی ایک شخص کو قتل کر دیا (جو کہ کسی کا قاتل نہ تھا یا زمین میں فساد برپا کرنے والا نہ تھا) گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے اس کو زندہ کیا یعنی اس کی جان بچائی۔ گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا اور بے شک ہمارے رسول ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے لیکن پھر بھی ان کی اکثریت اس کے بعد زمین میں ظلم و زیادتی کرتی رہی۔

بے شک ان کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ یہ کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں سیدھے الٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُنفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾	طور پر کاٹے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہوگی اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾	مگر جو لوگ تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں تو جان لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا، بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا واقعہ بیان کرنے کے بعد بنو اسرائیل کو حکم شرعی سنا دیا کہ انسانی جان کا ضیاع کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شرعی حد وقصاص کے علاوہ کسی کو ظلماً قتل کرتا ہے۔ تو وہ ایک جان کا نہیں بلکہ بہت سی جانوں کے ضیاع کا سبب بنتا ہے۔ ایک طرف مقتول سے چلنے والی نسل کا خاتمہ ہوتا ہے اور دوسری طرف مقتول کے لواحقین بدلہ لینے پر اتر آئیں تو صدیوں عداوت و دشمنی کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔

اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے سے پہلے اوس اور خزرج میں ایسی ہی جنگیں ہوا کرتی تھیں۔ مائیں اپنے بیٹوں کو جنم اس لیے دیا کرتی تھیں تاکہ وہ اپنے آباء واجداد کا بدلہ لیں۔ دنیا کی تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ بنو اسرائیل میں بھی قتل و غارت اور فتنہ وفساد برپا کرنے کی بیماری عام تھی۔ اوس اور خزرج میں ہونے والی لڑائیوں میں یہودی قبائل کے کئی افراد اوس کے حلیف ہونے کی صورت میں ان کی طرف سے اور جو خزرج کے حلیف ہوتے وہ ان کی طرف سے شریک ہوتے۔ یوں یہود کے اپنے لوگ اپنے ہی لوگوں کے مقابلے میں آکر قتال کرتے اور پھر قید ہونے والوں کا فدیہ دے کر ان کو رہا کراتے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک جان کا قتل درحقیقت تمام دنیا کے انسانوں کا قتل ہے اور ایک جان کو ہلاکت سے بچانا تمام دنیا کے انسانوں کو بچانا ہے۔ اس شرعی حکم میں دنیا میں امن قائم رکھنے کا بہترین طریقہ سمجھایا گیا ہے کہ جانوں کو ضائع کرنے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کی بجائے جانوں کو بچانے اور ان کو محفوظ و مامون بنانے میں کوشاں رہا کرو۔

سنن النسائی ج ۲ ص ۱۵۴ میں عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿قتل المومن اعظم عند الله من زوال الدنيا﴾

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی مومن کے قتل کا معاملہ دنیا کے زوال سے زیادہ اہم ہے، یعنی مومن کی جان کی اہمیت ساری دنیا سے زیادہ ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے جب باغیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اس دوران میں ابوہریرہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میں آپ کی طرف سے باغیوں کے خلاف قتال کرنے آیا ہوں کیونکہ اب پانی سر سے بہت اونچا ہو گیا ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے کہا: تم ان سب کو قتل کرنا چاہتے ہو جن میں ایک میں بھی ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: میں ایسا تو ہرگز نہیں چاہتا۔ عثمان غنیؓ نے کہا: ﴿فَاِنْ قَتَلْتَ رُجُلًا وَّاحِدًا فَكَاَنَّمَا قَتَلْتَ النَّـاسَ جَمِيْعًـا﴾ اگر تو نے ایک آدمی کو قتل کیا تو ایسے ہوگا گویا کہ تو نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ لہٰذا واپس جاؤ، اللہ تجھے اجر دے گا۔ قرآن حکیم میں جو شرعی حکم اللہ نے دیا، امت محمدیہ میں سے سب سے پہلے اس پر عمل حضرت عثمانؓ نے کیا۔

بخاری: کتاب الدیات ص ۱۰۱۴ اور مسلم ج ۲ ص ۶۰ میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِى الدِّمَاءِ﴾ حقوق العباد کے سلسلہ میں سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قیامت کے روز ظلماً بہائے گئے خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

سنن النسائی ج ۲ ص ۱۵۴ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب نے آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں عرض کیا: مجھے کوئی ایسی بات بتا دیں جس سے میری زندگی آرام سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: کسی کو مار دینا تجھے پسند ہے یا کسی کو بچا لینا تجھے محبوب ہے۔ انہوں نے عرض کیا: بچا لینا زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا: بس اپنی اصلاح میں لگے رہو۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے اسلام قتل و غارت اور دہشت گردی کا دین نہیں بلکہ امن و سلامتی والا دین ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے: جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا کہ اس نے دنیا کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک انسان کو مرنے سے بچایا تو اس نے دنیا کے تمام لوگوں کو مرنے سے بچایا۔

اسلام میں کسی کو حق نہیں کہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی کا خون بہائے۔ اسلامی قانون کے تحت تین صورتوں میں کسی کو مار دینا جائز ہے۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۹ کے الفاظ ہیں کہ وہ شادی شدہ زانی ہو یا اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا اسلام میں داخل ہونے کے بعد مسلمانوں کی جماعت چھوڑ کر مرتد ہونے والا ہو۔

شادی شدہ مرد یا عورت کا خون اس لیے مباح ہو جاتا ہے کہ وہ ایسا کام کرتے ہیں جو اہل اسلام کے لیے حرام ہے اور سنگسار ان کو اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کے لیے باعث عبرت ہوں۔ جس مرد کی گھر میں بیوی موجود ہو یا جو عورت خاوند والی ہو، اس کے باوجود وہ حرام کے مرتکب ہوں اور معاشرے کو گندا کرنے کا سبب بنیں تو اسلام معاشرے کو گندے لوگوں سے پاک رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

اگر کوئی کسی کو قتل کرتا ہے ظلماً اس کا خون بہاتا ہے اور لواحقین اس کو معاف کرنے یا دیت قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے تو پھر قصاص میں اس کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ تاکہ قصاص میں قتل ہونے والے کا انجام دیکھ کر کسی کو کسی کا خون بہانے کی جرأت نہ ہو۔

مرتد کو بھی قتل کرنے سے پہلے توبہ کا موقع دیا جاتا ہے اگر وہ تائب نہیں ہوتا تو اس کو اس لیے قتل کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہوا، کسی نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور نہ کیا لیکن بعد میں اسلام کو ترک کر کے کافر ہو گیا۔ یعنی اس نے اللہ اور اس کے دین سے مذاق کیا لہٰذا سزا کے طور پر اس کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے تاکہ دوسروں کے لیے وہ عبرت بن جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری: کتاب المحاربین ص ۱۰۰۵ اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۷ کی روایت ہے۔ قبیلہ عُکل کے چند لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سنن النسائی ج ۲ ص ۱۵۸ کے مطابق وہ مسلمان ہوگئے۔ یہ بھی مروی ہے کہ قبیلہ عُرَینہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ لیکن مدینہ طیبہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی، ان کے پیٹ پھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے پاس رہائش پذیر ہوکر ان کے دودھ اور پیشاپ سے علاج کرنے کا حکم فرمایا۔ خیال رہے کہ عربوں میں اونٹنی کے دودھ اور پیشاپ سے پیٹ کے اپھارہ کا علاج کرنا معروف تھا چنانچہ انہوں نے صدقہ کے اونٹوں کے دودھ اور پیشاپ سے علاج کیا تو چند دنوں میں صحت مند ہوگئے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کا اور اللہ کا شکر ادا کرتے۔ اس کے برعکس انہوں نے اونٹوں کے رکھوالے کو شہید کیا اور اونٹوں کو ہانک کر مدینہ طیبہ سے نکل گئے۔ سنن النسائی کے مطابق رکھوالے کی آنکھوں میں آگ میں تپائی ہوئی سلائیاں بھی پھیریں۔ صبح کے وقت آپ کو خبر ملی۔ آپ نے فوراً صحابہ کی ایک جماعت کو ان کے پیچھے بھیجا جنہوں نے ان کو پکڑ کر دوپہر ہونے سے پہلے ہی پیش کردیا۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر دھوپ میں پھینک دیا یہاں تک کہ ان کی موت واقع ہوگئی۔

ابوقلابہؒ کا بیان ہے: ﴿سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ﴾ انہوں نے چوری کی اور رکھوالے کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔ چوری، قتل اور دین میں داخل ہوکر دین کی مخالفت کی اور زمین میں فتنہ و فساد برپا کیا۔ ایسے جرم کے مرتکب ہونے والوں کے لیے مسلم حکمرانوں کو اختیار دے دیا کہ حالات و واقعات کے مطابق ان کو قتل کیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا زمین میں ان کو جلاوطن کیا جائے۔ یہاں جلاوطنی سے مراد ان کا مسلسل پیچھا کرنا ہے یہاں تک کہ ان کو پکڑ کر ان پر حد قائم کی جائے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ان کو قید کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو دنیا میں ان کی سزا ہوگی اور آخرت میں ان کے لیے زبردست عذاب ہوگا۔

جو غیر مسلم اسلامی قانون اور اس کی برکات سے واقف نہیں ہوتے اور جہالت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ رحیم و کریم نے ان کے لیے یہ گنجائش رکھی کہ مسلمانوں کے قابو میں آنے سے پہلے اگر وہ تائب ہوجائیں اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے جھک جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۲۵/۷۰)﴾

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے پس وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیتا ہے۔

لیکن اسلامی قانون سے آگاہ ہونے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والا اگر کوئی قتل و غارت کرے یا زمین میں فتنہ وفساد برپا کرے تو اسلامی ریاست کا فرض بن جاتا ہے کہ اس کو گرفتار کر کے قرآنی قانون کے مطابق اس کو سزا دی جائے اور نہ صرف مسلمانوں کو اس کی ایذا رسانی سے بچایا جائے بلکہ جو غیر مسلم اسلامی ریاست میں رہائش پذیر ہوں یا وقتی طور پر آئے ہوئے ہوں یا کاروباری اداروں میں شریک ہوں یا مسافروں کی حیثیت میں سفر کررہے ہوں تو ان کی جانوں، مالوں اور عزتوں کی حفاظت کی جائے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو ذمی اس لیے کہا جاتا تھا کہ اسلامی ریاست ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی تھی۔ قرآنی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ مسلمان حکمرانوں کو توفیق عطا فرمائے۔

حل اللغت:

- ﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ﴾ میں اَجْلِ مصدر باب نصر ینصر، ذٰلِكَ اسم اشارہ، جملے کا مشار الیہ، آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے درمیان ہونے والا قتل ہے۔ جملے کا معنی ہے: اس کی وجہ سے۔
- ﴿كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ﴾ كَتَبْنَا فعل ماضی جمع متکلم، عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ جار مجرور، نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ مضاف الیہ، جملے کا معنی ہے: ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کردیا کہ جس نے کسی شخص کو قتل کیا جو کسی کا قاتل نہ تھا اور زمین میں فساد کرنے والا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَ مَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ میں فَكَأَنَّمَا کا مَا کافہ، إِنَّ مشبہ بفعل، کاف تشبیہ کا، فائے ربط، قَتَلَ اور أَحْيَا دونوں فعل ماضی، النَّاسَ دونوں جگہ مفعول، جَمِيعًا، النَّاسَ کا حال، هَا ضمیر نَفْسًا کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے اس کو زندہ کیا گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔
- ﴿وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ﴾ میں قَدْ حرف تحقیق پر لام تاکید کا، جَآءَتْ فعل ماضی کی ضمیر هُمْ مفعول، رُسُلُنَا فاعل، جملے کا معنی ہے: اور بے شک ہمارے رسول ان کے پاس واضح نشانیاں لائے۔
- ﴿ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ﴾ ثُمَّ عاطفہ، إِنَّ مشبہ بفعل، كَثِيرًا اپنے متعلقات سے مل کر اس کا اسم لَمُسْرِفُوْنَ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: لیکن پھر بھی ان کی اکثریت اس کے بعد زمین میں ظلم و زیادتی کرتی رہی۔
- ﴿إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا﴾ میں إِنَّمَا کلمہ حصر، الَّذِيْنَ موصولہ، يُحَارِبُوْنَ باب مفاعلہ سے فعل مضارع، لفظ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اس کا مفعول، يَسْعَوْنَ فعل مضارع، ناقص یائی، فَسَادًا حال۔ جملے کا معنی ہے: بے شک سزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔
- ﴿أَنْ يُّقَتَّلُوْٓا أَوْ يُصَلَّبُوْٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾ میں أَنْ ناصبہ، يُقَتَّلُوْٓا أَوْ يُصَلَّبُوْٓا باب تفعیل سے فعل مضارع مجہول اِن کے نون اُن کی وجہ سے گرے ہوئے ہیں۔ تُقَطَّعَ بھی فعل مضارع مجہول منصوب، أَيْدِيْهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ اس کے نائب فاعل، مِّنْ خِلَافٍ سے مراد دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں اور دایاں ہاتھ ہے۔ يُنْفَوْا بھی فعل مضارع مجہول۔ جملے کا معنی ہے: یہ کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی چڑھایا جائے یا ان کے الٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا ان کا زمین میں پیچھا کر کے ان پر حد قائم کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ میں ذٰلِکَ اسم اشارہ، اگلا آیت کا حصہ اس کا مشارالیہ ہے۔ عَذَابٌ عَظِيْمٌ مرکب توصیفی۔ جملے کا معنی ہے: یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔
- ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ﴾ میں اِلَّا حرف استثناء، الَّذِيْنَ موصولہ، اگلا حصہ اس کا صلہ، اَنْ مصدریہ، تَقْدِرُوْا فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: مگر وہ لوگ جو تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں۔
- ﴿فاعلموا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾ اِعْلَمُوْا فعل امر پر فائے ربط تاکیدی، اَنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰهَ اس کا اسم، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: پس جان لو بے شک اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔

﴿۱۲﴾ ....تقوی، وسیلہ، جہاد اور کفار کا انجام

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کی طرف قرب کے حصول کی جستجو کرتے رہو اور اس کی راہ میں جہاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ	بے شک وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا، زمین میں جو کچھ ہے وہ اور اس کی مثل اس کے ساتھ اور بھی اگر ان کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾	ہو جائے تا کہ قیامت کے روز والے عذاب سے نجات پانے کے لیے وہ فدیہ دیں۔ تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾	وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں لیکن وہ اس میں سے نکل نہیں پائیں گے اور ان کے لیے ہمیشگی والا عذاب ہوگا۔

تشریح:

دنیا اور آخرت میں فلاح پانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی کفر کو اپنانے والوں کے انجام سے بھی آگاہ کر دیا ہے تا کہ اہل ایمان ان کے انجام کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے بچتے رہیں اور فلاح کے حصول کا سبب بننے والے تین کاموں میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے دیں۔ خیال رہے کہ یہ خطاب ان صحابہؓ کرام سے تھا جنہوں نے اہل ایمان ہونے کا حق ادا کر دیا اور جنہوں نے حق ادا کیے بغیر ہی اہل ایمان ہونے کا دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کا رد کر دیا۔

سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (۴۹/۱۴-۱۵)﴾

عرب کے دیہاتیوں نے کہا: ہم اہل ایمان ہو گئے۔ آپ کہہ دیں۔ تم اہل ایمان نہیں ہوتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ تم کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے۔ کیونکہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بلاشبہ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ بے شک اہل ایمان وہ ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے کسی قسم کا شک نہ کیا اور انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی لوگ سچے ہیں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا کہ حقیقی مومن ہونے کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پوری طرح اطاعت کرنی ہوتی ہے۔ ہر قسم کے شک وشبہ سے دل و دماغ کو صاف رکھنا ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جب جہاد کا وقت آئے تو اپنے مالوں اور جانوں کو پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ معیار پر کوئی مسلمان پورا اترتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے سچے مومنوں میں شمار کرتا ہے۔

سچے مومنوں کو حکم ملتا ہے کہ وہ صاحب تقویٰ بن جائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی سلامتی کے لیے تقویٰ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہل ایمان کو بار بار اس کی تلقین کی ہے۔ تقویٰ کے معنی ومفہوم میں کئی اقوال مختلف کتابوں میں منقول ہیں۔ لیکن اس کا عام معنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنے آپ کو مزین کرنا ہوتا ہے۔ جب مومن کا ہر قول و فعل اللہ کے خوف کے تابع ہوجاتا ہے تو قرآن حکیم میں وہ متقی کہلاتا ہے جس کی جمع رفعی حالت میں مُتَّقُوْن اور نصبی وجری حالت میں مُتَّقِیْنَ ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں اعلان ہوتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (التوبہ ۹:۷) بے شک اللہ تعالیٰ متقین کو محبوب رکھتا ہے۔

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (التوبۃ ۹:۳۶) اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (الجاثیہ ۴۵:۱۹) اور اللہ تعالیٰ متقین کا دوست ہے۔

﴿وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آل عمران ۳:۱۳۳) اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جلدی کرو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ (ھود۱۱/۴۹)﴾ بے شک بہترین انجام متقین کے لیے ہوگا۔

سورۃ البقرہ میں فرمان الٰہی ہے:

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لائے اور جس نے اللہ سے محبت کی بنا پر قریبیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے مال خرچ کیا ہو اور جس نے نماز قائم کی ہو اور زکوٰۃ ادا کی ہو اور وہ جو عہد کرتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں اور جو سختی اور تکالیف اور اللہ کے لیے لڑی گئی لڑائی میں صبر کرتے ہیں۔ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۲/۱۷۷)﴾ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ کہا اور وہی ہیں جو مُتَّقُوْن ہیں۔ متقی بننے کے لیے جن اعمال کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اختصاراً ان کا ذکر فرما دیا۔ تاکہ اہل ایمان کو صاحب تقویٰ بننے میں آسانی ہو جائے۔

دوسرا عمل یا کرنے والا کام اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنا ہے۔

اَلْوَسِيْلَةُ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی قرب الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت اس طرح کی جائے کہ بندہ اپنے رب کے قریب ہو جائے۔

صحیح بخاری ص ۹۶۳ (کتاب الرقاق) میں حدیث قدسی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

﴿لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ﴾

میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ پھر میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو اس کو ضرور پورا کرتا ہوں اور کسی معاملے میں میری پناہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہے تو اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں۔ یعنی اللہ کا محبوب بننے والے کو ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد واعانت نصیب ہو جاتی ہے۔

وسیلہ سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ کسی نبی یا ولی کو قرب الٰہی کے لیے پکارا جائے یا ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ان کی سفارش کے بغیر قرب الٰہی کا حصول ممکن نہیں کیونکہ مکہ کے کافروں اور مشرکوں کا یہی عقیدہ تھا جن نبیوں اور ولیوں کے بت بنا کر انہوں نے بیت اللہ کے اندر اور اس کے آس پاس نصب کر رکھے تھے، ان کی پرستش قرب الٰہی کے حصول ہی کے لیے کیا کرتے تھے۔ ان سے اپنی مشکلات آسان نہیں کرایا کرتے تھے اور نہ ہی حاجات پوری کراتے تھے۔ سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (۱۰/۱۸)﴾

اور وہ اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نفع ونقصان نہیں دیتے اور وہ کہتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں۔

سورۃ الزمر کے الفاظ ہیں:

﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی﴾

آگاہ ہو جاؤ! اللہ ہی کے لیے دین خالص ہے اور جنہوں نے اس کے علاوہ دوست بنا رکھے ہیں ان کا کہنا ہے: ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

اس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ دین کو خالص رکھنے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرنے سے ہی انسان اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ بندگی عبادت جتنے خلوص سے کرے گا، اتنا ہی قرب الٰہی نصیب ہوگا۔

سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (۴۹/۱۳)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت پانے والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔

وسیلہ کے بارے میں احادیث میں مروی ہے کہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے والا اعلیٰ مقام ہے۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان ص ۸۶ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا کرے تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوجاتی ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ ن الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ﴾

اے اللہ! اس دعوت تامہ اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ وفضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا۔

ظاہر ہے اس عمل کی توفیق اسی کو ملے گی جو باقاعدگی سے باجماعت نماز پڑھنے والا ہوگا جیسے ہی اذان سنے گا اسی وقت سید الانبیاء کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کے لیے دعا کرے گا۔ اصل بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔

تیسرا کام اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ جہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا ہے۔ متقی بننے میں کوشش کرنا، اس کے قرب کے حصول میں کوشاں رہنا، اپنے نفس کو قابو میں رکھنا جہاد کرنا مسند احمد ج ۶ ص ۲۰-۲۲ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ﴿اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ﴾ مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت کرنے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کیا۔ امام بخاریؒ نے اس روایت کو اَلْمُجَاهِدُ کے لفظ کے بغیر کتاب الرقاق میں تعلیقاً نقل کیا ہے۔

سورۃ العنکبوت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (۶۹)﴾

اور جو لوگ ہم تک پہنچنے کے لیے کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنی راہوں کی طرف راہنمائی کردیتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا جو حق ہے وہ جہاد کیا کرو۔

یعنی خود دینی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہوئے دینِ حق کی سربلندی میں کوشاں رہا کرو جب اسلام کو مٹانے یا نقصان پہنچانے کے لیے طاغوتی قوتیں حملہ آور ہوں تو سب مل کر ان کے مقابلے میں کثرت وقلت سے بے نیاز ہو کر ڈٹ جایا کرو۔

سورة الفرقان میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملتا ہے:

﴿فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (۲۵/۵۲)﴾

آپ نے کافروں کی اطاعت نہیں کرنی بلکہ ان سے زبردست جہاد اللہ کی مدد سے کریں۔

ابوداؤد ص ۳۲۹ اور دارمی ص ۳۲۰ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے حکم کی وضاحت آپ نے یوں فرمائی:

﴿جَاهِدُوْا الْمُشْرِكِيْنَ وَالْكُفَّارَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ﴾

مشرکوں اور کافروں سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے امت مسلمہ کو حکم ہے کہ دشمن کا مقابلہ ہر سطح پر کیا جائے۔ تقویٰ کے ساتھ جب قرب الٰہی کی جستجو ہوگی اور جہاد کا حق ادا ہوگا تو اہل اسلام ہمیشہ کامیاب اور کامران رہیں گے۔

کفار کے انجام سے آگاہ کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر تم نے فلاح پانے والے تین کام نہ کیے تو کہیں تمہارا انجام بھی ان جیسا نہ ہو جائے کہ قیامت کے روز وہ جہنم کی آگ سے نجات پانے کے لیے زمین میں جو کچھ ہے وہ اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی دینا چاہیں گے تو ان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ جہنم سے نکلنے کا ارادہ بھی کریں گے جس میں وہ کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ بلکہ ان کے لیے دائمی دردناک عذاب ہوگا، اللہ اس سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل اللغت:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ میں يٰٓأَيُّهَا حرف ندا، الَّذِيْنَ اٰمَنُوا منادی، اِتَّقُوا، اِبْتَغُوْٓا اور جَاهِدُوْا فعل امر کے صیغے ہیں۔ اللّٰهَ اور الْوَسِيْلَةَ مفعول، لَعَلَّ حرف رجا اور كُمْ ضمیر مخاطب کی، تُفْلِحُوْنَ فعل مضارع۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کی طرف قرب تلاش کیا کرو اور اس کی راہ میں جہاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

○ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، جب کلام کے آغاز میں آئے تو ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ اور جب وسط کلام میں آئے تو ہمزہ کے فتح کے ساتھ آتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ہوا ہے۔ الَّذِيْنَ موصولہ، كَفَرُوْا اس کا صلہ، لَوْ حرف تمنا اور شرط، دو جملوں پر آئے تو دوسرا جملہ پہلے کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ لَهُمْ کی ضمیر کفار کی طرف راجع، مَّا موصولہ، فِي الْاَرْضِ جار مجرور، جَمِيْعًا حال، مِثْلَهٗ اور مَعَهٗ کی ضمیریں مَا موصولہ کی طرف راجع، لِيَفْتَدُوْا فعل مضارع پر لام کَی کی بِهٖ کی باء سببیہ، مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مرکب جاری، مَا نافیہ، تُقُبِّلَ باب تَفَعُّل سے فعل ماضی مجہول واحد مذکر غائب فعل مضارع کی بجائے یہاں فعل ماضی سے بات کو قطعی اور یقینی بنایا گیا ہے۔ مِنْهُمْ سے مراد کفار۔ جملے کا معنی ہے: بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے لیے جو کچھ زمین میں ہے وہ ہو جائے اور اتنا ہی ان کو اور مل جائے تاکہ قیامت کے دن والے عذاب سے فدیہ دے کر نجات پالیں۔ تو ان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ ﴿وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ میں واؤ حالیہ، لَهُمْ کفار کی طرف راجع، عَذَابٌ اَلِيْمٌ مرکب توصیفی، یہ جملہ اِنَّ کی خبر۔ جملے کا معنی ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

○ ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ﴾ میں يُرِيْدُوْنَ باب افعال سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب، اَنْ ناصبہ، يَّخْرُجُوْا فعل مضارع اس کی نون اَن کی وجہ سے گری ہوئی ہے۔ مِنَ النَّارِ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: وہ یعنی کفار چاہیں گے کہ جہنم کی آگ میں سے نکل جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا﴾ میں مَا نافیہ، هُمْ ضمیر مرفوع منفصل کفار کی طرف راجع، خٰرِجِيْنَ جری حالت میں خَارِج کی جمع۔ اس پر باء نفی کی تاکید کے اظہار کے لیے، مِنْهَا کی هَا ضمیر النَّارِ کی طرف راجع۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ اس میں سے نکل نہیں پائیں گے یعنی آگ کا عذاب ان کے لیے دائمی ہوگا۔

○ ﴿وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ﴾ میں مُقِيْمٌ باب اَقَامَ يُقِيْمُ اِقَامَةً سے اسم فاعل اور یہ عَذَابٌ کی صفت ہے یعنی کفار کو دیا جانے والا عذاب ہمیشہ قائم رہنے والا ہوگا۔

﴿۱۳﴾ .... چوری کی سزا اور اللہ کی بخشش

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾

اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ سزا ہوگی اس کی جو انہوں نے کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ و عبرت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ غلبے اور حکمت والا ہے

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾

پس جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کی اور اصلاح کرلی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت بے شک اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہے معاف کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تشریح:

بخاری ص۱۰۰۳ اور مسلم ج۲ ص۶۴ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَقُطِعَ يَدُهٗ﴾

اللہ کی لعنت ہو چور پر، ایک انڈہ چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے ایک رسی چراتا ہے اور اپنا ہاتھ کٹواتا ہے۔

اس حدیث پاک میں امت محمدیہ کے تمام افراد کے لیے زبردست تحذیر وتنبیہ کا پیغام ہے یعنی جو بھی اپنے مسلمان بھائی بہن کا کوئی مال یا شے چرائے گا، تو اس پر اللہ کی لعنت ہونے کے ساتھ اس کا دایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے گا۔ یہاں معمولی چوری کے لیے انڈے اور رسی کا ذکر ہوا ہے کیونکہ عموماً چور کی عادت معمولی چیزیں چرانے سے پختہ ہوتی ہے اس لیے اسلام نے اس کے سدباب کا بندوست عبرتناک سزا سے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں قائم ہونے والی ریاست میں چوری کے گنتی کے چند واقعات ہیں جو ہماری کتابوں میں مذکور ملتے ہیں۔ اسلامی قانون کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جرائم سے دور رکھنے کے لیے یہ قانون خود بنایا ہے اور اس میں ردوبدل کرنے یا کسی کی سفارش پر اس کو نافذ نہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

جب بھی اس کے نفاذ میں سستی یا کوتاہی ہوگی تو معاشرے میں امن و امان کا معاملہ خراب ہوجائے گا۔ لوگوں میں بے چینی اور بے سکونی پھیل جائے گی اور اللہ کی برکات نصیب نہ ہوں گی۔ اس وقت دنیا میں سعودی عرب واحد ملک ہے جس میں اسلامی قانون نافذ ہے۔ اور اس کی برکت کا مشاہدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکہ مدینہ میں یوں ہوتا ہے کہ نماز کے لیے اذان ہوتے ہی دکاندار اپنی دکانیں کھلی چھوڑ کر یا اپنے مالوں پر چادریں ڈال کر بے خوفی سے نماز پڑھتے ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں اللہ ان کے مالوں پر حافظ و نگہبان ہوتا ہے۔ اگر کہیں چوری کا واقعہ ہوتا ہے تو حکومت سختی سے اس کا نوٹس لیتی ہے۔ اللہ نے چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے ہوئے مال یا شے کی قیمت کا ذکر نہیں کیا ہے اور اس کی حکمت بھی بیان کردی ہے۔ ایک طرف تو یہ چور کو چوری کی سزا ہوگی اور دوسری طرف عامۃ الناس کے لیے عبرت ہوگی، جس سے اسلامی معاشرہ چوروں سے پاک ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے ساتھ اپنی دو صفتوں یعنی غلبے اور حکمت والا ہونے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ اس کی مخلوق پر واضح رہے کہ جب اس کے حکم کو ٹھکرایا جائے گا تو وہ ان پر دوسروں کو غالب کردے گا اور اس میں بھی شک نہیں ہونا چاہئے کہ جو قانون اس نے بنایا ہے وہ حکمت سے لبریز ہے۔ کل کائنات کا خالق ہونے کے ناطے وہ جانتا ہے کہ اس کی مخلوق کی فلاح و بہبود کے لیے کون سا قانون مناسب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ اسلامی ریاست آپ کی زندگی مبارک میں مستحکم اس لیے ہوگئی کہ آپ نے اس میں اسلامی قانون پوری طرح نافذ کردیا۔ صحیح بخاری، ص:۱۰۰۴ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ﴾ چور کا ہاتھ چوتھائی دینار کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا۔

صحیح مسلم ج۲ ص۶۳ کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

﴿لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا﴾

چور کا ہاتھ چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ پر کاٹا جائے۔

صحیح بخاری، ص۱۰۰۴ میں عبداللہؓ بن عمر سے مروی ہے:

﴿قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ السَّارِقِ فِيْ مَجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ﴾

نبی ﷺ نے چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی چوری پر قطع کردیا کہ جس کی قیمت تین درہم تھی۔

ڈھال کی قیمت کے بارے میں اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری ج۱۲، ص۱۰۴ میں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی روایات کا ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے ابن عبدالبر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس سلسلے میں سب سے صحیح حدیث ابن عمرؓ والی ہے۔

چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا یہ ایسا حکم ہے کہ جب قاضی کے پاس اس کی رپورٹ ہوجائے تو پھر اس میں کسی سمجھوتے کی گنجائش نہیں رکھی گئی حالانکہ قتل کا معاملہ قاتل اور مقتول کے لواحقین کے درمیان باہمی رضامندی سے طے کرنے کی اجازت ہے۔ مقتول کے لواحقین چاہیں تو قاتل کو معاف کردیں یا دیت لے لیں یا قصاص پر مصر رہیں۔ لیکن چوری میں ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ چوری کا ارتکاب معاشرے کے خلاف ہوتا ہے جبکہ قتل کا معاملہ دو فریقوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر چور کو چوری کی سزا نہیں ملے گی تو وہ معاشرے کو نقصان پہنچانے میں مصروف رہے گا لہٰذا معاشرے کو اس کے ضرر سے محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس پر قرآنی حد قائم کی جائے تاکہ لوگ اس سے محتاط رہیں اور وہ اپنی اصلاح کرے۔

ابوداؤد ص ۶۰۳ میں صفوانؓ بن امیہ سے مروی ہے کہ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے اور اپنی تیس درہم کی چادر کو سرہانہ بنایا ہوا تھا۔ ایک شخص آیا، اس نے وہ چادر ان کے سر کے نیچے سے کھینچی، بھاگنے لگا مگر پکڑا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب اس کو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ صفوان نے کہا: اس کا ہاتھ تیس درہم کی چوری پر کاٹ دیا جائے گا؟ جب ان کو بتایا گیا، یہی اس کی سزا ہے تو انہوں نے کہا میں اس کو اپنی یہ چادر ابھی ادھار فروخت کرتا ہوں۔ سنن النسائی ج ۲ ص ۲۵۱ کے الفاظ ہیں۔ میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ ابن ماجہ ص ۱۸۶ کی روایت کے مطابق انہوں نے کہا: میں صدقہ کے طور پر اس کو دے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ﴿فَهَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِيْ﴾ اس کو میرے پاس لانے سے پہلے یہ کام کیوں نہ ہوا چنانچہ چور کو چوری کی سزا مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے یہ نمونہ بھی قائم فرمایا کہ اسلامی قانون کے نفاذ میں کسی کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ نہ اس میں کسی کے مفاد کا خیال رکھا جائے۔ صحیح بخاری ص ۱۰۰۳ اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۴ میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی۔ اس کے ہاتھ کاٹے جانے والے معاملے نے قریش کو بڑا پریشان کیا چنانچہ انہوں نے کہا کہ اس عورت کے بارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں رسول اللہ ﷺ کے محبت اسامہ بن زیدؓ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کی جرأت کون کرسکتا ہے۔ جب اسامہ نے قریش کے کہنے پر آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: ﴿أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ﴾ تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کر رہا ہے۔ صحیح مسلم میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا یعنی اسامہ کا سفارش کرنا آپ کو ناگوار ہوا۔ پھر آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ گمراہ اس لیے ہوئے، دوسری روایت کے مطابق ہلاک اس لیے ہوئے کہ ان میں کوئی شریف معزز چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور کوئی کمزور غریب کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے، پھر آپ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا: اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ضرور ہاتھ کاٹ دیتا۔ فتح الباری کی روایت کے مطابق اس عورت کا نام بھی فاطمہ تھا۔

ابوداؤد ص ۶۰۴ اور سنن النسائی ج ۲ ص ۲۵۲ میں ابن عمرؓ سے مروی ہے:

یہ عورت لوگوں سے عاریۃً زیورات لے کر واپس نہیں کرتی تھی۔ یہ بھی منقول ہے، بیچ کر کھا جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے جب خطبہ دیا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: جو عورت یہ کام کرتی ہے وہ تائب ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف آئے اور لوگوں کے زیورات واپس کر دے۔ وہ عورت اس وقت وہاں موجود تھی، جب وہ کھڑی نہ ہوئی تو آپ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیں، چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

جو لوگ ملک وقوم کا مال کھا جاتے ہیں ان کو اس حدیث مبارک پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

بخاری کی روایت کے مطابق اس نے بعد میں اچھی توبہ کی اور وہ عائشہؓ کے پاس آ کر اپنی کسی حاجت کا ذکر کرتی تو ام المومنین رسول اللہ ﷺ تک اس کو پہنچا دیا کرتی تھیں۔

اعتراض کرنے والوں کا اعتراض ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا ہاتھ کاٹ دے تو کٹے ہوئے کی دیت پچاس اونٹ دینی ہوتی ہے جبکہ چور کا ہاتھ تین درہم یا چوتھائی دینار یا اس قیمت کے برابر چوری ہونے والی شے کے بدلے کاٹ دیا جاتا ہے۔ جواب دینے والوں نے اس کا شاندار جواب یہ دیا ہے کہ جب یہ امین ہوتا ہے تو اپنی قدر و قیمت کے اعتبار سے ثمین (قیمتی) ہوتا ہے اور جب یہی ہاتھ چوری کرتا ہے تو رذیل و ذلیل اور خبیث و لعین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن جاتا ہے۔ اگر اس کو جسم سے الگ نہ کیا جائے تو سارے جسم کو جہنم کا ایندھن بنانے کا سبب ہوجاتا ہے۔

ابن ماجہ ص١٨٦ کی روایت ہے ابن عمروؓ بن سمرۃ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے فلاں قبیلے کا اونٹ چرایا ہے لہٰذا آپ مجھ پر حد قائم کر کے پاک کردیں۔ آپ نے اس قبیلے کی طرف ایک آدمی کو بھیج کر تحقیق کرائی، اس نے آکر بتایا کہ قبیلے والوں کا کہنا ہے کہ ان کا ایک اونٹ گم ہوگیا ہے۔ آپ نے عمروؓ کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ثعلبہ کا بیان ہے کہ جب ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں ان کو دیکھ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تجھ سے پاک کردیا، تو نے چاہا کہ میرے سارے جسد کو جہنم کی آگ میں داخل کردے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہؓ میں سے اگر کسی سے گناہ کا کوئی کام ہوجاتا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے آپ کو پاک کرالیتا۔

ابوداؤد ص٦٠٢، ابن ماجہ ص١٨٦، النسائی ج٢ ص٢٥٠ ہی کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس کے پاس سے چوری کا سامان برآمد نہ ہوا لیکن اس نے چوری کا اعتراف کرلیا۔ آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تو نے چوری نہیں کی۔ اس نے کہا: میں نے چوری کی ہے۔ آپ نے اپنی بات کو دوہرایا لیکن اس نے پہلے والا ہی جواب دیا۔ تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ جب اس کا ہاتھ کٹ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: توبہ کرو اور اپنے گناہ کی اللہ سے بخشش طلب کرو۔ اس نے کہا: میں توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرتا ہوں۔ آپ نے دو مرتبہ اس کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔

آج جس تیزی کے ساتھ جرائم میں اضافہ ہورہا ہے اس کا واحد علاج اسلامی قانون کا نفاذ ہے۔ جب چند چوروں کے ہاتھ کٹیں گے تو معاشرے میں امن وامان قائم ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ غفور ورحیم ہے اس لیے اس نے گناہ کے مرتکب ہونے والوں کو بشارت دے دی کہ وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کر کے ان کے گناہوں کو معاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے۔ یہ بھی بتا دیا کہ تمام جہانوں کی بادشاہت اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

حل اللغت:

- ﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾ میں السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ دونوں باب سَرَقَ يَسْرِقُ سے اسم فاعل، پہلا مذکر دوسرا مؤنث، اِقْطَعُوْٓا فعل امر پر فاء زائدہ یا سببیہ، اَيْدِيَهُمَا مفعول، جَزَآءً مفعول لَهٗ یا مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب، بِمَا کی باء سبب کی اور مَا موصولہ، كَسَبَا فعل ماضی تثنیہ، نَكَالًا بھی مفعول لہ، مِّنَ اللّٰهِ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ سزا ہوگی جو انہوں نے کیا اور اللہ کی طرف سے عبرت ہوگی۔
- ﴿وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ میں لفظ اَللّٰهُ مبتدا، وَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ غلبے اور حکمت والا ہے۔
- ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ﴾ میں فَمَنْ شرطیہ، تَابَ اور اَصْلَحَ فعل ماضی، مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ مرکب جاری، یہ جملہ شرط اور اگلا جملہ اس کا جواب۔ فَاِنَّ مشبہ بفعل پر فاء جواب شرط کی، لفظ اللّٰه اس کا اسم، يَتُوْبُ فعل مضارع، عَلَيْهِ جار مجرور، پورے جملے کا معنی ہے: پس جس نے اپنے گناہ کے بعد توبہ کی اور اصلاح کی تو بے شک اللہ اس پر متوجہ ہو جاتا ہے۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم اور غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔
- ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ میں ہمزہ استفہامیہ، لَمْ تَعْلَمْ نفی جحد بلم، اَنَّ مشبہ بفعل، لفظ اَللّٰهَ اس کا اسم، لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: کیا آپ نے نہیں جانا زمین اور آسمانوں کی بادشاہت بے شک اللہ کے لیے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ میں یُعَذِّبُ، یَغْفِرُ اور یَّشَآءُ تینوں فعل مضارع واحد مذکر غائب کے صیغے، مَنْ موصولہ۔ جملے کا معنی ہے: جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

○ ﴿وَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ لفظ اللّٰهُ مبتدا اور اگلا جملہ اس کی خبر، پورے جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿۱۴﴾ .... منافقوں اور یہود کا بیان

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْکَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ	اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمزدہ نہ کریں جو کفر میں دوڑے جارہے ہیں، وہ جنہوں نے منہ سے کہا کہ ہم ایمان لائے لیکن ان کے دل ایمان نہیں لائے اور ان میں سے جو یہودی ہوئے جو بہت زیادہ جھوٹ سننے والے اور اس قوم کے لیے سننے والے ہیں جو آپ کے پاس نہیں آئے۔ جو صحیح باتوں کو ان کے اصل مفہوم سے ہٹا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تمہیں یہی حکم دیا جائے تو اس کو قبول کر لینا اور تمہیں وہ نہ دیا جائے تو اس سے بچ جانا اور اللہ جس کو فتنے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾

ڈالنے کا ارادہ کرلے تو آپ اس کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی اختیار نہیں پائیں گے۔ وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کو پاک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ ان کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ہوگا۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

وہ بہت زیادہ جھوٹ سننے والے اور حرام کھانے والے ہیں پس اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ کو اختیار ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں یا ان سے اعراض کریں اور اگر آپ ان سے اعراض کریں تو ایسا کرنا آپ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کریں، بے شک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

تشریح:

سیدالانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ میں شمع توحید کو روشن فرمایا تو آپ کی مخالفت کرنے والے وہ لوگ تھے جن کو قرآن حکیم میں کافر و مشرک کہا گیا ہے۔ لیکن جب آپ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور اسلامی ریاست قائم ہوگئی تو وہاں یہود کے علاوہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے منافقت کا کردار ادا کرنے میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔ اہل اسلام کے ساتھ نمازیں پڑھتے، رمضان کے روزے رکھتے، زکوٰۃ ادا کرتے اور جہاد میں بھی شریک ہوتے لیکن اسلام کے خلاف دشمنی رکھنے والوں کے مددومعاون بھی بنے رہتے۔ اسلام کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ رئیس المنافقین نے جنگ احد کے موقع پر اس کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

اصل میں رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں آمد سے پہلے اہل مدینہ نے اس کو اپنا بادشاہ بنانے کا پروگرام طے کرلیا تھا لیکن جیسے ہی اسلامی ریاست قائم ہوئی تو اہل مدینہ کی اکثریت نے اسلام قبول کر کے اس کی بادشاہت کو خاک میں ملادیا جس کا اس کو انتہائی رنج تھا لہٰذا اپنی زندگی کے آخری وقت تک اسلام دشمنی کو اپنے سینے میں چھپائے پھرتا رہا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر جو کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی وتشفی کے لیے فرمایا:

سورۃ آل عمران کے الفاظ ہیں:

﴿لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۳:۱۷۶)﴾ آپ کو وہ لوگ غمزدہ نہ کریں جو کفر کو اپنانے میں سبقت لے جارہے ہیں بے شک وہ اللہ کو ذرا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اللہ ارادہ رکھتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو اور ان کے لیے عظیم عذاب ہو۔

سورۃ لقمان میں مزید تسلی یوں دی گئی:

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۳۱/۲۳)﴾

اور جس نے کفر کیا پس اس کا کفر آپ کو غمزدہ نہ کرے۔ ان کا لوٹنا ہماری ہی طرف ہے جو کچھ انہوں نے کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہم ان کو آگاہ کریں گے۔ بے شک اللہ دلوں کی باتیں جاننے والا ہے۔ بلکہ سورۃ یٰسین میں یہ بھی فرمایا:

﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ (۳۶/۷۶)﴾

پس آپ کو ان کی بات غم میں نہ ڈالے، جو وہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں ہم اس کو یقیناً جانتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ المائدہ میں منافقوں اور یہود کے طریقہ مخالفت پر روشنی ڈال کر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یقین دلایا کہ انجام کار دنیا میں ان کے لیے ذلت اور آخرت میں عظیم عذاب ہوگا۔ منافقوں کا طریقہ یہ تھا کہ زبانی اہل ایمان ہونے کے دعویدار تھے لیکن ان کے دل اسلامی روشنی سے محروم تھے۔

سورۃ النساء میں منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَ لَنْ تَجِدَلَھُمْ نَصِیْرًا ○ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا (۴/۱۴۵-۱۴۶)﴾

بے شک منافق لوگ آگ کے انتہائی نچلے طبقے میں ہوں گے اور آپ ان کے لیے کوئی مددگار نہیں پائیں گے مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیا پس وہی لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عنقریب مومنوں کو عظیم اجر عطا کرے گا۔

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ زبانی اہل اسلام ہونے کے دعویٰ سے بات نہیں بنے گی۔ مومنوں کا حقیقی ساتھی ہونے اور اللہ سے عظیم اجر پانے کے لیے ضروری ہے کہ ہر دعویدار توبہ کرنے کے ساتھ اپنی اصلاح اس طرح کرے کہ پوری طرح اللہ کے دین کو حق و سچ مانتے ہوئے اس کے مطابق عمل کرے اور دین میں کسی قسم کے شرک کو داخل نہ ہونے دے۔ غیر اللہ سے کٹ کر صرف رب العالمین کی طرف دیکھے اور ہر لمحہ اسی سے مدد کا طلبگار رہے۔ اس کے دل میں اللہ کے خوف کے علاوہ کسی اور کا خوف نہیں ہونا چاہیے، جب تک دل کا معاملہ درست نہیں ہوگا، زبانی جمع خرچ کام نہیں آئے گا۔

مشکوۃ: کتاب الرقاق ص۴۴۳ میں ابوہریرہؓ سے مروی حدیث کا حصہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ قَلْبَہٗ لِلْاِیْمَانِ﴾

فلاح پائی اس نے کہ جس نے اپنے دل کو اللہ پر ایمان رکھنے کے لیے خالص کیا۔

یعنی اس میں کوئی آمیزش نہیں ہونے دی، زبان سے جس کا اقرار کیا، دل سے اس کی تصدیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردی۔

مشکوٰۃ ص ۴۲۵ میں عبداللہ بن مسعود کی حدیث کا حصہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یُسْلِمَ قَلْبُهٗ﴾

قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مسلم نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل مسلم نہ ہوجائے لہٰذا اللہ سے اجر پانے کے لیے ضروری ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنے والا اس کے تقاضے بھی پورے کرلے۔

منافقوں کا ذکر کرنے کے ساتھ یہود کی عادتِ خبیثہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ذریعہ قیامت تک آپ کی امت کو آگاہ کردیا کہ یہود کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ حرام کھانے اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب میں ردوبدل کرنے کو معیوب نہیں سمجھتے۔ حق وسچ کو ٹھکرا کر جھوٹ کی پیروی کرنے کے عادی ہیں جو لوگ آپ تک پہنچ نہیں پاتے، ان کو گمراہ کرنے کے لیے صاف ستھری سچی باتوں کو جھوٹ میں تبدیل کرکے سناتے ہیں لیکن اس کے باوجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دے دیا گیا کہ اگر وہ اپنا کوئی جھگڑا آپ کے پاس لاتے ہیں، آپ فیصلہ کرنا چاہیں تو کردیں اور اگر نہ کرنا چاہیں تو نہ کریں۔ اس سے آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا لیکن جب بھی فیصلہ کریں عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کریں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

صحیح مسلم ج۲ص ۷۰، ابوداؤد ص ۶۱۰، ابن ماجہ ص ۱۸۴، مسند احمد ج۴ص ۲۸۶ میں براءؓ بن عازب سے مروی ہے۔ یہود اپنے ایک شخص کو کوڑے مارنے اور اس کا منہ کالا کرنے کے بعد لے جارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں کررہے ہو۔ انہوں نے کہا: اس نے زنا کیا ہے۔ آپ نے پوچھا: کیا زانی کی سزا تمہارے ہاں یہی ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں یہی ہے۔ آپ نے ان کے ایک عالم کو بلا کر اس سے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد یہی پاتے ہو، اس نے کہا: اگر آپ نے مجھے یہ قسم نہ دی ہوتی تو آپ کو میں حق وسچ سے آگاہ نہ کرتا۔ ہم اپنی کتاب میں اس کی سزا رجم ہی پاتے ہیں لیکن جب ہمارے شرفاء میں زنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام ہوگیا اور کسی شریف کو پکڑتے تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کسی کمزور غریب کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ پھر ہم نے کہا: آؤ مل کر ایسا اجتماعی قانون بناتے ہیں جو شریفوں اور کمزروں دونوں پر نافذ ہو چنانچہ زانی کو رجم کرنے کی بجائے کوڑے لگانے اور اس کا منہ کالا کرنے پر ہمارا اتفاق ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَوَّلُ مَنْ اَحْیٰی اَمْرَكَ اِذْ اَمَاتُوْهُ﴾ اے اللہ! میں پہلا ہوں جس نے تیرے اس فرض کو زندہ کیا جو انہوں نے مار دیا تھا۔ پھر آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور وہ رجم کر دیا گیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ المائدہ میں یہ آیات نازل فرما دیں۔

یہودی علماء خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ انہوں نے تورات کو بدل دیا ہے۔ ان کو معلوم تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ جو کچھ ان پر نازل ہوا وہ بھی حق اور سچ ہے لیکن اپنی قوم سے کہا کرتے کہ جو ہم کہتے ہیں اگر محمد ﷺ وہی کچھ کہیں تو قبول کرلو ورنہ اس سے الگ ہو جاؤ۔ ان کی اسی خباثت کی وجہ سے اہل اسلام کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق دنیا میں ان کو ذلیل کیا اور ان کو مدینہ طیبہ سے جلا وطن ہونا پڑا۔ صدیوں سے بنائے ہوئے اپنے گھروں کو خود گرایا، آخرت میں بھی ان کے ساتھ وہی کچھ ہوگا جس کی وعید اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ منافقوں اور یہود جیسے برے انجام سے ہمیں محفوظ رکھے۔

حل اللغت:

- ﴿یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ﴾ میں یٰٓاَیُّهَا حرف ندا، الرَّسُوْلُ منادی، لَا یَحْزُنْ فعل امر نہی، کاف ضمیر مخاطب کی، الَّذِیْنَ موصولہ، قَالُوْٓا فعل ماضی، اٰمَنَّا فعل ماضی جمع متکلم، بِاَفْوَاهِهِمْ مرکب جاری، واؤ عاطفہ، لَمْ تُؤْمِنْ نفی جحد بلم، قُلُوْبُهُمْ فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمزدہ نہ کریں جو کفر کو اپنانے میں سبقت لے جا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے منہ سے کہا: کہ ہم ایمان لے آئے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان والے نہیں ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا﴾ میں مِنْ حرف جر، الَّذِيْنَ موصولہ، هَادُوْا فعل ماضی، اس کا صلہ۔ جملے کا معنی ہے: اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہوئے۔
- ﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ﴾ میں سَمّٰعُوْنَ سَمَّاعٌ کی جمع مبالغے کا صیغہ، لِلْكَذِبِ اور لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ جار مجرور، لَمْ يَاْتُوْكَ نفی جحد بلم، جملے کا معنی ہے: بہت زیادہ جھوٹ سننے والے اور دوسروں کے لیے سننے والے، جو آپ کے پاس نہیں آئے۔
- ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ﴾ میں يُحَرِّفُوْنَ فعل مضارع، الْكَلِمَ مفعول، مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ مرکب جاری میں مَوَاضِعِهٖ مَوْضِع کی جمع مصدر میمی، جملے کا معنی ہے: وہ کلمات کو ان کی صحیح جگہ پر واقع ہونے کے بعد ان کو بدل دیتے ہیں یعنی ان میں تحریف کرتے ہیں۔
- ﴿يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا﴾ میں يَقُوْلُوْنَ فعل مضارع، دونوں جگہ اِنْ شرطیہ، اُوْتِيْتُمْ ماضی مجہول، فَخُذُوْهُ اور فَاحْذَرُوْا دونوں فعل امر پر فاء جواب شرط کی، لَّمْ تُؤْتَوْهُ نفی جحد بلم مجہول، جملے کا معنی ہے: وہ کہتے ہیں اگر تمہیں یہ دیا جائے تو لے لینا اور اگر وہ نہ دیا جائے تو بچ جانا یعنی نہ لینا۔
- ﴿وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ میں مَنْ شرطیہ، يُرِدْ فعل مضارع، لفظ اللہ اس کا فاعل، فِتْنَتَهٗ مفعول، فَلَنْ تَمْلِكَ نفی تاکیدی مستقبل پر فاء جواب شرط، لَهٗ اور مِنَ اللّٰهِ جار مجرور، شَيْـًٔا مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اللہ جس کو فتنے میں ڈالنا چاہے تو آپ کو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اختیار نہ ہوگا۔
- ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ﴾ میں اُولٰٓئِكَ اسم اشارہ، الَّذِيْنَ موصولہ، لَمْ يُرِدِ نفی جحد بلم، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، اَنْ ناصبہ، يُّطَهِّرَ فعل مضارع منصوب، قُلُوْبَهُمْ مفعول، جملے کا معنی ہے: وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔
- ﴿لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ منافقوں اور یہود کے لیے خبر ہے کہ ان کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عظیم عذاب ہوگا۔
- ﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ میں سَمّٰعُوْنَ اور اَكّٰلُوْنَ دونوں مبالغے کے صیغے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کَذِبٌ سے مراد جھوٹ اور سُحت سے مراد حرام، جملے کا معنی ہے: بہت زیادہ جھوٹ سننے اور بہت زیادہ حرام کھانے والے ہیں۔

- ﴿فَاِنْ جَآءُوْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْھُمْ﴾ میں فَاِنْ شرط، جَآءُوْکَ فعل ماضی کی ضمیر کاف مخاطب کی، فَاحْکُمْ اور اَعْرِضْ فعل امر، فاء جواب شرط کی۔ جملے کا معنی ہے: اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں یا اعراض کریں۔
- ﴿فَلَنْ یَّضُرُّوْکَ شَیْئًا﴾ میں لَنْ یَّضُرُّوْکَ نفی تاکیدی مستقبل، شَیْئًا مفعول، جملے کا معنی ہے: وہ ہرگز آپ کو ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔
- ﴿وَ اِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ میں اِنْ حَکَمْتَ شرط، فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ جواب شرط، جملے کا معنی ہے: اور اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو عدل سے فیصلہ کریں۔
- ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰہَ اس کا اسم، یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

﴿۱۵﴾ .... تورات اور اس میں دیا گیا قانون

وَ کَیْفَ یُحَکِّمُوْنَکَ وَ عِنْدَھُمُ التَّوْرٰۃُ فِیْھَا حُکْمُ اللّٰہِ ثُمَّ یَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَ مَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۳﴾	اور وہ آپ کو کیسے حَکم بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کے احکام ہیں پھر بھی اس کے بعد پھرے جارہے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ وہ ایمان والے نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی، اس میں ہدایت ونور ہے۔ وہ انبیاء کہ جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنادیا۔ یہودیوں میں اسی کے ذریعہ فیصلہ کرتے رہے۔ اللہ والے اور علماء بھی کہ جن کو اللہ کی کتاب کا محافظ بنایا گیا اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس تم نے لوگوں سے نہیں ڈرنا بلکہ مجھ سے ہی ڈرتے رہنا ہے اور نہ میری آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت لینی ہے اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے نازل فرمایا پس وہی لوگ کافر ہیں۔

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور ہم نے ان پر فرض کردیا کہ بے شک جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہوگا بلکہ ہر زخم کا قصاص لیا جائے گا اور جو بدلہ لینے کا حق صدقہ کردے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جنہوں نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے نازل فرمایا تو وہی لوگ ظالم ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اگرچہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہود کے جھگڑوں میں فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا تھا لیکن تعجب کے طور پر یہود کی خیانت و خباثت کو اجاگر کرنے کے لیے فرمایا کہ جب ان کے پاس وہ تورات ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکام ہدایت و نور کی صورت میں موجود ہیں جس کے مطابق ان کے انبیاء واہل اللہ اوران کے علماء ان کے درمیان فیصلے کرتے رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ تھے جن کو تورات کی محافظت کا ذمہ دار بنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے تورات میں جو احکام دیے وہ ان پر گواہ تھے۔لیکن بعد میں جب علمائے سوء کے ہاتھ میں راہنمائی آ گئی تو انہوں نے اللہ کی نازل کردہ کتاب میں کئی تبدیلیاں کردیں۔ امیروں، کبیروں سے مال کھا کر ان کی مرضی کے فیصلے کرنے شروع کردیے۔

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۷/۱۶۹)﴾

”پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے اور کتاب کے وارث بنے جو اس ردی گھٹیا دنیا کا متاع و مال لے لیتے اور کہتے: عنقریب ہمیں معاف کردیا جائے گا اور اگر اس کی مثل اور متاع و مال آجاتا تو وہ بھی لے لیتے۔ کیا ان سے کتاب کا عہد نہ لیا گیا کہ وہ اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے اور کتاب میں جو تھا وہ انہوں نے پڑھ لیا اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ سے ڈرتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں، تم عقل کیوں نہیں کرتے۔“

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر اور امام ابن کثیر نے سدیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بنو اسرائیل جب بھی کسی کو قاضی بناتے تو فیصلہ کرنے میں وہ رشوت لیتا۔ ان کے بھلے آدمیوں نے اکٹھے ہوکر ان کے بعض نے بعض سے عہد کیا کہ قاضی بنائے جانے پر وہ رشوت نہیں لیں گے۔ لیکن ان میں سے بھی جب کوئی قاضی بنایا جاتا تو وہ رشوت لے لیتا۔ اس سے جب کہا جاتا کہ تم فیصلہ کرتے ہوئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رشوت کیوں لیتے ہو تو وہ کہتا کہ اللہ مجھے عنقریب معاف کردے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے اس کو رشوت لینے پر طعن کرتے، لیکن جب وہ مرجاتا یا عہدۂ قضاء اس سے چھین لیا جاتا اور اس کی جگہ طعن کرنے والوں میں سے کوئی قاضی بنتا تو وہ بھی رشوت لیتا۔

تفسیر القرطبی ج ۷ ص ۳۱۲ میں ابن زید سے مروی ہے۔ کوئی حق والا سچا اپنے علماء وقضاۃ کے پاس رشوت کا مال لاتا تو وہ اس کے لیے حقیقی اللہ کی کتاب نکال کر اس کے لیے فیصلہ کر دیتے اور جب کوئی جھوٹا ان کے پاس آتا تو وہ اس سے رشوت لے کر اس کے لیے وہ کتاب نکالتے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوتی اور اس کے لیے اس کے مطابق فیصلہ کردیتے۔ حالانکہ ان سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے بارے میں حق کے سوا اور کچھ نہیں کہیں گے۔ لیکن اس کے باوجود حق کو مسخ کرتے ہوئے ان کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا نہیں ہوتا تھا۔

یہود کی خباثتوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دے دیا کہ یہود سمیت لوگوں میں سے کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اہل ایمان کے دلوں میں صرف اپنے خالق و مالک کا خوف ہونا چاہیے۔ سورۃ التوبۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۹/۱۳)﴾

پس اللہ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرتے رہو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔

اس آیت میں واضح ہدایت دی گئی ہے کہ اگر تم اہل ایمان ہونے کے دعویدار ہو تو پھر اللہ کے خوف کے علاوہ تمہارے دلوں میں کسی بھی اسلام دشمن طاقت کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ سورۃ النور میں بشارت دی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (۲۴/۵۲)﴾

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اور اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اہل اسلام کے کامیاب ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ کے خوف سے دلوں کو مزین کیا جائے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حق ادا کیا جائے۔ علمائے اسلام کو تنبیہ کردی گئی کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح یہود کے علماء لوگوں سے رشوت لے کر ان کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دے دیا کرتے تھے تم نے ویسا نہیں کرنا بلکہ قرآن وسنت کی حقیقی تعلیم کے مطابق عمل کرتے رہنا ہے۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو یاد رکھو! تمہارا بھی شمار ان میں ہوگا جن کے کافر ہونے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ ان کو کافر اس لیے کہا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ کرنا ترک کر دیا۔ رشوتیں لے کر حق دار کو حق سے محروم کر دیتے اور ظالم کی طرفداری کیا کرتے تھے۔ عدل وانصاف کو پامال کرتے ہوئے اللہ کے ہاں جا کر حساب دینے کا ان کو خیال نہیں آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہود پر جب قصاص فرض کیا تو ان پر واضح کر دیا گیا کہ جب کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا تو مقتول کے بدلے اس کو قتل کیا جائے گا۔ یہاں اَلنَّفْس کا لفظ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے مذکر ومؤنث کو برابر کر دیا یعنی اگر کوئی عورت قتل ہوگی تو اس کے قاتل مرد کو ویسے ہی قتل کیا جائے گا، اگر کوئی کسی کی آنکھ پھوڑے گا تو بدلے میں اس کی بھی آنکھ پھوڑ دی جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کا ناک کاٹ ڈالے گا تو اس کا بھی ناک اتنا کاٹا جائے گا جتنا اس نے کاٹا تھا۔ کانوں اور دانتوں کے بارے میں اسی طرح عمل کیا جائے گا بلکہ جسم کے ہر حصے پر لگنے والے زخم کا بدلہ لیا جائے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ جس پر زیادتی ہوئی یا جس کا عزیز قریبی قتل ہوا۔ وہ خود قاتل یا نقصان پہنچانے والے کو معاف کر دے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ خود معاف کرتا ہے اور معاف کر دینے کو پسند کرتا ہے۔ اس لیے اس نے اپنے پسندیدہ عمل کی رغبت دلانے کے لیے فرمایا جو کوئی جارح کو معاف کرے گا تو وہ اس کے اپنے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

مسند احمد کی شرح فتح الربانی ج ۱۶ ص ۳۸ میں عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:

﴿مَا مِنْ رَجُلٍ يُجْرَحُ فِيْ جَسَدِهٖ جِرَاحَةً فَيَتَصَدَّقُ بِهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ مَا تَصَدَّقَ﴾ جب کسی آدمی کے جسم پر زخم لگایا جاتا ہے اور وہ جارح سے قصاص لینے کی بجائے اس کو معاف کر دیتا ہے تو جتنا قصاص وہ معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اتنے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنن النسائی کی ج ۲ ص ۲۴۱، ابوداؤد کتاب الدیات ص ۶۱۸، ابن ماجہ ص ۱۹۳ میں انسؓ بن مالک سے مروی ہے: ﴿مَا رُفِعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم اَمْرٌ فِيْهِ الْقِصَاصُ اِلَّا اَمَرَ فِيْهِ بِالْعَفْوِ﴾ جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی فیصلہ طلب معاملہ لایا جاتا جس میں قصاص کا مطالبہ ہوتا تو پہلے آپ مطالبہ کرنے والے کو معاف کر دینے کی تلقین فرماتے۔

اس میں حکمت کا پہلو یہ ہے کہ قصاص لینے سے اگرچہ انسان کی انا تو مطمئن ہو جاتی ہے لیکن آخرت میں اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ اس کے برعکس جب بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود وہ معاف کرتا ہے تو اللہ کے ہاں اپنے درجات بلند کر لیتا ہے اور دنیا میں بھی وہ عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ دشمنی پیار و محبت اور ایثار میں بدل جاتی ہے۔

اسلام میں مقتول کے ورثا یا مجروح کو حق ہے کہ قاتل یا جارح سے قانونِ قصاص کے تحت بدلہ لیں یا اللہ سے اجر پانے کے لیے اس کو معاف کر دیں لیکن اس کے ساتھ انسانی انا کی تسکین کے لیے یہ آسانی بھی مہیا کر دی گئی کہ جانی یا جسمانی نقصان کے بدلے دیت قبول کر لی جائے۔ یعنی نقدی یا مال مویشیوں کی صورت میں مقرر کردہ نصاب کے مطابق لے کر جارح یا قاتل کو چھوڑ دیا جائے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام امن و صلح کا دین ہے۔

عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے اور ان میں کمی اور کوتاہی سے بچانے کے لیے دیت کے نصاب کا تعین بھی کر دیا گیا ہے۔ سنن النسائی ج ۲ ص ۲۴۷ (کتاب الدیات) میں مروی ہے کہ ناحق قتل کی دیت ایک سو اونٹ ہوگی۔ اگر ناک جڑ سے کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت بھی پوری یعنی سو اونٹ ہوگی۔ زبان یا دونوں ہونٹ یا خصیتین یا مرد کا ذکر کاٹا جائے تو ان میں سے ہر ایک کی دیت بھی سو اونٹ ہوگی۔ کسی کی کمر توڑ دی جائے یا اس کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں تو ان کی دیت بھی پوری پوری ہوگی۔ اگر کسی کا ایک پاؤں کاٹا جائے تو اس کی دیت آدھی یعنی پچاس اونٹ ہوگی۔ اگر زخم دماغ کی تہ تک جائے یا پیٹ میں گہرا زخم لگ جائے تو اس کی دیت ایک تہائی ہوگی۔ اگر کسی زخم سے کوئی چھوٹی ہڈی اپنی جگہ سے نکل جائے یا ہاتھ یا پاؤں کی کوئی انگلی کٹ جائے تو ہر ایک کی دیت دس اونٹ ہوگی۔ ہر دانت اور ہر عام زخم کی دیت پانچ اونٹ مقرر کی گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراسیل ابی داؤد ص ۱۲ کے مطابق ایک کان کی دیت آدھی یعنی پچاس اونٹ ہوگی۔ اگر اونٹ میسر نہ ہوں تو ان کی قیمت کے مطابق معاملہ طے پاسکتا ہے۔ فریقین کی باہمی رضامندی سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ تکرارا واضح کردیا گیا کہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہونا چاہئے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کو نظر انداز کریں گے وہ ظالم ہوں گے۔

حل اللغت:

- ﴿وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾ میں كَيْفَ استفہامیہ برائے تعجب، عِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ، يُحَكِّمُوْنَكَ کے فاعل کا حال، فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ تورات کا حال، ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ کا عطف كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ پر، وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یہود کے بارے میں خبر، جملے کا معنی ہے: وہ آپ کو کیسے فیصل بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے اور اس کے بعد وہ پھر جاتے ہیں۔
- ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ﴾ میں اَنْزَلْنَا جمع متکلم، التَّوْرَاةَ مفعول، فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ جملہ خبریہ۔ جملے کا معنی ہے: بے شک ہم نے تورات نازل فرمائی۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔
- ﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ﴾ میں يَحْكُمُ فعل مضارع، النَّبِيُّوْنَ، الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ اس کے فاعل، الَّذِيْنَ دونوں جگہ موصولہ، پہلے کا صلہ اَسْلَمُوْا اور دوسرے کا صلہ هَادُوْا، اسْتُحْفِظُوْا ماضی مجہول، مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ مرکب جاری، كَانُوْا فعل ناقص، شُهَدَآءَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اسی تورات کے ساتھ وہ انبیاء علیہم السلام یہودیوں کے لیے فیصلہ کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنایا اور اللہ والے اور علماء بھی کہ جن کو کتاب کا محافظ بنایا اور وہ اس پر گواہ و نگہبان تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ﴾ میں لَا تَخْشَوُا فعل نہی، النَّاسَ مفعول، اِخْشَوْنِ فعل امر اور نِ مفعول کی یاء گری ہوئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: پس لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرتے رہو۔
- ﴿وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ میں لَا تَشْتَرُوْا فعل نہی، بِاٰیٰتِیْ مرکب جاری کی باء بدلے کی، ثَمَنًا قَلِیْلًا مرکب توصیفی مفعول، جملے کا معنی ہے: اور میری آیات کے بدلے قلیل قیمت نہ لیا کرو۔
- ﴿وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ﴾ میں مَنْ موصولہ، لَمْ یَحْکُمْ نفی جحد بلم، بِمَا کا مَا بھی موصولہ، اَنْزَلَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ جملہ خبریہ، جملے کا معنی ہے: اور جس نے اس کے ساتھ فیصلہ نہ کیا کہ جو اللہ نے نازل فرمایا، تو وہی لوگ انکار کرنے والے کافر ہیں۔
- ﴿وَ کَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ میں کَتَبْنَا فعل ماضی، عَلَیْهِمْ سے مراد یہود، فِیْهَآ سے مراد تورات، اَنَّ مشبہ بفعل، تمام منصوب اسماء اس کے اسم اور تمام مجرور اسماء ماخوذۃ محذوف کے متعلق ہو کر اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور ہم نے ان پر فرض کر دیا کہ ناحق مقتول جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت کا قصاص ہوگا۔
- ﴿وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ میں وَ الْجُرُوْحَ مبتداء اور قِصَاصٌ خبر، جملے کا معنی ہے کہ ہر زخم کا قصاص ہوگا۔
- ﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ کَفَّارَةٌ لَّهٗ﴾ میں پہلا حصہ شرط اور دوسرا اس کی جزا۔ جملے کا معنی ہے: پس جو کوئی قصاص کو معاف کر دے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔
- ﴿وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ میں پہلے والی ترکیب، پہلی آیت میں نازل کردہ کتاب کے مطابق عمل نہ کرنے والوں کو کافر کہا جبکہ اس میں الظّٰلِمُوْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوا ہے۔ یعنی وہ ظالم ہوں گے۔

﴿۱۶﴾ ....قرآن حکیم کو پہلی اصل کتابوں کا مصدق ومحافظ بنایا جانا

وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجا، ان سے پہلے جو تورات موجود تھی وہ اس کی تصدیق کرنے والے تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی۔ جس میں ہدایت و نور تھا اور وہ اپنے سے پہلے موجود تورات کی تصدیق کرنے والی تھی اور وہ باعث ہدایت اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت تھی۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور اہل انجیل کو چاہیے کہ اللہ نے اس میں جو نازل فرمایا اس کے مطابق حکم دیں اور جنہوں نے اس کے مطابق حکم نہ دیا جو اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی حق کے ساتھ جو اپنے سے پہلے نازل ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ط وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ط اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾

والی کتاب کی تصدیق کرنے والی اور اس پر محافظ ہے۔ پس آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیا کریں کہ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اور آپ کے پاس جو حق آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی اتباع نہ کریں۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک دستور اور ایک راہ مقرر کر دی اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا۔ اس نے ایسا اس لیے نہیں کیا تاکہ تم کو اس میں آزمائے جو اس نے تمہیں دیا ہے۔ پس بھلائی کے کاموں میں جلدی کرو تم سب کا اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں اس سے آگاہ کرے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

تشریح:

تورات کے بارے میں خبر دینے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملنے والی انجیل کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ وہ نہ صرف تورات کی تصدیق کرنے والی تھی بلکہ اس وقت کے گمراہوں کے لیے باعث ہدایت اور گنہگاروں کے دلوں میں ہدایت کے چراغ روشن کرنے والا نور اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے عبرت کا سبب بننے والی نصیحت تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس طرح تورات کے بارے میں ارشاد ہوا کہ یہود اس میں اللہ کی طرف سے ملنے والے احکام کے مطابق فیصلہ کیوں نہیں کرتے بلکہ ان میں ردوبدل کرکے لوگوں کی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے رشوت لے کر فیصلے کر دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی راہنمائی کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کے دلوں میں کوئی خوف پیدا نہیں ہوتا۔ ڈھٹائی سے برائی کو اپناتے ہیں۔ اسی طرح کی خبر انجیل کے بارے میں دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ ان کو چاہئے تھا کہ وہ اس کے مطابق فیصلے کرتے۔ لیکن انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی راہنمائی کی قدر نہ کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا تھا کہ جو اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا وہ فاسق ہوگا۔ اللہ کی مقرر کردہ حدوں کو توڑنے والا ہوگا۔

عجیب بات یہ ہے کہ عیسائیوں کے پاس اس وقت عہدنامہ جدید کے نام سے جو کتاب مقبول ومروج ہے وہ ایک نہیں بلکہ متعدد کتابوں اور خطوط کا مجموعہ ہے۔ ان کے راوی بھی مختلف ہیں اور ان کی روایات میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اس کا وہ انداز نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے یا ایسا بیان ہو کہ اللہ تعالیٰ متکلم کے صیغے سے مخاطب ہو کر فرماتے کہ ہم نے یہ کتاب نازل فرمائی۔ بلکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سنی ہوئی یا ان کی طرف منسوب باتوں کو نقل کیا گیا ہے۔ حواریوں نے جو کچھ دیکھا اور ان پر ایمان رکھنے کے باوجود ان کو جس طرح بے یارومددگار چھوڑ دیا اس کا بھی ذکر موجود ہے۔ لیکن اس کے مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰہِ ہونے والا پہلو موجود نہیں اور نہ ہی کوئی ایسی شہادت اس میں ملتی ہے کہ مروجہ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لکھوائی یا کوئی لکھی ہوئی چھوڑی۔ حالانکہ قرآن حکیم میں واضح طور پر اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو انجیل عطا فرمائی۔

انجیل کا لفظ قرآن حکیم میں بارہ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے بارے میں عربی مفسروں کا کہنا ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ نَجَلَ سے اِفْعِیْل یا فِعْلِیْل کے وزن پر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ یونانی ہے اور اس کا معنی انعام وخوشخبری ہے۔

تاریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مادری زبان نہ یونانی تھی اور نہ ارامی بلکہ عبرانی تھی۔ جو عربی سے ملتی جلتی تھی۔ ان کی زندگی کے بارے میں بھی اتنی ہی معلومات ملتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جتنی مروجہ عہدنامہ جدید میں منقول ہیں۔ جن کی صحت کے بارے میں عیسائیوں کے اپنے مؤرخین ومحققین متفق نہ تھے۔ ان کے اپنے اقوال کے مطابق شاہ قسطنطین نے ۳۲۵ء میں تین سو پادریوں کی ایک مجلس قائم کی تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح عقائد کا تعین کیا جاسکے اور بے شمار کتابوں میں سے ایک ایسی کتاب بنائی جائے جو مقبول عام ہو۔ چنانچہ اس مجلس میں جو عہدنامہ جدید مرتب ہوا اس میں ۲۷ کتابیں شامل کی گئیں۔ جن میں سے چار اناجیل متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی ہیں جبکہ اس کے ساتھ پولس کے خطوط، یعقوب اور پطرس کے خطوط اور یوحنا فقیہ کے خطوط و مکاشفات اور یہودا کا ایک خط ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ عہدنامہ جدید کی سرگزشت)

اس مجموعہ کو پوپ گلاسیوس (۴۹۲ء تا ۴۹۶ء) نے باضابطہ طور پر قبولیت کی سند عطا کی۔ آج بھی وہی مجموعہ مروج اور مقبول عام ہے۔ اس کے باوجود اس پر وہ اتفاق نہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو عطا فرمایا۔ قرآن حکیم کے مطالب ومفہوم میں کئی لوگوں نے خیانت کی لیکن اصل متن پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے۔ سورۃ الحجر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۱۵:۹)﴾

بے شک ہم نے ذکر نازل فرمایا اور بے شک ہم ہی ضرور اس کی حفاظت کریں گے۔

سورۃ القیامہ میں مزید وضاحت یوں ہوتی ہے:

﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (۷۵:۱۷-۱۹)﴾

”بے شک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارے ذمہ ہے جب ہم اس کو پڑھ لیں تو آپ اس کے مطابق پڑھیں۔ پھر اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔“

آیات مذکورہ میں قرآن کے نزول اور اس کی حفاظت، اس کا جمع کیا جانا اور اس کا پڑھا جانا اور اس کا یاد کرانا اور اس کی توضیح وتشریح کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ماضی میں طاغوت کی اتباع کرنے والوں نے بڑی کوشش کی کہ قرآن حکیم میں تغیر وتبدل کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآنی وعدہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق تمام طاغوتی کوششوں کو خاک میں ملا دیا۔ حفاظ کے سینوں میں اس کے نزول کے ساتھ ہی محفوظ کرنے کا ایسا سلسلہ بنا دیا کہ آج تک قرآن حکیم ہر قسم کے حذف و مسخ سے بچا ہوا ہے۔ جبکہ ساری عیسائی دنیا میں انجیل کا ایک بھی حافظ موجود نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مروجہ انجیل وہ نہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

انجیل کے مروجہ مجموعہ کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں سب سے معتبر متی کی انجیل ہے۔ عیسائی محققین کے مطابق یہ عبرانی میں لکھی گئی تھی۔ لکھے جانے کا زمانہ ۸۰ء اور ۱۰۰ء کے درمیان کا تھا۔ لیکن منظر عام پر ۱۷۳ء میں آئی۔ یہ بھی مروی ہے کہ متی جو حواری تھی اس کی لکھی ہوئی انجیل ضائع ہوگئی اور بعد میں کسی اور نے لکھی۔ جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔

مرقس کی انجیل دوسرے نمبر پر ہے۔ جو یونانی یہودی تھا۔ پہلے پال اور پھر برنباس کا ساتھی تھا۔ بعد میں ان سے الگ ہوکر پطرس حواری کا خدمتگار بن گیا۔ قیصر روم نیرو نے عیسائیوں کے قتل عام میں پطرس کو بھی مروا دیا تھا۔ مرقس نے پطرس سے جو سنا تھا وہی لکھ دیا۔ مرقس نے یہ انجیل لاطینی میں لکھ کر روم میں شائع کی۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس کی لاطینی میں لکھی گئی انجیل ضائع ہوگئی لیکن یونانی ترجمہ موجود ہے۔ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ مرقس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شاگردی کا شرف حاصل نہ ہوا۔

تیسری انجیل لوقا کی ہے جس نے خود لکھا ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کے حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو دیکھا یا ان کی خدمت میں رہے۔ ان سے پوچھ کر لکھتا رہا۔

چوتھی انجیل یوحنا کی ہے۔ بعض عیسائی علماء اس کو وہی یوحنا سمجھتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری تھا حالانکہ حقیقت میں وہ اور یوحنا تھا جو کہ مکاشفات کا بھی مصنف ہے۔

رسولوں کے اعمال اور ان کے خطوط کا مجموعہ اگرچہ انجیل مروجہ کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ مگر اصل انجیل سے ان کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ جب اناجیل مشکوک ہیں تو خطوط کی کیا حیثیت ہوگی۔ مکاشفات کا معاملہ بھی ایسا ہے کہ جو وحی الٰہی نہیں ہوسکتا۔

تورات اور انجیل کے نزول پر روشنی ڈالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے بارے میں واضح کردیا کہ جس طرح حقیقی انجیل اپنے سے پہلے نازل ہونے والی تورات کی تصدیق کرنے والی تھی۔ اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح قرآن بھی نہ صرف پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے بلکہ ان پر نگہبان ہے۔ چونکہ تورات اور انجیل کو یہود و نصاریٰ نے بدل دیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے آغاز میں فرمادیا: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں لہٰذا رسول ﷺ کو یہود و نصاریٰ کے بارے میں اسی کے مطابق فیصلہ کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف نازل فرمایا اور حق کو چھوڑ کر ان کی خواہشات کی اتباع نہیں کرنی۔

یہاں یہ وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ جب سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی پیروی کرنے سے روک دیا گیا اور اللہ نے جو نازل فرمایا اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا تو آج اہل اسلام کو یہود و نصاریٰ کی خواہشات کے مطابق عمل کرنے کی کس طرح اجازت ہوگی۔ یہود و نصاریٰ پر بھی فرض تھا کہ وہ اسی کے مطابق فیصلے کرتے جو اللہ نے ان کی طرف نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا کہ جو اس کے نازل کردہ احکام کو ٹھکرائیں گے وہ ظالم فاسق کافر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام کو الگ الگ ملت بنائے رکھنے کی حکمت یہ بیان فرمائی تا کہ سب کو آزمائے کہ کون اس کے نازل کردہ احکام کے مطابق عمل کرتا ہے اور کون ان کو ٹھکراتا اور جھٹلاتا ہے۔ اسی لیے اللہ نے نیکی کے کاموں میں سبقت لے جانے کی تلقین کی۔ ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا کہ تم سب نے انجام کار لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے اور وہی اختلاف کرنے والوں کو ان کے اختلاف کے بارے میں آگاہ کرے گا۔ اس میں زبردست تنبیہ یہ ہے کہ ہر قسم کے اختلاف کو ترک کرتے ہوئے اللہ کی اس کتاب کو راہنما بنایا جائے جس کو اللہ نے نگہبان بنایا۔ خیال رہے کہ اللہ کے ناموں میں ایک نام مُهَيْمِنٌ ہے جس طرح اللہ اپنی کائنات پر مُهَيْمِنٌ ہے اسی طرح قرآن حکیم بھی تمام سابقہ کتابوں پر مُهَيْمِنٌ ہے۔ اگر اس کے مطابق عمل نہ ہوا تو انجام اچھا نہ ہوگا۔

حل اللغت:

○ ﴿وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ میں قَفَّيْنَا فعل ماضی جمع متکلم اور اس کا مفعول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اول اَلنَّبِیّٖن محذوف ہے۔ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مرکب جاری پر باء تعدیہ کی اور یہ مفعول ثانی ہے۔ جملے کا معنی ہے اور ہم نے ان کے بعد نبیوں اور عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔

○ ﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰۃِ﴾ یہ جملہ دونوں جگہ حالیہ واقع ہوا ہے۔ پہلی جگہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا حال اور دوسری جگہ عیسیٰ علیہ السلام کو ملنے والی انجیل کا حال ہے۔ جملے کا معنی ہے: جو اس سے پہلے تورات ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور کرنے والا ہے۔

○ ﴿وَ اٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّ نُوْرٌ﴾ میں اٰتَیْنٰہُ جمع متکلم کی ضمیر ہ مفعول اول اور اَلْاِنْجِیْلَ مفعول ثانی، فِیْہِ ھُدًی وَّ نُوْرٌ جملہ حالیہ نصب کی جگہ ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور ہم نے اس کو انجیل دی اس میں ہدایت و نور ہے۔

○ ﴿وَ ھُدًی وَّ مَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ کا عطف ھُدًی وَّ نُوْرٌ پر ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور وہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

○ ﴿وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْہِ﴾ میں لِیَحْکُمْ فعل امر غائب، اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ مرکب اضافی، اس کا فاعل، بِمَآ کا مَا موصولہ، اَنْزَلَ فعل ماضی، لفظ اللّٰہُ اس کا فاعل۔ جملے کا معنی ہے: اور اہل انجیل کو چاہیے کہ وہ اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے انجیل میں نازل فرمایا (یہ حکم قرآن کے نزول سے پہلے کا تھا)۔

○ ﴿وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ میں جملے کا پہلا حصہ اَنْزَلَ اللّٰہُ تک شرط اور دوسرا اس کی جزاء۔ جملے کا معنی ہے: اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے نازل فرمایا تو وہ لوگ فاسق ہوں گے۔

○ ﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ﴾ میں اَنْزَلْنَآ فعل ماضی جمع متکلم، اَلْکِتٰبَ مفعول، جملے کا معنی ہے: اور ہم نے حق کے ساتھ آپ کی طرف کتاب یعنی قرآن نازل کیا۔

○ ﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ﴾ جملہ حالیہ کا معنی ہے جو الہامی کتابیں اس سے پہلے نازل ہوئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے۔

○ ﴿مُھَیْمِنًا عَلَیْہِ﴾ مُھَیْمِنًا باب دحرج یدحرج سے اسم فاعل حال ہونے کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصوب جملے کا معنی ہے۔ وہ ان تمام پر محافظ وامین اور نگہبان ہے۔

- ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ میں فَاحْكُمْ امر قطعی ہے اور یہ آیت مبارکہ تورات وانجیل اور دیگر کتب آسمانی کے تک تمام احکام کی حتمی صورت ہے۔ جملے کا معنی ہے: پس آپ ان کے یعنی یہود ونصاریٰ کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیا کریں جو اللہ نے نازل فرمایا۔
- ﴿وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ عَمَّا جَآءَ كَ مِنَ الْحَقِّ﴾ میں لَا تَتَّبِعْ امر نہی، اَهْوَآءَ هُمْ سے مراد یہود ونصاریٰ کی خواہشات ہے۔ آیت مبارکہ میں یہ حصہ اپنے سے پہلے حصے کی وضاحت وتکمیل ہے۔ جملے کا معنی ہے: آپ کے پاس حق آ جانے کے بعد آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی نہیں کرنی۔
- ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا﴾ میں شِرْعَةً اور مِنْهَاجًا دونوں لفظ کھلے واضح راستے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں شِرْعَةً سے مراد شرعی اور مِنْهَاجًا سے مراد طبعی راہنمائی لی جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی کامل راہنمائی بن جائے گی۔ جملے کا معنی ہے: تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے شرعی اور طبعی راہیں متعین کر دیں۔ مِنْهَاجًا کو اگر شِرْعَةً کی تفسیر بنایا جائے تو پھر معنی ہوگا ہر ایک کو ہم نے واضح شریعت دی۔
- ﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ﴾ میں شَآءَ، جَعَلَ اور اٰتٰی تینوں فعل ماضی، فاعل لفظ اللہ، تینوں كُمْ ضمیریں اور اُمَّةً وَّاحِدَةً مفعول، يَبْلُوَ پر لام کَیْ کا، جس کی وجہ سے يَبْلُوَ منصوب۔ جملے کا معنی ہے: اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک امت بنا دیتا۔ اس نے یہ اس لیے نہیں کیا تاکہ تمہیں اس میں آزمائے کہ جو اس نے تمہیں دیا ہے۔
- ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ میں فَاسْتَبِقُوا فعل امر، الْخَيْرٰتِ مفعول۔ جملے کا معنی ہے: پس بھلائی کے کاموں میں جلدی کرو۔
- ﴿اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ میں مَرْجِعُ مصدر میمی، يُنَبِّئُ اور تَخْتَلِفُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں اس سے آگاہ کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۷﴾ ......قانون الٰہی کا اتباع کرنے کا حکم اور یہود و نصاریٰ کی پیروی کی ممانعت

وَ اَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ وَ احۡذَرۡهُمۡ اَنۡ يَّفۡتِنُوۡكَ عَنۡۢ بَعۡضِ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّصِيۡبَهُمۡ بِبَعۡضِ ذُنُوۡبِهِمۡ ؕ وَ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾

اور آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیا کریں جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایا اور ان کی خواہشات کی پیروی نہیں کرنی اور ان سے بچتے رہنا ہے کہ اللہ نے جو آپ کی طرف نازل فرمایا، اس کے بعض کے بارے میں آپ کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ اگر وہ پھر جائیں تو آپ جان لیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے سزا دینے کا ارادہ رکھتا ہے اور لوگوں میں اکثر بلاشبہ فاسق ہیں۔

اَفَحُكۡمَ الۡجَاهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ ؕ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۵۰﴾

کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ ؕ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنایا کرو کیونکہ بعض ان کے بعض کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو ان سے دوستی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَعْضٍ ۭ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾	کرے گا بے شک وہ ان ہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تشریح:

قرآن حکیم کی حقیقت وفضیلت بیان کرنے کے بعد تکراراً اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ یہود ونصاریٰ کے معاملات میں جب کبھی آپ فیصلہ کرنے لگیں تو تورات وانجیل کی بجائے اس کتاب مبین کے مطابق فیصلہ کیا کریں جو آپ کی طرف نازل کردی گئی ہے۔ اگرچہ تورات وانجیل اپنے نزول کے زمانے میں رشد وہدایت کا سبب تھیں اور ان سے بھی پہلے جو کتابیں یا صحیفے انبیاء ورسل کو ملے، وہ سب حق اور سچ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کا نازل کرنے والا تھا لیکن اب ان سب پر نگہبان بنائی گئی کتاب کے مطابق فیصلے کرنے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی آخری کتاب کی سورۃ آل عمران میں تمام اہل کتاب سے خطاب فرمایا:

﴿لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۳/۷۱)﴾

تم حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو اور حق کو تم چھپاتے ہو حالانکہ حقیقت کو تم خوب جانتے ہو۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہود ونصاریٰ کو معلوم تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب حق اور سچ ہے۔ لیکن انہوں نے حق کو قبول نہ کیا اور انہوں نے مختلف طریقوں سے اہل اسلام کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے اور ان کو اسلام سے دور کرنے کی کوشش کی اور آج پھر ان کی کوشش اپنے عروج پر ہے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں قبیح ترین حربہ یہ بھی استعمال کیا:

﴿وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ (۳/۷۲)﴾

اور اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ جو مومنوں پر نازل کیا گیا ہے دن کے آغاز میں اس پر ایمان لے آؤ اور اس کے آخر میں اس کا انکار کردو شاید کہ وہ اپنے زمانہ جہالت والے دین پر لوٹ آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر کوشش کو ناکام کردیا اور ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

سورۃ آل عمران ہی میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَكُمْ وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ○ یٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ اَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ (۳/۶۹-۷۰)﴾

اہل کتاب میں سے ایک جماعت چاہتی ہے کہ کاش وہ تمہیں گمراہ کردے۔ حالانکہ وہ خود اپنے آپ کو گمراہ کررہی ہے اور وہ جانتی نہیں۔ اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیات کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ تم ان پر گواہ ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے تاکیداً فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی اتباع نہیں کرنی۔ بلکہ ہر فیصلہ طلب معاملے کو قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق طے کرنا ہے۔ ساتھ ہی آپ کو، ان کے خطرناک عزائم سے بچتے رہنے کا حکم بھی دے دیا۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کے بعض حصے کے بارے میں وہ آپ کو فتنے میں ڈال دیں۔

قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ کی روشنی میں آج بھی یہود و نصاریٰ کے قرآن حکیم کے بارے میں عزائم کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اہل اسلام کو عظیم فتنہ میں ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے ایمان اتنے مضبوط تھے کہ یہود و نصاریٰ اور عرب کے تمام مشرکوں کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔ لیکن آج کے مسلمانوں کی اکثریت اپنے دین سے اتنی ناواقف ہے کہ ان کو معلوم ہی نہیں ہوگا کہ قرآن حکیم میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے کہ نہیں۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے اور امت میں حفاظ کرام کی اتنی تعداد موجود ہے کہ طاغوتی طاقت اپنے عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ناکام رہی ہے اور ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے گی۔

تفسیر ابن جریر اور تفسیر القرطبی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے یہود کے علماء میں سے ابن صوریا، کعب بن اسد، ابن صلوبا اور شاس بن عدی نے آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہا: چلو محمد ﷺ کے پاس چلتے ہیں۔ شاید ہم اس کو اس کے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈال دیں۔ آخر انسان ہی تو ہیں، وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء ہیں۔ اگر ہم نے آپ کی اتباع کر لی تو یہود میں سے کوئی ہماری مخالفت نہیں کرے گا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان ایک جھگڑا ہے، ہم اس جھگڑے کو آپ کے پاس لے آتے ہیں۔ اس کا فیصلہ آپ ہمارے حق میں کر دیں۔ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ والی آیت نازل فرمادی۔

یوں نہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ پر بلکہ آپ کے ذریعہ امت محمدیہ پر واجب کر دیا گیا کہ تمام جھگڑوں اور تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب مبین کی روشنی میں طے کیا جائے گا۔ یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی اتباع نہیں کی جائے گی۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو ٹھکراتے ہیں، ان کے بارے میں بھی خبر دے دی گئی کہ اللہ ان کو ان کے گناہوں کی سزا دینے کا ارادہ رکھتا ہے یعنی ان کا انجام بہت برا ہوگا۔ ویسے بھی لوگوں کی اکثریت ان کی ہوتی ہے جو اللہ کی حدوں کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔ اسی لیے سورۃ الانعام میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (٦/١١٦)﴾

اور اگر آپ اس اکثریت کی اتباع کریں گے جو زمین میں ہے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔

یہود نے رسول اللہ ﷺ سے جو کام کروانا چاہا اللہ نے اس کو جاہلیت کا حکم قرار دیا۔ کیونکہ جاہلیت کے دور میں ایسے فیصلے ہوا کرتے تھے جیسے یہود نے خود اللہ کے نازل کردہ حدود کے قانون کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدل دیا تھا۔ شرفاء وامراء کو چھوڑ دیتے، کمزوروں اور غریبوں پر نافذ کر دیتے۔ رشوت لے کر حق کو پامال کرنے کو معیوب نہ سمجھتے تھے حالانکہ اللہ سے بڑھ کر صحیح فیصلہ کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔ خالق و مالک ہونے کے ناطے اپنی مخلوق کی اصلاح کے لیے جو قانون اس نے نازل فرمایا وہی بہترین تھا اور قیامت تک رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے نہ صرف یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے سے منع فرمایا بلکہ اس کے انجام سے بھی آگاہ کر دیا یعنی جو اُن سے دوستی کرے گا وہ ان میں سے ہو جائے گا۔ ان کا جو انجام ہوگا وہی اس کا ہوگا۔ جامع الترمذی ج۲ص ۲۲۹ ابواب: السیر ؓ میں سمرۃ بن جندب سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کے ساتھ نہ رہائش رکھو اور نہ ان کے معاملات میں ہی موافقت کرو پس جو ان میں رہے گا اور ان کے معاملات میں موافقت کرے گا وہ ان کی ہی مثل ہو جائے گا۔

سورۃ النساء میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا (۴/۱۴۴)﴾

اے ایمان والو! مومنوں کے علاوہ کافروں کو دوست نہ بنایا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے لیے اپنے اوپر واضح دلیل قائم کرلو۔

یعنی جب اسلام کا انکار کرنے والوں سے دوستی کرو گے تو تم بھی ان میں شمار ہو جاؤ گے۔ لہٰذا جو سزا ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے ملنے والی ہے تم بھی اس میں سے دوستی کے ناتے حصہ پاؤ گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو جو بھی ٹھکرائے گا یا ٹھکرانے والوں سے دوستی کرے گا وہ ان میں سے ہی ہو جائے گا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لیے اپنی مخلوق کے ہر عمل سے نہ صرف آگاہ ہے بلکہ ان کی نیتوں کا بھی اس کو علم ہوتا ہے لہٰذا اس نے یہود و نصاریٰ کے عزائم سے سورۃ البقرہ میں یوں خبر دی:

﴿وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْهُدٰى وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ (۲/۱۲۰)﴾

"یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے طریقہ کی پیروی نہیں کرتے۔ آپ کہہ دیں بے شک حقیقی ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے اور اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آچکا ہے تو اللہ کی طرف سے آپ کا کوئی دوست و مددگار نہیں ہوگا۔"

یہ خطاب سیدالانبیاء سے ہوا اور آپ کے ذریعہ آپ کی امت کو متنبہ کردیا گیا کہ جب یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی اتباع کی جائے گی تو اللہ کی طرف سے نصرت و مدد کا معاملہ ختم ہوجائے گا۔ ظاہر ہے کہ جب ان سے دوستی ہوگی تو ان کی خواہشات کا احترام کرنا ہوگا جو اہل اسلام کے حق میں کبھی فائدہ بخش نہ ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

سورۃ البقرہ میں مزید وضاحت ہوتی ہے:

﴿وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (۲/۱۴۵)﴾

"آپ کے پاس جو علم آچکا ہے اس کے بعد آپ نے اگر ان کی خواہشات کی اتباع کی تو آپ ضرور ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی اتباع سے روکتے ہوئے یہ اعلان بھی کروادیا کہ حقیقی ہدایت اللہ کی ہدایت ہے۔ یعنی قیامت تک اسی کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ اس کا ترک کرنا سراسر گمراہی ہوگی اور اللہ کا قانون ہے کہ ظالموں کو اپنی ہدایت سے نہیں نوازتا۔ ہدایت اسی کو نصیب ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حق ادا کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حل اللغت:

- ﴿وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ میں اَنِ ناصبہ، احْكُمْ فعل امر، بَیْنَهُمْ سے مراد اہل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب، بِمَآ کا مَا موصولہ، اَنْزَلَ فعل ماضی، لفظ اللّٰہُ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے: اور یہ کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایا۔

- ﴿وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ میں لَا تَتَّبِعْ امر نہی، اَهْوَآءَ هُمْ اس کا مفعول، احْذَرْ فعل امر اور هُمْ يَفْتِنُوْكَ کی کاف ضمیر مفعول، اور يَّفْتِنُوْ فعل مضارع اَنْ کی وجہ سے منصوب، جملے کا معنی ہے: اور آپ ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے محتاط رہیں کہ وہ آپ کو اس کے بعض کے بارے میں فتنہ میں نہ ڈال دیں جو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیا۔
- ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ﴾ میں فَاِنْ تَوَلَّوْا شرط اور اگلا جملہ جواب شرط میں اَنَّمَا کلمہ حصر، يُرِيْدُ اور يُّصِيْبَ فعل مضارع اور يُّصِيْبَ کے آخر میں زبر اَنْ ناصبہ کی وجہ سے آئی ہے۔ بِبَعْضِ کی باء بدلے کی، جملے کا معنی ہے: اگر وہ پھر جائیں یعنی اللہ کی بات قبول نہ کریں تو آپ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے سزا دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔
- ﴿وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اس کا اسم اور لَفٰسِقُوْنَ اسم فاعل فاسق کی جمع فَاسِقُوْنَ پر لام تاکید کا، اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور بے شک لوگوں میں سے اکثریت فاسقوں کی ہوتی ہے۔
- ﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ﴾ میں ہمزہ استفہامیہ انکاری، فَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ مفعول مقدم، يَبْغُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: کیا وہ جاہلیت والا فیصلہ چاہتے ہیں یعنی حق کو چھوڑ کر زمانہ جاہلیت کے فیصلوں جیسا فیصلہ کرانا چاہتے ہیں۔
- ﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ میں مَنْ استفہامیہ انکاری، اَحْسَنُ افعل تفضیل، مِنَ اللّٰهِ جار مجرور، حُكْمًا تمیز، لِّقَوْمٍ بھی جار مجرور، اور یہ بھی منقول ہے کہ حرف لام بمعنی عِنْدَ ہے۔ يُوْقِنُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے اور اللہ سے بڑھ کر از روئے انصاف فیصلہ کرنے والا یقین رکھنے والی قوم کے لیے اور کون ہو سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَھُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ﴾ میں یٰٓاَیُّھَا حرف ندا، الَّذِیۡنَ منادی، لَا تَتَّخِذُوا امر نہی، الۡیَھُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اس کے مفعول، اَوۡلِیَآءَ ان کا حال، بَعۡضُھُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ جملہ خبریہ، پورے جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنایا کرو کیونکہ بعض ان کا بعض کا دوست ہے یعنی وہ تمہارے دوست نہیں ہوسکتے۔ سورۃ المائدہ ہی میں اللہ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی: ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمۡ رٰکِعُوۡنَ (۵/۵۵)﴾ بے شک تمہارا دوست اللہ اس کے رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ اہل اسلام کی جماعت کا حصہ بنے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کا کام ہے کہ اپنے جیسوں سے دوستی کریں، جس سے ان کی دنیا اور آخرت سنورتی ہے۔

○ ﴿وَ مَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ﴾ میں مَنۡ یَّتَوَلَّھُمۡ مِّنۡکُمۡ شرط، فَاِنَّہٗ مِنۡھُمۡ اس کی جزاء، جملے کا معنی ہے کہ تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوجائے گا یعنی ان کا جو انجام ہوگا اس کا بھی ویسا ہی ہوگا۔ ان کے برے انجام میں وہ بھی حصہ دار ہوا۔

○ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰہ اس کا اسم اور اگلا حصہ اس کی خبر میں یَھۡدِی فعل مضارع، الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ اس کا مفعول، جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت سے نہیں نوازتا۔

شاید ذہن میں آئے کہ جب اللہ ہی ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا تو پھر ظلم کرنے میں ان کا کیا قصور ہے۔ یہ سوچ یا یہ خیال دراصل شیطانی ہے کیونکہ اس جملے ہی میں صراحت موجود ہے کہ اللہ کی ہدایت سے محروم وہ رہتے ہیں جو سرکشی اور نافرمانی کو اپنا کر اس پر ڈٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۸﴾ ....منافقوں کی سوچ اور محبوب قوم کی بشارت

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے آپ ان کو دیکھیں گے کہ ان میں یعنی یہود و نصاریٰ میں گھسے جارہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کوئی مصیبت ہم پر نہ آجائے۔ قریب ہے کہ اللہ فتح دے یا کوئی معاملہ اپنے پاس سے ایسا کردے کہ جو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپایا اس پر وہ نادم ہوجائیں۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور اہل ایمان کہیں گے کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی پکی قسمیں کھائی تھیں کہ بے شک وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال ضائع ہوئے، پس وہ گھاٹے میں ہوگئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ

اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت رکھتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مومنوں پر نرمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں وہ جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا بڑا جاننے والا ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ سے دوستی سے روکنے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ منافقوں کی سوچ و عمل سے بھی آگاہ کر دیا چونکہ ان کے ایمان دکھاوے کے ہوتے ہیں لہٰذا اللہ کے خوف کی بجائے لوگوں کا خوف ان کے دلوں میں سمایا رہتا ہے اور جن سے وہ خوفزدہ ہوتے ہیں ان کی طرف لپکے رہتے ہیں اور ان کی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں رہتے ہوئے اسلام سے محبت کا اظہار کرتے رہنا ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تذبذب کا شکار رہتے ہیں جبکہ مضبوط ایمان والے اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے دین حق کی سربلندی کے لیے طاغوتی طاقتوں سے ٹکرانے اور ان کے سامنے ڈٹ جانے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں، ہر قسم کی آزمائش میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

جنگ احزاب کے موقع پر جب کفار کا لشکر جرار مدینہ پر چڑھ آیا تو اس وقت منافقوں اور جن کے دلوں میں بیماری تھی، ان کا جو حال ہوا اور جو کچھ انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب میں وہ خود ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲/۳۳)﴾

"اور جب منافقوں اور جن کے دلوں میں بیماری تھی انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دھوکے کا وعدہ کیا، یعنی سچا وعدہ نہیں کیا۔"

ایمان کی کمزوری اور دلوں کی بیماری نے ان کو بزدل بنا دیا۔ دشمن کا لشکر دیکھتے ہی ان پر خوف طاری ہوگیا، راہِ فرار کے لیے حیلے بہانے کرنے لگے اور دوسروں کو بھی رغبت دلانے لگے:

﴿وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (۱۳/۳۳)﴾

"اور جب ان میں ایک جماعت نے کہا: اے اہل یثرب! تمہارے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں، پس لوٹ جاؤ اور ان میں سے ایک فریق نبی ﷺ سے اجازت لیتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے گھر خالی غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ وہ تو بھاگنے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں۔"

ان کی منافقت کو مزید اجاگر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا (۱۵/۳۳)﴾

"انہوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے یعنی میدان سے نہیں بھاگیں گے اور اللہ سے کیے گئے عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

لیکن جیسے ہی کفار کے لشکر کو دیکھا تو وعدہ نبھانے کی بجائے اہل ایمان کا ساتھ چھوڑنے پر تل گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر وہ میدان میں رہے تو دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جائیں گے اور موت کا خوف ان پر طاری ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے فاسد گمان کا رد کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے اعلان کرایا:

﴿قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۶/۳۳)﴾

آپ کہہ دیں اگر تم موت یا قتل ہونے سے بھاگو تو تمہارا بھاگنا تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا۔ ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرو گے تو تھوڑا سا فائدہ ہی اٹھا پاؤ گے۔ یعنی یہ وقتی بچاؤ ہوگا، کیونکہ ہر شخص نے طبعی موت مرنا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقت کے بدترین پہلو سے بھی یوں آگاہ کردیا:

﴿فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا (۱۹/۳۳)﴾

”جب خوف کا وقت آئے گا تو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف یوں دیکھ رہے ہوں گے کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہوں گی۔ اس شخص کی طرح کہ جس پر موت کی غشی طاری ہوچکی ہو، جب خوف کا وقت گزر جائے گا تو تیز زبانوں کے ساتھ بھلائی کی حرص رکھتے ہوئے آپ سے ملیں گے۔ وہی لوگ ہیں جو ایمان نہیں لائے تو اللہ نے ان کے اعمال ضائع کردیے، اللہ پر ایسا کرنا آسان ہے۔“

ابتلا کی گھڑی میں منافقوں کا اللہ تعالیٰ نے بہترین نقشہ کھینچا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسلمانوں میں رہتے ہوئے انہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی بھرپور کوشش کی اور آپ کے بعد نہ ختم ہونے والا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ بلکہ موجودہ دور میں تو ایسے لوگوں کا اثر ورسوخ بہت پھیل چکا ہے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے دور میں اپنے دین کی حفاظت فرمائی اور بعد میں بھی فرماتا رہا، ان شاء اللہ اب بھی فرمائے گا۔

منافقوں کے برعکس جنگ احزاب کے موقع پر اہل ایمان نے جب کفار کے لشکر کو دیکھا تو انہوں نے جو کہا، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی سورۃ الاحزاب کا حصہ بنادیا۔ ارشاد ہوا:

﴿وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا (۲۲/۳۳)﴾

”اور مومنوں نے جب لشکر کو دیکھا تو انہوں نے کہا: یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا اور وہ ایمان وتسلیم میں اور زیادہ ہوگئے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اہل اسلام کا ایمان و یقین ان کی فتح کا سبب بنا اور کفار کا دس ہزار کا لشکر ایک مہینہ کی خواری کے بعد نامراد واپس لوٹ گیا۔ پھر ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوتے ہی سارے عرب پر اسلامی پرچم لہرانے لگا اور رسول اللہ ﷺ کو ملنے والا مشن پایا تکمیل کو پہنچ گیا۔

ائمہ تفسیر نے سورۃ المائدہ کی ان آیات کے شان نزول کے بارے میں نقل کیا ہے کہ عبادہؓ بن صامت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یہودیوں سے میری بڑی دوستی ہے مگر میں اب ان تمام دوستیوں کو توڑتا ہوں اور مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دوستی ہی کافی ہے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے یہ سن کر کہا: میں آگا پیچھا سوچنے کا عادی ہوں، مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا۔ نہ جانے کس وقت کیا موقع پڑ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! تو عبادہؓ سے بہت ہی گھاٹے میں رہا۔

یہود ونصاریٰ سے دوستی رکھنے والوں کی عموماً یہی بیماری رہی ہے۔ حالانکہ اللہ جب چاہے اہل اسلام کو فتح یا اسی طرح کے کسی اور معاملے سے نواز سکتا ہے جس پر ممنوعہ دوستی کرنے والوں کو نادم ہونا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کے اعمال اس وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں کہ ظاہری طور پر وہ مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن ان کے دل یہود ونصاریٰ کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔ وفاداری کی قسمیں تو اہل اسلام کے لیے ہوتی ہیں لیکن حق ادا ان کے خلاف ہوتا ہے۔

منافقوں کی منافقت کو ارتداد سے تعبیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو متنبہ کر دیا کہ اگر تم نے اسلام سے منہ موڑا تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا کہ جو حقیقی طور پر اپنے رب سے محبت کرنے والے ہوں گے اور ان کا رب بھی ان کو محبوب رکھے گا۔ اپنے اہل ایمان بھائیوں کے ساتھ نرمی کرنے والے اور کفار پر سختی کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے جہاد کا حق ادا کریں گے اور اس بارے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی قطعاً پروا نہیں کریں گے۔

سورۃ البقرہ میں مزید وضاحت ہوتی ہے:

﴿وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲/۲۱۷)﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھرے گا اور اس کی موت کفر پر ہو جائے تو وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جاتے ہیں اور وہی جہنمی ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ سے دوستی کرتا ہے یا ان کی طاقت سے خوف زدہ ہو کر ان کی طرف دوڑا جاتا ہے یا ان کی اطاعت کرتے ہوئے ان کی خواہشات کی تکمیل میں لگ جاتا ہے۔ کفار کی بجائے اپنے ہی بھائیوں پر سختی کرتا ہے، طاغوتی طاقتوں کا مددمعاون بن جاتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کے دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اللہ کی طرف سے اس کا شمار کفار میں ہوتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں اس کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے محبوب بننے کا حق صرف ان کو ملتا ہے جو اس سے سچی محبت کرتے ہوئے اس کی اطاعت کا حق ادا کرتے ہیں اور ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے نیاز رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے کا جذبہ واقعی اللہ کا بہت بڑا فضل ہوتا ہے اور خوش نصیب ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ اس عظیم نعمت سے نواز دیتا ہے۔

حل اللغت:

- ﴿فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ﴾ میں فَتَرَى ناقص یائی سے فعل مضارع پر فاء سببیہ، الَّذِيْنَ موصولہ، فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اس کا صلہ، يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ نصب کے محل میں، جملے کا معنی ہے: جن کے دلوں میں بیماری ہے آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ ان میں یعنی یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔
- ﴿يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ﴾ يَقُوْلُوْنَ اور نَخْشٰى فعل مضارع، اَنْ تُصِيْبَنَا تُصِيْبَ اَنْ ناصبہ کی وجہ سے منصوب، نَا ضمیر مفعول، دَآئِرَةٌ فاعل، جملے کا معنی ہے: وہ کہتے ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہمیں کوئی مصیبت پہنچے گی۔
- ﴿فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ﴾ میں فَعَسٰى فعل مقارب، لفظ اللّٰهُ اس کا اسم اور اگلا جملہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: قریب ہے کہ اللہ فتح سے نواز دے یا کوئی اور معاملہ عنایت کر دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ﴾ میں يُصْبِحُوْا فعل مضارع ناقص، مَا موصولہ، اَسَرُّوْا فعل ماضی، نٰدِمِيْنَ خبر ہونے کی وجہ سے منصوب، جملے کا معنی ہے: پس انہوں نے جو اپنے دلوں میں چھپایا اس پر وہ نادم ہو جائیں گے۔
- ﴿وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ يَقُوْلُ فعل مضارع، الَّذِيْنَ موصولہ، اٰمَنُوْٓا اس کا صلہ، أ ہمزہ استفہامیہ، الَّذِيْنَ موصولہ، اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ اس کا صلہ، جَهْدَ مصدر ہونے یا حال ہونے کی وجہ سے منصوب، جملے کا معنی ہے: اور وہ لوگ جو ایمان لائے وہ کہتے ہیں کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی پکی قسمیں کھائی تھیں۔
- ﴿اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ﴾ مَعَكُمْ پر لام تاکید کا یا جواب قسم، حَبِطَتْ فعل ماضی، اَعْمَالُهُمْ اس کا فاعل، فَاَصْبَحُوْا فعل ناقص، خٰسِرِيْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ گھاٹا پانے والے ہو گئے۔ یہ ان کی منافقت کی سزا تھی۔
- ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ﴾ میں يٰٓاَيُّهَا حرف ندا، الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادی، مَنْ شرطیہ، يَّرْتَدَّ فعل مضارع، مِنْكُمْ جار مجرور، عَنْ دِيْنِهٖ مرکب جاری، سَوْفَ پر فاء جواب شرط، يَاْتِي فعل مضارع، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، بِقَوْمٍ حالت جری میں مفعول، يُحِبُّ وَ يُحِبُّوْنَ دونوں فعل مضارع، پہلا واحد مذکر غائب اور دوسرا جمع مذکر غائب، هُمْ اور ہ دونوں ضمیریں منصوب، جملے کا معنی ہے: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم میں سے جو اپنے دین سے پھرے گا اللہ تعالیٰ عنقریب ایسے لوگوں کو لائے گا جن کو وہ محبوب رکھتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔
- ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ میں اَذِلَّةٍ ذلیل کی جمع، اَعِزَّةٍ عزیز کی جمع، دونوں قوم کی صفتیں، جملے کا معنی ہے: جو مومنوں پر نرمی کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے ہوں گے جیسے مومنوں کے بارے میں سورۃ الفتح میں ارشاد ہوا ہے: ﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (۲۹/۴۸)﴾ وہ کفار پر سختی کرنے والے اور آپس میں ایک دوسرے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحم کرنے والے ہیں۔

- ﴿يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ يُجَاهِدُوْنَ اور يَخَافُوْنَ دونوں فعل مضارع، فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مرکب جاری، لَوْمَةَ لَآئِمٍ مرکب اضافی مفعول، جملے کا معنی ہے: وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ یہ دونوں جملے بھی اللہ کی محبوب قوم کی صفتیں ہیں۔
- ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ، فَضْلُ اللّٰهِ مشارالیہ، دونوں مل کر مبتدا، يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ مبتدا خبر، اس کا معنی ہے: اور اللہ وسعت وعلم والا ہے۔

﴿۱۹﴾ ...... حزب اللہ کی پہچان اور دین کا مذاق اڑانے والوں سے دوستی کی مخالفت

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾	بے شک تمہارا دوست اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اللہ کے لیے جھکانے والے ہیں
وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور جو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، دوستی کرلے گا تو وہ جان لے کہ بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب آنے والی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

اے ایمان والو! جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور جو کافر ہیں ان میں سے ان کو دوست نہ بناؤ، جو تمہارے دین کو مذاق وکھیل سمجھتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم ایمان والے ہو۔

وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اس کو ہنسی مذاق اور کھیل کا ذریعہ بناتے ہیں اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ سے دوستی کرنے سے روکنے اور مرتد ہونے والوں کے ارتداد کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے بعد اہل ایمان پر واضح کر دیا کہ ان کے حقیقی محب و ناصر اور حمایتی اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور وہ اہل ایمان ہیں جو اللہ کی طرف سے فرض ہونے والی نمازیں قائم کرتے ہیں اور صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کی بندگی عبادت خشوع وخضوع سے کرتے ہیں۔ غیر مسلموں کی جماعت سے الگ ہو کر اہل ایمان کی جماعت سے جڑے رہتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے مدد ومعاون ہونے کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔

تفسیر القرطبی میں جابرؓ بن عبداللہؓ سے مروی ہے: عبداللہؓ بن سلام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہم سے قطع تعلقی کر لی ہے اور انہوں نے قسمیں کھائی ہیں کہ ہماری مجالس میں شریک نہیں ہوں گے چونکہ آپ کے صحابہؓ کے گھر ہمارے گھروں سے دور ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ہم ان کی مجالس میں شرکت نہیں کر سکتے تو ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ﴾ والی آیت نازل ہوئی۔ آیت مبارکہ سن کر عبداللہؓ بن سلام نے کہا: ﴿رَضِينَا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ اَوْلِيَآءَ﴾ ہم اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی دوستی پر راضی ہو گئے۔

امام القرطبی نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ وَ الَّذِينَ اٰمَنُوا سے مراد تمام مومنوں کی جماعت ہے۔ انہوں نے ابو جعفر محمد بن علیؒ بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ: ان سے پوچھا گیا کیا یہ آیت حضرت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی، تو انہوں نے کہا: ﴿عليٌّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ علی بھی مومنوں میں سے ہیں۔ یعنی یہ آیت مومنوں کے لیے عام ہے۔

وَهُمْ رَاكِعُونَ کے بارے میں تفاسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ علیؓ نے نماز پڑھتے ہوئے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو اپنی انگوٹھی صدقہ کر دی۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۲۲ میں اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

الکشاف کے ذیل میں اس کی تخریج سے اس کا ضعف ثابت ہوتا ہے اور حافظ ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق اس سلسلے میں مروی روایات میں سے کسی ایک کی سند صحیح نہیں اور رجال بھی ثقہ و ثابت نہیں لہٰذا اس سے مراد تمام اہل ایمان ہیں۔

سورۃ الانعام میں اسلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُونَ ۞ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۶/۱۲۶، ۱۲۷)﴾

"اور یہ آپ کے رب کی راہ سیدھی ہے۔ بے شک ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے آیات واضح طور پر بیان کر دی ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہوگا اور جو وہ کیا کرتے تھے اس کے سبب وہ ان کا ولی ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر واضح کر دیا کہ کفار ان کے دوست اور خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ اگر ان کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس رسول ﷺ پر ضرور ایمان لے آتے جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا جن پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو پہلی کتابوں میں اللہ کی دی گئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ان میں کی جانے والی تحریف کی نشاندہی بھی کرنے والی ہے اور امت محمدیہ کے ہر مسلمان پر واجب کرتی ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان نبیوں اور رسولوں پر بھی ایمان رکھے جو ان سے پہلے مبعوث ہوئے۔ حالانکہ یہود عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم نہ کیا جبکہ اہل اسلام پر اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے والے انبیاء و رسل علیہم السلام اور ان کو دی جانے والی تمام کتابوں پر ایمان رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بشارت بھی دے دی کہ جو اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو دوست رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کا فرد ہوگا جو غالب آنے والی ہے۔قرآن حکیم میں پہلی قوموں کے واقعات بیان کرکے دی گئی بشارت کی تائید فرمائی کہ اللہ کی جماعت ہمیشہ غالب رہی اور اللہ سے منہ موڑنے اور اس کے نبیوں کی مخالفت کرنے والے تباہ ہوگئے۔ جہانوں کے لیے اللہ نے ان کو عبرت بنادیا۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکوں سے خاص طور پر ان سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے سے بالکل ہی روک دیا ہے کہ جو ہمارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیونکہ جب ایسے لوگوں کو دوست بنایا جائے گا تو اپنے دین سے محبت اور وابستگی میں یقیناً فرق آجائے گا۔ انسان کا اصل سرمایہ اس کا ایمان دن بدن کمزور ہوتا جائے گا۔ بے دینی اور بدعملی کا رجحان اس کو بے غیرت اور بے حیا بنادے گا۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے حربوں سے بچنے کا طریقہ بھی اللہ نے سمجھا دیا کہ اس کے خوف سے اپنے دلوں کو ہمیشہ مزین رکھو، ذہن میں اس بات کو جمائے رکھو کہ ایک دن تم نے اپنے رب کے سامنے حاضر ہوکر اپنے کئے کا حساب دینا ہے اور اس کی حکم عدولی کرنے والوں کا انجام جہنم ہے۔ مدینہ میں جب اسلامی ریاست قائم ہوئی اور نمازوں کے اوقات کے بارے میں مطلع کرنے کے لیے اذان کا سلسلہ جاری ہوا تو اسلام سے دشمنی رکھنے والوں میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی دوستی کرنے سے منع کردیا۔

اذان کے بارے میں عجیب نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رات پانچ نمازوں کا تحفہ تو دیا لیکن ان کے لیے اہل اسلام کو کیسے جمع کیا جائے گا، اس کے بارے میں کوئی ہدایت نہ دی۔ چنانچہ بخاری اور مسلم کے باب بدأ الاذان میں ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ جب مسلمان مدینہ آئے تو نمازوں کے اوقات کا اندازہ کرکے جمع ہوجایا کرتے تھے۔ کوئی اس کی منادی کرنے والا نہ تھا۔ ایک دن صحابہؓ نے اس بارے میں مشورہ کیا۔ بعض نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح تم بھی ناقوس بجا کر مسلمانوں کو نمازوں کے اوقات کے بارے میں مطلع کیا کرو، بعض نے کہا: یہود کے قرن کی مثل تم قرن پھونکا کرو، عمر فاروقؓ نے مشورہ دیا کہ تم کسی آدمی کو لوگوں میں نماز کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے کیوں نہیں بھیجتے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا اٹھو، لوگوں میں نماز کے لیے اطلاع کرو۔

ابن ماجہ ص ۵۱ کی روایت کے مطابق ﴿إِنَّ النَّبِيَّ صلى اللّٰهُ عَليه وسلم إِسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يُهِمُّهُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَذَكَرُوْا الْبُوقَ فَكَرِهَهُ مِنْ أَجلِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ ذَكَرُوْا النَّاقُوسَ فَكَرِهَهُ مِنْ أَجلِ النَّصَارٰى فَأُرِيَ النِّدَآءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ ابنُ زَيْدٍ﴾

''نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے اس چیز کے بارے میں مشورہ کیا جو ان کو نماز کی طرف متوجہ کردے، صحابہؓ نے بوق یعنی نرسنگے کا ذکر کیا۔ آپ نے یہود کی وجہ سے اس کو ناپسند کیا۔ صحابہؓ نے پھر ناقوس کا ذکر کیا، آپ نے نصاریٰ کی وجہ سے اسے بھی اچھا نہ سمجھا۔ پھر اسی رات انصار کے ایک آدمی عبداللہ بن زید کو اذان دکھائی یعنی سکھائی گئی۔''

ابوداؤد ص ۷۱ میں عبداللہ بن زید کا اپنا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا: اللہ کے بندے! یہ ناقوس فروخت کرو گے۔ اس نے پوچھا: تم اس سے کیا کرو گے۔ میں نے جواب دیا: ہم لوگوں کو نماز کی طرف بلائیں گے۔ اس نے کہا: میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ میں نے کہا: ضرور بتاؤ، اس نے کہا: تم چار مرتبہ اللہ اکبر، دومرتبہ اشهد ان لا اله الا الله، دومرتبہ اشهد ان محمدا رسول الله، دومرتبہ حی علی الصلوٰۃ، دومرتبہ حی علی الفلاح، دومرتبہ الله اکبر اور ایک مرتبہ لا اله الا الله کہا کرو۔ حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پورے پورے الفاظ مروی ہیں۔

تھوڑی دیر مجھ سے دور ہونے کے بعد اس نے کہا۔ جب تم نماز کی اقامت کہنے لگو تو دو مرتبہ اللّٰہ اکبر، ایک مرتبہ اشهد ان لا اله الا اللّٰه، ایک مرتبہ اشهد ان محمدا رسول اللّٰه، ایک مرتبہ حی علی الصلوٰۃ، ایک مرتبہ حی علی الفلاح، دو مرتبہ قد قامت الصلوة، دو مرتبہ اللّٰہ اکبر، اور ایک مرتبہ لا اله الا اللّٰه کہا کرو۔ حدیث میں پورے پورے الفاظ مروی ہیں۔

عبداللہ بن زید کا بیان ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے خواب کے بارے میں بتایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو تم نے دیکھا ہے اس کو بتاتے جاؤ۔ تاکہ وہ انہی الفاظ کے ساتھ اذان دے۔ کیونکہ اس کی آواز تمہاری آواز سے اونچی ہے۔ چنانچہ میں بلالؓ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ان کو اذان کے الفاظ بتاتا رہا اور وہ اذان دیتے رہے۔

جب اذان دی گئی اس وقت عمر بن الخطاب اپنے گھر میں تھے۔ اذان سنتے ہی اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی کی مثل خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ﴾

ابن ماجہ: باب بدأ الاذان، ص ۵۱ میں امام زہری کے حوالے سے منقول ہے:

﴿وَزَادَ بِلَالٌ فِيْ نِدَاءِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَقَرَّهَا رسول الله صلى الله عليه وسلم﴾

"اور بلالؓ نے نماز فجر کی اذان میں ﴿اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ﴾ (یعنی سوئے رہنے سے بہتر نماز ہے) کا اضافہ کر دیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح برقرار رکھا۔"

چنانچہ غزوہ حنین یعنی ۸ ہجری کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہؓ کو جب خود اذان کی تعلیم دی تو آپ نے فرمایا: فان كان صلوة الصبح قلت الصلوة خير من النوم، الصلوة خير من النوم، جب صبح کی نماز کی اذان ہو تو دو مرتبہ تم نے ﴿اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ﴾ کہنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ابوداؤد (ص۷۲) کی روایت کے الفاظ ہیں۔

مشکوۃ المصابیح ص۶۴ میں امام مالک کے حوالے سے مروی ایک روایت ہے کہ ان کو خبر ملی ہے کہ موذن اذان دینے کے بعد عمرؓ کو صبح کی نماز کے بارے میں مطلع کرنے آیا اور ان کو سویا ہوا پایا تو موذن نے کہا: ﴿اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ﴾ تو عمر فاروقؓ نے اس کو حکم دیا: ﴿اَنْ یَجْعَلَھَا فِیْ نِدَاءِ الصُّبْحِ﴾ کہ ان الفاظ کو صبح کی اذان میں کہا کرو۔

اس مذکورہ روایت سے شبہ ہوتا ہے کہ عمر فاروقؓ کے حکم سے ان الفاظ کو صبح کی اذان کا حصہ بنایا گیا تھا حالانکہ ایسی بات نہیں، بلکہ انہوں نے موذن کو حکم دیا کہ سوئے ہوئے امیر کو جگانے کے لیے ان الفاظ کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ امیر اس حقیقت سے خوب واقف ہے۔ جس وقت کی اذان کا یہ حصہ ہے اسی میں ان کو کہا کرو، کیونکہ بلال مدینہ میں ان الفاظ کے ساتھ صبح کی اذان دیا کرتے تھے اور ابومحذورہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ۸ ہجری میں خود سکھائے۔

ابومحذورہؓ کی اذان کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم دو دو مرتبہ ﴿اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ﴾ کہہ چکو تو مزید بلند آواز سے دو دو مرتبہ ان کو دوہرایا کرو: چونکہ مکہ ۸ ہجری میں فتح ہوا اور اس سے پہلے اہل مکہ میں سے جو مشرک تھے، وہ ان دو کلمات کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور اہل اسلام سے انہی دو کلمات کی وجہ سے جنگیں ہوئی تھیں، لہٰذا آپ نے انہی دو کلمات کو چار چار مرتبہ کہنے کی ابومحذورہؓ کو تعلیم دی۔

لہٰذا ابومحذورہؓ کی اذان کی اقامت ''قد قامت الصلوۃ'' کے علاوہ بلالؓ کی اذان بن جاتی ہے اور بلال کی اقامت اکہری ہو جاتی ہے جیسا کہ بخاری: کتاب الاذان، مسلم کتاب الصلوۃ میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک سے واضح ہوتا ہے:

﴿عن انس قال اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُوْتِرَ الْاِقَامَۃ﴾

انس سے مروی ہے، بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دوہری کہیں اور اقامت اکہری، کیونکہ اذان دور سے لوگوں کو بلانے کے لیے اور اقامت مسجد میں جمع ہونے والوں کے لیے ہوتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نماز خود فرض کی لیکن اذان واقامت کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیا۔ جب مشاورت کے ذریعہ اس کو طے کرنے کی کوشش ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ راہنمائی فرمائی اور اس دعوت کو قبول کرنے والے کے لیے بہت بڑی بشارت سنائی۔ صحیح بخاری ص۸۶ میں جابرؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سن کر یہ دعا مانگی قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی: ﴿اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ﴾ اس دعوت تامہ اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ وفضیلہ عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

صحیح مسلم ج۱ص۱۶۶-۱۶۷ کی روایات کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اس کی مثل تم بھی کہتے رہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو، جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت کا نزول کرتا ہے۔ پھر میرے لیے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرو، وہ جنت میں ایک منزل ہے۔ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لیے ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں۔ لہٰذا جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

عمر فاروق کے مطابق اذان کے کلمات ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حیّ عَلَی الْفَلَاح﴾ کے جواب میں جس نے ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ خلوص دل سے کہا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اذان سنی اور اس نے کہا: ﴿اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا غُفِرَلَہٗ ذَنْبُہٗ﴾

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا جس نے یہ کہا: اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جب اذان سننے اور اس کا مسنون جواب دینے کی اتنی فضیلت ہے تو مسجد میں آ کر نماز پڑھنے والے کی فضیلت کیا ہوگی۔ اس کے باوجود جو کوئی اذان یا نماز کا مذاق اڑاتا ہے تو اللہ نے ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔

حل اللغت:

- ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ میں اِنَّمَا کلمہ حصر، وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ سے ثابت کیا گیا ہے کہ اصالۃً ولایت اللہ تعالیٰ کی اور اسی کے تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی بھی ہے اسی لیے اولیاء کی بجائے وَلِيُّكُمْ لایا گیا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا موصولہ صلہ کا عطف رَسُوْلٌ پر ہے، جبکہ دوسرا موصولہ صلہ پہلے کی صفت ہے۔ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ حال، جملے کا معنی ہے: بے شک تمہارا حقیقی دوست و مددگار اللہ، اس کے رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور مومنوں کی جماعت کے ساتھ اللہ کے لیے جھکنے والے ہیں۔
- ﴿وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ میں جملے کا پہلا حصہ اٰمَنُوْا تک شرط اور بقیہ اس کی جزا، جو قیامت تک دائمی بشارت، جملے کا معنی ہے: اور جس نے اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان سے دوستی کی، پس وہی لوگ نہ صرف اللہ کی جماعت ہیں بلکہ وہی دشمن پر غالب آنے والے ہیں۔
- ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ﴾ يٰۤاَيُّهَا حرف ندا، الَّذِيْنَ منادی، لَا تَتَّخِذُوا امر نہی، الَّذِيْنَ موصول، اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا اس کا صلہ، مِّنَ الَّذِيْنَ سے الْكُفَّارَ تک اس کا بیان، جملے کی صورت میں مفعول اول اور اَوْلِيَآءَ مفعول ثانی، جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! جو تمہارے دین کو کھیل اور مذاق سمجھتے ہیں، ان کو دوست نہ بناؤ، ان میں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور جو کافر ہیں۔ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ میں اِتَّقُوا فعل امر، لفظ اللّٰهَ اس کا مفعول، اس کا معنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

- ﴿اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ میں اِنْ شرطیہ، کُنْتُمْ فعل ناقص، مُؤْمِنِيْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اگر تم مومن ہو، ایسی شرط جو اپنی جزا سے مستغنی ہوتی ہے۔
- ﴿وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا﴾ میں اِذَا شرط، نَادَيْتُمْ فعل ماضی، اِلَى الصَّلٰوةِ جار مجرور، اتَّخَذُوْا فعل ماضی، هَا ضمیر اس کا مفعول، هُزُوًا وَّ لَعِبًا اس کا بیان، جملے کا معنی ہے: اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اس پکار کو مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں۔
- ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ، بِاَنَّهُمْ کی باء سببیہ، اَنَّ مشبہ بفعل، هُمْ ضمیر استہزا کے مرتکب ہونے والوں کی طرف راجع، قَوْمٌ مشبہ بفعل کی خبر، لَّا يَعْقِلُوْنَ پورے جملے کی خبر، جملے کا معنی ہے: وہ ایسی قوم ہے جو عقل نہیں رکھتی۔

﴿۲۰﴾ .... اہل کتاب کی اہل ایمان سے دشمنی کی وجہ اور ان کا اپنا حال

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾	آپؐ کہہ دیں۔ اے اہل کتاب! تم ہمارے ساتھ دشمنی اس لیے کر رہے ہو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو پہلے نازل کیا گیا اس پر اور اکثر تمہارے فاسق ہیں۔
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ	آپ کہہ دیں کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ اللہ سے بُرا اجر پانے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

کون ہیں۔ وہ کہ جس پر اللہ نے لعنت فرمائی اور جس پر اللہ غضبناک ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور وہ کہ جنہوں نے باطل معبودوں کی عبادت کی، وہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا برا ہوگا اور وہ راہ راست سے بہت بھٹکے ہوئے ہوں گے۔

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور وہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم ایمان لائے۔ حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ چھپایا کرتے تھے۔

وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور آپ ان میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ گناہ اور زیادتی کے کاموں اور حرام کھانے کی طرف وہ لپک رہے ہیں۔ بہت برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

ان کے علماء وشیوخ ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے۔ بے شک بہت برا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

تفسیر القرطبی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہود کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ جس میں ان کے سردار ابویاسر بن اخطب اور رافع بن ابی رافع بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کن رسولوں علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو آپ نے سورۃ آل عمران کی اس آیت کی تلاوت فرمادی۔ لیکن قُلْ اٰمَنَّا کی بجائے نُؤْمِنُ کہا یعنی ہم ایمان رکھتے ہیں:

﴿قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۳/۸۴)﴾

"آپ کہہ دیں ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر بھی کہ جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ عیسیٰ اور نبیوں علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا اور ان میں سے کسی ایک کے بارے میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو جھکانے والے ہیں۔"

جب یہودی جماعت نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام سنا تو انہوں نے ان کی نبوت کا انکار کردیا اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ اہل دین میں سے دنیا اور آخرت میں سب سے کم حصہ پانے والا آپ کے علاوہ کوئی اور ہو، اور آپ کے دین سے بڑھ کر کوئی اور برا دین ہو، ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ والی آیات نازل فرمادیں۔

یہود و نصاریٰ نے مل کر اہل اسلام کے خلاف کھلی دشمنی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس کی وجہ بھی وہی ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کیا۔ حالانکہ اسلام اللہ کا ایسا دین ہے کہ اس کے ماننے والوں پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے اور اس کی طرف سے مبعوث ہونے والے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام پر اس طرح ایمان رکھا جائے کہ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں کسی قسم کا فرق نہ کیا جائے اور انبیاء و رسل علیہم السلام کو ان کی بعثت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت میں ان کو جو کچھ دیا گیا اس کو بھی حق مانا جائے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہود و نصاریٰ سید الانبیاء محمد رسول اللہ پر ایمان لے آتے اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے دین حق کو دنیا میں پھیلاتے۔ یہود نے اس لیے مخالفت کی کہ اہل اسلام عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہیں جبکہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کو ٹھکرا دیا اور متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی روایات کے مطابق نعوذ باللہ سولی پر چڑھوا دیا۔

حیرت تو نصاریٰ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے روح اللہ ہونے اور مختلف معجزات دیے جانے اور آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا ذکر قرآن حکیم میں فرمایا اور ان کی والدہ ماجدہ کے پاک دامنہ ہونے کی گواہی دی۔ اس پر تو ان کو اہل اسلام کا شکر گزار ہو کر ان کا مدد معاون بن جانا چاہیے تھا لیکن انہوں نے یہود کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں کا خون بہانا اپنا فرض بنا لیا ہے۔

یہود و نصاریٰ دونوں نے یہ نہیں سوچا اور نہ غور کیا کہ اسلام ان کے نبیوں علیہم السلام کی مخالفت نہیں کرتا، ان کی عزت و تعظیم کی پاسداری کرتا ہے۔ اسلام کی وہی دعوت ہے جو تمام نبیوں علیہم السلام کی اپنے اپنے وقت میں تھی۔ زمانہ کے ساتھ ان نبیوں کی دعوت و تعلیم میں جو رد و بدل ہوا اسلام اس کی اصلاح کرتا ہے۔ ان کے برے احبار و رہبان نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے جو طریقے گھڑ لیے تھے اور لوگوں سے مال لے کر ان کی خواہشات کے مطابق فتوے دیا کرتے تھے۔ اس کی نشاندہی کرتا ہے ظاہر ہے کہ راہ حق سے ہٹنے والوں کو یہ بات کیسے پسند آسکتی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اسلام کی مخالفت میں اپنی عافیت سمجھی اور برائی پر ڈٹ گئے۔

سورۃ التوبۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ(۹/۳۴)﴾

اے ایمان والو! بے شک بہت سے احبار و رہبان لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

سورۃ التوبہ ہی کے الفاظ ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۹/۳۰، ۳۱)﴾

''اور یہود نے کہا: عزیز علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ بات ان کے اپنے مونہوں کی ہے جن لوگوں نے ان سے پہلے کفر کیا، یہ ان کی مثل ایسا کہہ رہے ہیں، اللہ ان کو قتل کرے، کہاں بہکے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے احبار و رہبان کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو ایک حقیقی معبود کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ معبود حقیقی صرف وہی ہے جو وہ شرک کرتے ہیں اس سے وہ پاک ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ اور علماء و شیوخ کی حقیقت اس طرح بیان فرمادی کہ کوئی سلیم العقل انسان اس کا منکر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی یا رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور اپنی بندگی عبادت کا حکم اپنی قوم کو دے۔ سورۃ ال عمران میں اللہ تعالیٰ نے اس کی خود ہی وضاحت فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ (۳/۷۹)﴾

''کسی انسان کو مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب و حکم اور نبوت سے نوازے اور وہ لوگوں سے کہے: اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ کہے گا کہ جو کتاب تم پڑھاتے اور پڑھتے ہو، اس کے سبب ربانی یعنی رب والے ہو جاؤ۔''

عجیب بات یہ ہے کہ عہد نامہ جدید اور عہد نامہ قدیم میں غیر اللہ کو سجدہ کرنے اور اس کی عبادت سے روکا گیا ہے۔ متی کی انجیل کے باب ۴ کی آیت ۸ تا ۱۱، پھر ابلیس اسے یعنی یسوع کو اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی سب سلطنتیں اور ان کی شان و شوکت دکھائی اور اس سے کہا: اگر تو جھک کر مجھے سجدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے کہا: اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔

عہد نامہ قدیم کی کتاب احبار کے باب ۲۶ کی پہلی آیت ہے: بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جا رہا ہے۔ تم اپنے لیے بت نہ بنانا اور نہ کوئی تراشی ہوئی مورت یا لاٹ اپنے لیے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں کوئی شبیہ دار پتھر رکھنا کہ اس کو سجدہ کرو، اس لیے کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ بائبل کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ لفظ LORD کا ترجمہ خداوند کیا جاتا ہے اور یہ لفظ انسانوں اور خدا کے لیے اکثر استعمال ہوا ہے۔

مذکورہ دو حوالوں سے عیاں ہوتا ہے کہ یہودیت اور نصرانیت میں بھی اللہ کے سوا کسی کی بندگی اور عبادت کرنے کی اجازت نہیں لیکن ان کے برے علماء اور شیوخ نے اپنے مفادات کی خاطر اپنے لوگوں کو اسلام سے دور رکھا لیکن بہت سے خوش نصیب ایسے بھی تھے جو اہل اسلام کے قریب آئے اور اسلام قبول کر کے انہوں نے دوہرا اجر پالیا۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب یہود کی جماعت نے اسلام کے بارے میں بدزبانی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو خود جواب دلوایا کہ اللہ کے نزدیک برا اجر پانے والے وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی یعنی ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور جن پر وہ غضبناک ہوا ان کو بندر اور سور بنا دیا اور وہ ہوں گے جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی، وہی بدترین جگہ میں ہوں گے۔ یہود و نصاریٰ کے برے اور منافقت میں غرق لوگوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا کہ جس طرح کفر لئے آتے ہیں اسی کفر کے ساتھ چلے جاتے ہیں۔ ان کی بدنصیبی ہے کہ ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔ اکثر لوگوں کے رجحان میں بڑے تیز ہوتے ہیں۔ ان کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ ایسی برائی کو اپنا رہے ہیں جس کا انجام بہت ہی برا ہے۔ علماء و شیوخ کے بارے میں بڑی زبردست ڈانٹ کا ذکر ہوا ہے یعنی یہود و نصاریٰ کے اہل علم نے اپنی قوموں کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں منع نہ کیا۔ ان کا خاموش رہنا، ان کے لیے بہت برا تھا کیونکہ لوگوں کو برائی سے ہٹانا اور اچھائی کی طرف لگانا ان پر واجب تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفسیر درمنثور ج۳ص۲۹۶ اور تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے کہ علیؓ نے اپنے ایک خطبے میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی بناء پر ہلاک کردیے گئے کہ وہ برائیاں کرتے تھے اوران کے عالم اور اللہ والے خاموش رہتے تھے، جب ان میں یہ عادت پڑ گئی تو اللہ نے ان کو قسم قسم کی سزائیں دیں۔ اس سے پہلے کہ ان پر جو عذاب آئے وہ تم پر بھی آ جائے، بھلائی کا حکم کیا کرو اور برائی سے لوگوں کو روکا کرو، اس لیے کہ یہ نہ رزق قطع کرتا ہے اور نہ ہی موت کو قریب کرتا ہے۔

جامع الترمذی ج۲ص۳۹ میں حذیفہؓ سے مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم اچھائی کا حکم ضرور دیتے رہنا اور برائی سے ضرور روکتے رہنا۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تم پر عذاب بھیجے۔ پھر تم دعائیں مانگو اور وہ قبول نہ ہوں۔''

صحیح مسلم (ج۱،ص۵۱) اور سنن النسائی (ج۲،ص۲۶۵) کی کتاب الایمان میں ابوسعید الخدری سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی برائی دیکھے اور اگر صاحب قوت واختیار ہو تو اس کو قوت سے روکے۔ اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل میں برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہوگی۔

امام ترمذی نے اس روایت کو ابواب الفتن (ج۲،ص۳۹) میں نقل کیا ہے۔

لہٰذا علمائے امت محمدیہ کا فرض ہے کہ جہاں بھی شریعت کی خلاف ورزی ہوتی دیکھیں تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق عمل کریں۔ بنواسرائیل کے علماء ورھبان جیسا بننے سے بچیں۔

حل اللغت:

- ﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾ میں قُلْ فعل امر، يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ حرف ندا ومنادی، هَلْ استفہامیہ انکاری، تَنْقِمُوْنَ فعل مضارع، اٰمَنَّا فعل ماضی، جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں: اے اہل کتاب! تم ہم سے دشمنی اس لیے کررہے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ﴾ میں مَآ دونوں جگہ موصولہ، اُنْزِلَ فعل ماضی مجہول، مِنْ حرف جر ہے جس کا تقاضا ہے کہ قبل پر پیش کی بجائے زیر ہونی چاہیے۔ اصل میں عبارت یوں ہے مِنْ قَبْلِ هٰذَا الزمان پھر هٰذَا الزَّمَانِ کو حذف کر کے قَبْلُ پر پیش ڈال دی گئی۔ جملے کا معنی ہے: اور اس پر ایمان لے آئے جو ہماری طرف اور جو پہلے نازل کیا گیا۔
- ﴿وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ میں اَنَّ مشبہ بفعل، اَكْثَرَكُمْ اس کا اسم، اور فٰسِقُوْنَ اس کی خبر، یہ جملہ علت انکار ہے اور اس کا معنی ہے: اور بے شک اکثر تمہارے فاسق ہیں۔
- ﴿قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ﴾ میں قُلْ اُنَبِّئُ فعل مضارع واحد متکلم اور کُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول، مَثُوْبَةً مصدر میمی بمعنی ثواب واجر شَرٍّ کی تمیز، یہ لفظ عموماً خیر کی جزا کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں استہزاءً لایا گیا ہے۔ جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں، کیا میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں کہ اللہ کے پاس اس سے برا اجر پانے والا کون ہوگا۔
- ﴿مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ﴾ میں مَنْ موصولہ، لَعَنَ، غَضِبَ، جَعَلَ اور عَبَدَ چاروں فعل ماضی، الْقِرَدَةَ اَلْقِرْدُ اور اَلْخَنَازِيْرَ اَلْخِنْزِيْرُ کی جمع دونوں جَعَلَ کے مفعول، الطَّاغُوْتَ سے مراد شیطان اور ہر وہ شے ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے۔ جملے کا معنی ہے: وہ کہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ غضبناک ہوا اور ان میں جن کو بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی عبادت کی۔
- ﴿اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾ میں اُولٰٓئِكَ مبتدا، شَرٌّ اس کی خبر، مَّكَانًا تمیز، اَضَلُّ افعل تفضیل، عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ مرکب جاری اور واؤ عاطفہ کا عطف شَرٌّ پر، جملے کا معنی ہے: وہی ہیں جو ازروئے ٹھکانے کے برے ہوں گے اور راہ راست سے بہت زیادہ بھٹکنے والے ہوں گے۔
- ﴿وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ﴾ میں جَآءُوْ، قَالُوْٓا، اٰمَنَّا، دَخَلُوْا، اور خَرَجُوْا فعل ماضی کے صیغے ہیں اور اس آیت میں یہود کے بارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں خبر ہے اور اس کا معنی ہے: اور جب وہ اس کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے اور اسی کے ساتھ نکل گئے۔

- ﴿وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ﴾ میں اَعْلَمُ افعل تفضیل، مَا موصولہ، يَكْتُمُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ چھپایا کرتے تھے۔
- ﴿وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ﴾ میں تَرٰى فعل مضارع، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ سے مراد یہود مفعول، يُسَارِعُوْنَ سے لے کر السُّحْتَ تک پورا جملہ حال کی جگہ اور آیت کے اس حصہ کا معنی ہے: اور آپ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر گناہ اور زیادتی کے کاموں کی طرف اور حرام کھانے کے لیے جلدی کر رہے ہیں۔
- ﴿لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ میں بِئْسَ فعل ذم پر لام تاکید کا، مَا موصولہ، اس کا فاعل، كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ استمراری، جملے کا معنی ہے: جو وہ کیا کرتے تھے یقیناً وہ برا تھا۔
- ﴿لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ﴾ میں لَوْ لَا حرف توبیخ، يَنْهٰى فعل مضارع، هُمْ ضمیر یہود و نصاریٰ کی طرف راجع، الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ دونوں يَنْهٰى کے فاعل، عَنْ قَوْلِهِمْ وَ اَكْلِهِمْ عطف کے ذریعہ دونوں مرکب جاری، اَلْاِثْمَ اور السُّحْتَ مفعول، جملے کا معنی ہے: یہود و نصاریٰ کو ان کے اللہ والوں اور علماء نے ان گناہ والی بات یعنی جھوٹ کہنے اور حرام یعنی رشوت وغیرہ لینے سے کیوں نہ روکا۔
- ﴿لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ میں يَعْلَمُوْنَ والی ترکیب، جملے کا معنی ہے: جو وہ کرتے تھے وہ بہت ہی برا تھا۔

تفاسیر میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ علماء و فقہاء کو ڈانٹ کے بارے میں اس سے سخت آیت قرآن حکیم میں اور کوئی نہیں۔ (تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۲۹۸، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۶۲۸، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۷۴، در منثور ج ۲ ص ۲۹۶، تفسیر الکشاف ج ۱ ص ۶۵۴ اور تفسیر المظھری ج ۳ ص ۱۴۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۱﴾ ......اہل کتاب کی سرکشی و کفر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم

قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

یہود نے کہا: اللہ کا ہاتھ بند ہے۔ ہاتھ تو ان کے بندھے ہوئے ہیں اور انہوں نے جو کہا اس کے سبب ان پر لعنت کی گئی۔ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور ان میں سے اکثر کو سرکشی اور کفر میں اور زیادہ کرے گا اس کے بارے میں کہ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا۔ اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت وبغض کو ڈال دیا۔ جب بھی انہوں نے لڑائی کے لیے آگ بھڑکائی۔ اللہ نے اس کو بجھا دیا اور وہ زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾

اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور صاحب تقویٰ بن جاتے تو ہم ان سے ان کی برائیوں کو ضرور دور کرتے اور ان کو نعمتوں والے باغوں میں ضرور داخل کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

اور اگر وہ تورات و انجیل اور جو ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل کیا گیا، اس کو قائم کرتے تو وہ اپنے اوپر اور اپنے پاؤں کے نیچے والی زمین سے اللہ کا دیا ہوا رزق ضرور کھاتے۔ ان میں سے ایک جماعت میانہ روی اختیار کرنے والی ہے اوران کے اکثر جو کرتے ہیں وہ برا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو آپ پر نازل کیا گیا اس کو آگے پہنچا دیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کا پیغام آگے نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کو بچائے گا۔ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت سے نہیں نوازتا۔

تشریح:

تفسیر ابن جریر اور ابن کثیر میں عکرمہ سے منقول ہے کہ ﴿يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ﴾ والی آیت فنحاص یہودی کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ وہی شخص تھا جس نے کہا تھا کہ (نعوذ باللہ) اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ جس پر ابوبکرؓ نے اس کو تھپڑ مارا تھا۔ اس کا بیان سورۃ ال عمران کی آیت ۱۸۱ کی تشریح میں ہو چکا ہے۔ یہاں ﴿يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ﴾ سے مراد بخیلی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن جریر میں یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد یہود کی اپنے بارے میں شکایت ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرایا تو اللہ نے ان سے اپنا فضل روک لیا، تو انہوں نے کہا: اللہ ان سے بخیلی کر رہا ہے۔ اللہ نے اس کا خود جواب دیا کہ اللہ نہ بخیل ہے اور نہ اس کا ہاتھ تنگ ہے بلکہ ان کے اپنے ہاتھوں میں تنگی ہے وہ خود ہی جود و سخا سے عاری ہیں اسی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہمیشہ ہی کھلے رہے ہیں۔ وہ تو رب العالمین ہے۔ اپنی تمام مخلوق کو رزق مہیا کرنے والا ہے۔

سورۃ ابراہیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ(۱۴/۳۴)﴾

”اور جو بھی تم نے اس سے مانگا، اس نے تمہیں دے دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے بے شک انسان بڑا ظلم کرنے والا ناشکرا ہے۔“

صحیح بخاری ص ۶۷۷-۱۱۰۳ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۲ میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ کھل کر دن رات خرچ کرنے سے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا ہے اس وقت سے جو وہ خرچ کرتا چلا آیا ہے۔ اس نے اس کے بھرے ہوئے دائیں ہاتھ کو کم نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: اس کا عرش پانی پر تھا اور اس کے دوسرے ہاتھ میں فیض وقبض اور میزان ہے۔ جس کو وہ اوپر نیچے کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو خرچ کرتا رہ تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ اس حدیث میں تین لفظ فیض، قبض اور میزان آئے ہیں ان سے مراد اللہ کا عطا کرنا، روک لینا اور تولتے رہنا ہے۔ یعنی رزق کا معاملہ کلی طور پر اس کے ہاتھ میں ہے۔ رزق کی اس کے ہاں کمی نہیں لیکن رزق میں کمی یا زیادتی وہ خود کرتا ہے۔

سورۃ عنکبوت میں اس نے اعلان فرمایا:

﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ(۲۹/۶۲)﴾

”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے، فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ ہی ہر شے خوب جاننے والا ہے۔"

سورۃ آل عمران کی آیت کا حصہ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳/۳۷)﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب رزق سے نواز دیتا ہے۔"

یہ نہیں کہ اس کا ہاتھ تنگ ہے یا وہ بخیل ہے بلکہ اپنے علم کے مطابق وہ رزق تقسیم کرتا ہے اس میں اس کی حکمت بالغہ یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی طرف سے ملنے والا رزق اس کا بندہ کیسے استعمال کرتا ہے۔ اکثریت بہک جاتی ہے، اللہ کے فضل وکرم کو اپنی ذہانت ومحنت کا نتیجہ سمجھتے ہوئے اس کو ایسے کاموں میں لگاتی ہے جو اس کی آخرت کی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ دنیا میں نمود ونمائش اور شہرت وناموری میں لگا کر ظالموں اور ناشکروں میں سے ہو جاتی ہے۔

جبکہ اپنے رب حقیقی کا فضل اور فیضان سمجھ کر اللہ والے اس کی طرف سے ملنے والے رزق کو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دن رات اسی کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ اپنے ایسے بندوں کو اپنی نعمتوں سے مزید مالا مال کرتا ہے۔ سورۃ ابراہیم میں اعلان ہوا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (۱۴/۷)﴾

"اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو، میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہود کے انتہائی احمقانہ قول پر نہ صرف ان پر لعنت فرمائی بلکہ محمد رسول اللہ کو اور آپ کے ذریعہ سے آپ کی امت کو آگاہ کر دیا کہ بات یہیں ختم نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے۔ یہود کی اکثریت اس کے خلاف مزید سرکشی اور کفر کا مظاہرہ کرے گی۔ اس کی سزا یہ ہوگی کہ قیامت تک ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف اور آپس میں عداوت وبغض کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے۔ جب بھی انہوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی اللہ نے اس کو بجھا دیا۔ ان کے حسد ونفرت کو ان کے لیے وبال بنا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور آپ کے بعد یہود ونصاریٰ اہل اسلام کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کا حال یوں بیان فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (۵۹/۱۴)﴾

"آپ خیال کرتے ہیں کہ وہ اکٹھے ہیں حالانکہ ان کے دل اکٹھے نہیں، یہ اس لیے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو عقل نہیں رکھتے۔"

عجیب بات یہ ہے کہ اسلام کے خلاف اکٹھے ہو جاتے ہیں اور آج تو ان کا اتفاق اپنے کمال پر نظر آ رہا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سورۃ المائدہ میں اہل اسلام کو متنبہ کر دیا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (۵/۵۱)﴾

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرنا کیونکہ بعض ان کا بعض کا دوست ہے۔"

اس سے وضاحت کر دی گئی کہ وہ آپس میں اپنے مفادات کے لیے تو وقتی دوست ہو سکتے ہیں لیکن تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ اس کی تفسیر پہلے ہو چکی ہے یہاں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ چونکہ فساد ان کی خصلت کا حصہ ہے اس لیے یہ چین سے بیٹھنے کی بجائے فتنہ وفساد کا سلسلہ گرم رکھیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی دنیا میں اصل بے چینی کا سبب یہود و نصاریٰ ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ابدی قانون ہے کہ اپنے اطاعت گزار بندوں کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور سرکشی نافرمانی کرنے والے اس کے غیظ وغضب کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ اہل کتاب کے بارے میں اسی نکتہ کو اجاگر کیا گیا ہے کہ وہ ایمان لانے اور صاحب تقویٰ ہونے کا حق ادا کرتے تو اللہ کی جنت نعیم کے مالک بن جاتے اور اگر تورات وانجیل کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرتے تو پھلوں اور اناج کے ان کے ہاں ڈھیر لگ جاتے۔ پھلوں کے پودے عموماً زمین سے اوپر ہوتے ہیں سبزی اور اناج کے کھیت زمین کے قریب ہوتے ہیں۔ اس لیے فَوق اور تَحت کا استعارہ استعمال ہوا ہے۔ پہلی امتوں میں جو لوگ اچھے تھے اللہ نے ان کو امتِ مقتصدہ یعنی میانہ روی والے کہہ کر ان کی تعریف کی ہے۔ برے لوگوں کے برے عمل کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔

یہود و نصاریٰ کی بری خصلت اور ان کے برے اعمال سے آگاہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جس مقصد کے لیے آپ کو مبعوث کیا گیا ہے۔ اس کو آگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھانے اور اللہ کی مخلوق تک پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر آپ کو کسی دشمن کی دشمنی اور کسی فسادی کے فساد کا خطرہ ہو تو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس نے اپنے دین کی سربلندی کے لیے آپ کو بھیجا ہے۔ وہی آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

صحیح بخاری: کتاب التفسیر میں عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے نازل کردہ حکم سے کچھ چھپا لیا تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ آپ کو حکم ملا کہ جو آپ پر نازل کیا گیا۔ اس کو آگے پہنچا دیں۔ اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام پہنچانے کا حق ادا نہ کیا۔ جامع الترمذی ج ۲: کتاب التفسیر ص ۱۵۲ میں مروی ہے کہ جب حفاظت والی آیت نازل ہوئی تو آپ نے خیمہ سے سر نکال کر حفاظت پر مامور صحابہ سے فرمایا: میں اللہ کی حفاظت میں آ گیا ہوں، اب تمہاری ضرورت نہیں، لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔

بخاری ص ۵۹۳، مسلم ج ۱ ص ۲۷۹، مسند احمد ج ۳، ص ۳۶۴-۳۶۵ کی روایات کے مطابق غزوۂ ذات الرقاع کے بعد واپسی میں رسول اللہ ﷺ دوپہر کے قیلولہ کے لیے ایک جگہ رکے، صحابہؓ نے آپ کے لیے ایک سایہ دار درخت چھوڑ دیا، آپ نے اپنی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکائی اور سو گئے۔ آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے دیکھا: ایک شخص آپ کی تلوار بے نیام کر کے آپ سے کہہ رہا تھا۔ آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ، اتنے میں صحابہؓ بھی آ گئے۔ انہوں نے اس کو ڈرایا، دھمکایا اور اس نے تلوار پھینک دی۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تبلیغ کرنے والوں کو ضمانت دے دی کہ وہ ان کی حفاظت بھی خود کرے گا اور کافروں کو ہدایت سے محروم رکھے گا۔

حل اللغت:

- ﴿وَ قَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ﴾ میں مَغْلُولَةٌ غَلَّ يَغُلُّ (مضاعف) اسم مفعول مؤنث کیونکہ اہل عرب کے نزدیک یَدٌ مؤنث ہے اور مَغْلُولَةٌ اسی کی خبر ہے۔ جملے کا معنی ہے: یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ بند ہے یعنی بندھا ہوا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ﴾ میں غُلَّتْ اور لُعِنُوْا دونوں فعل ماضی مجہول، مَبْسُوْطَتٰنِ اسم مفعول، تثنیہ، يُنْفِقُ اور يَشَآءُ دونوں فعل مضارع، كَيْفَ ظرف عموماً استفہام اور کبھی شرط کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں اللہ کے خرچ کرنے کی کیفیت وحال کے لیے آیا ہے۔ جملے کا معنی ہے: ان کے یعنی یہود کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، اس کے سبب جو انہوں نے کہا، بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے، خرچ کرتا ہے۔
- ﴿وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا﴾ میں لَيَزِيْدَنَّ فعل مضارع پر لام تاکید کا اور آخر میں نون ثقیلہ اور ایسی ترکیب ہے کہ جس سے فعل کا ہونا لازمی ہوجاتا ہے۔ كَثِيْرًا مفعول اول اور طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا مفعول ثانی، مَا موصولہ، اپنے صلہ سے مل کر لَيَزِيْدَنَّ کا فاعل، جملے کا معنی ہے: اور ان میں سے اکثر کو جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے، وہ سرکشی اور کفر میں اور زیادہ کرے گا۔
- ﴿وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ اَلْقَيْنَا فعل ماضی جمع متکلم، الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ مفعول، اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مرکب جاری متعلق اَلْقَيْنَا، جملے کا معنی ہے: اور ہم نے ان کے درمیان عداوت وبغض کو قیامت تک ڈال دیا۔
- ﴿كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ﴾ میں كُلَّمَآ کا كُلَّ ہمیشہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ چاہے لفظاً ہو یا تقدیری طور پر اور جب مَا مصدریہ ظرفیہ کے ساتھ آئے تو تکرار کا فائدہ دیتا ہے۔ اَوْقَدُوْا اور اَطْفَاَهَا فعل ماضی، اور هَا ضمیر نارًا کی طرف راجع، نَارًا مفعول، لفظ اللّٰهُ فاعل، جملے کا معنی ہے: جب بھی انہوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی تو اللہ نے اس کو بجھا دیا۔
- ﴿وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا﴾ میں يَسْعَوْنَ فعل مضارع، فَسَادًا مفعول لہ یا مصدر کی جگہ یا يَسْعَوْنَ کی ضمیر کا حال، جملے کا معنی ہے: اور وہ زمین میں فساد پھیلا رہے ہے۔
- ﴿وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ میں يُحِبُّ فعل مضارع، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُفْسِدِيْنَ اس کا مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

- ﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ﴾ میں اَنَّ مشبہ بفعل، اپنے متعلقات سے مل کر شرط، لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ شرط کی جزا، جملے کا معنی ہے: اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور متقی بن جاتے تو ہم ان کی برائیوں کو ضرور ان سے دور کر دیتے۔
- ﴿وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ میں هُمْ ضمیر، اہل کتاب کی طرف راجع اور اس جملے کا عطف اپنے ماقبل پر، جملے کا معنی ہے: اور ہم ان کو ہمیشگی کے باغوں میں ضرور داخل کرتے۔
- ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾ میں مِّنْ رَّبِّهِمْ تک شرط اور اگلا حصہ اس کی جزا، جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ تورات وانجیل کو قائم کرتے اور اس کو بھی جو ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل کیا گیا تو وہ ضرور اپنے اوپر کی طرف سے اور اپنے پاؤں کے نیچے کی طرف سے رزق کھاتے۔
- ﴿مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ﴾ جملہ خبریہ کا معنی ہے: ان میں سے ایک جماعت میانہ روی اختیار کرنے والی ہے۔
- ﴿وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ﴾ میں مَا موصولہ، اور جملے کا عطف ماقبل پر اور اس کا معنی ہے: اور ان میں سے بہت سے لوگ جو کرتے ہیں وہ برا ہے۔
- ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ میں يٰٓاَيُّهَا حرف ندا، الرَّسُوْلُ منادی، بَلِّغْ فعل امر، مَآ موصولہ، جملے کا اگلا حصہ اس کا صلہ، جملے کا معنی ہے: اے رسول! جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کو آگے پہنچا دیں۔
- ﴿وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ میں اِنْ شرطیہ، لَمْ تَفْعَلْ نفی جحد بلم، فَمَا کی فاء جواب شرط، مَا نافیہ، بَلَّغْتَ فعل ماضی، مخاطب، رِسَالَتَهٗ مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کا پیغام آگے نہیں پہنچایا۔
- ﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ وَ اللّٰهُ مبتدا اور اگلا جملہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ إِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰہ اس کا اسم اور اگلا جملہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت سے نہیں نوازتا۔

﴿۲۲﴾ ....اہل کتاب کو تنبیہ اور نیک عمل کرنے والوں کو بشارت

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

آپ کہہ دیں: اے اہل کتاب! تم کسی بھی چیز پر نہیں ہو جب تک تم تورات وانجیل اور جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا، اس کو تم قائم نہ کرو۔ اور جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے ان میں سے بہت لوگوں کو وہ شرارت وکفر میں ضرور بڑھائے گا۔ پس آپ کافروں کی قوم پر غمزدہ نہ ہوں،

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور جو ستارہ پرست اور نصاریٰ تھے، جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا، پس ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾

بے شک ہم نے بنواسرائیل سے پکا عہد لیا اور ہم نے ان کی طرف رسول بھیجے۔ جب بھی ان کے پاس رسول وہ چیز لایا جو ان کے نفس پسند نہیں کرتے تھے۔ تو انہوں نے (رسولوں) کی ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کیا۔

وَ حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

اور انہوں نے گمان کیا کہ ان کے لیے کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ پس وہ اندھے اور بہرے ہوگئے۔ پھر اللہ ان پر متوجہ ہوا، اس کے بعد بھی ان میں اکثر اندھے بہرے ہوگئے اور جو وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے۔

تشریح:

تفسیر القرطبی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے آپ سے کہا: کیا آپ اقرار نہیں کرتے کہ تورات اللہ کی طرف سے حق ہے۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، تو انہوں نے کہا: بے شک ہم اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی اور چیز پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے اس قول پر ﴿لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ﴾ والی آیات نازل ہوئیں۔

تفسیر ابن جریر میں یہ واقعہ ذرا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ ابن عباس ہی اس کے راوی ہیں۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن حارثہ، سلام بن مسکین، مالک بن الصیف اور رافع بن حرملہ آئے اور انہوں نے کہا: کیا آپ کا یہ خیال نہیں کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ اور ان کے دین پر ہیں۔ اور اس تورات پر ایمان رکھتے ہیں جو ہمارے پاس ہے اور آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، لیکن تم نے اس میں نئی باتیں شامل کر دیں اور اس کی کئی باتوں کا انکار کر دیا۔

ان میں سے ایک وہ میثاق ہے جو اللہ نے تم سے لیا اور لوگوں کے لیے جن باتوں کو کھول کر بیان کرنے کا تمہیں حکم تھا، تم نے ان کو چھپا لیا، جو نئی باتیں تم نے گھڑ لی ہیں، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، یہودیوں نے کہا: ہم تو اسی کو تھامے رہیں گے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اور بلاشبہ ہم حق و ہدایت پر ہیں۔ جو آپ کے پاس ہے اس پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ آپ کی اتباع کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ سے لے کر عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ تک آیت نازل فرما دی۔

نازل ہونے والی آیت مبارکہ میں نہ صرف یہود بلکہ اہل انجیل کے باطل دعوؤں کی تردید کر دی گئی۔ کیونکہ تورات و انجیل میں جو ان کو حکم دیا گیا اور جو ان سے عہد لیا گیا تھا، اس کے مطابق انہوں نے عمل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں دنیاوی مفادات کے لیے ردوبدل کر دیا جس آخری نبی علیہ السلام کے منتظر تھے، اس کے مبعوث ہو جانے پر اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے اعلان کرایا۔ سورۃ آل عمران کے الفاظ ہیں:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (۳/۶۴)﴾

”آپ کہہ دیں: اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یہ کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں اور نہ ہی ہمارے بعض اللہ کے علاوہ بعض کو رب بنائیں، اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو، گواہ رہنا ہم مسلمون ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عجیب بات یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو قبول نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ علیم و خبیر ہے اس لیے اس نے پہلے ہی اپنے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کر دیا کہ جو قرآن آپ پر نازل ہوا ہے جس میں یہود و نصاریٰ کی حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے شرارتوں اور کفر کی تمام حدوں سے تجاوز کر جائیں گے۔ لہٰذا ان پر غمگین و محزون ہونے کی ضرورت نہیں۔

اسلام کی حقانیت کو اجاگر کرنے کے لیے یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہر نبی اور رسول کے وقت میں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اپنے نبی کی ہدایت کے مطابق نیک عمل کرتے رہے۔ قیامت کے روز وہ ہر قسم کے خوف و حزن سے محفوظ ہوں گے۔

یہود و نصاریٰ کے ساتھ صابیوں کا بھی ذکر ہوا ہے۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ایک فرقے کا نام تھا۔ جو نوح علیہ السلام کے دین پر ہونے کا مدعی تھا۔ اور ہر وہ آدمی جو ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین میں داخل ہو جائے۔ اسے صابی کہا جاتا ہے۔ امام راغبؒ کی توضیح کے صابی والے حصے کی بنیاد اہل مکہ کا قول ہے کہ جب وہ کسی کو اسلام کی دعوت قبول کرتے دیکھتے تو یہی کہا کرتے تھے کہ یہ صابی ہو گیا۔ لیکن ائمہ تفسیر میں سے بعض ان سے مراد مجوس یا ستارہ پرست قوموں کو لیتے ہیں۔ یعنی ان میں بھی ایسے لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت سے نوازا اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ جبکہ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے مجوس کا ذکر کر کے ان کو صابیوں سے الگ کر دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ (۲۲/۱۷)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور صابی اور نصاریٰ اور مجوس ہوئے اور وہ لوگ کہ جنہوں نے شرک کیا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زرتشت (۶۶۰ ق م تا ۵۸۳) سے پہلے صابی تھے اور بعد میں اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے والے مجوسی کہلائے۔ جو آگ کی پرستش دن میں پانچ مرتبہ کرنے کے ساتھ مظاہر پرست بھی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب) لیکن جو اصل بات ہے۔ وہ اہل ایمان ہو کر اللہ سے اجر پانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد بار ان میثاقوں کا ذکر فرمایا کہ جو اس نے بنو اسرائیل سے مختلف اوقات میں اپنے احکام کی بجا آوری کرانے کے واسطے ان سے لیئے۔ تین موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر طور پہاڑ کو بلند کر دیا۔ یعنی ان کو ڈرایا گیا کہ اگر تم نے عہد نہ کیا تو یہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ دو مرتبہ سورۃ البقرۃ کی آیت ۶۳ اور ۹۳ میں اور ایک مرتبہ سورۃ النساء کی آیت ۱۵۴ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

سورۃ البقرہ میں ان کے ایک میثاق کا ذکر یوں ہوا ہے: ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۲/۸۳)﴾ ”اور جب ہم نے بنو اسرائیل سے پکا عہد لیا کہ تم نے صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ والدین، غریبوں، یتیموں اور مساکین کے ساتھ احسان کرنا ہے اور لوگوں کو اچھی بات کہنی ہے اور نماز قائم کرنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ (اس میثاق) کے بعد پھر تم میں سے قلیل تعداد کے علاوہ باقی تم سب پھر گئے اور تم اعراض کرنے والے تھے۔“

سورۃ البقرہ کی آیت ۹۳ میں ان کو حکم ملا جو میں تمہیں دے رہا ہوں اس کو قوت سے تھامے رکھنا اور اطاعت کرتے رہنا، اس حکم کے جواب میں انہوں نے کہا: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی۔ اسی نافرمانی کا نتیجہ تھا کہ جس رسول کی بات ان کو پسند نہ آتی تو اس کو جھٹلا دیتے یا اس کو قتل کر دیتے۔ سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ ایسا ظلم کرتے ہوئے خوف زدہ نہ ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ ان کو اتنے بڑے گناہ کی کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ ان کے ظالمانہ اور فاسقانہ رجحان و عمل نے ان کو اندھا و بہرا کر دیا تھا۔ ابوداؤد کے باب فی الھوی (ص ۶۲۲) میں ابوالدرداء سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ﴿حُبُّكَ الشَّيءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ﴾ کسی چیز کی محبت تمہیں اندھا اور بہرا کر دے گی۔

بنواسرائیل کو عادت پڑ گئی تھی کہ ہر بات اور ہر کام ان کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیے۔ لہٰذا جب ان کی خواہش کے مطابق بات یا کام نہ ہوتا تو وہ اس کا سختی سے رد کرتے۔ اپنے نبیوں کو جھٹلانا یا قتل کرنا ان کے اندھے اور بہرے ہونے کی دلیل تھی۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہونے کے ناتے بار بار ان پر متوجہ ہوا اور اصلاح کا ان کو موقع دیا لیکن جب وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو ان کو بندر اور سور بنا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج میں فرمایا ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (۲۲/۴۶)﴾

"بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں جو دل ہوتے ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔"

بنواسرائیل کی اکثریت آج بھی اندھی اور بہری ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے اور وہی ان کا حسیب ہوگا۔

حل اللغت:

- ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ﴾ میں قُلْ فعل امر، يَا أَهْلَ الْكِتَابِ ندا اور منادی، لَسْتُمْ فعل ناقص اور یہ صرف ماضی کے لیے استعمال ہوتا ہے، حَتَّىٰ جب مضارع پر آئے تو اس پر أَنْ ناصبہ جیسا عمل کرتا ہے۔ اسی لیے تُقِيمُوا کی نون گری ہوئی ہے، التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ اور مَآ موصولہ، اپنے صلہ کے ساتھ مل کر تُقِيمُوا کے مفعول، جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں اے اہل کتاب! تم کسی چیز پر نہیں جب تک تم تورات و انجیل اور اس کو قائم نہ کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔
- ﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾ میں لَيَزِيدَنَّ فعل مضارع پر لام تاکید کا اور نون ثقیلہ، كَثِيرًا مِّنْهُمْ اس کا مفعول، مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ اس کا فاعل، طُغْيَانًا وَّكُفْرًا تمیز، طُغْيَان کے بارے میں امام راغب کا کہنا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکشی اور نافرمانی میں حد سے بڑھنا طُغیان ہو جاتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا وہ ان کے بہت سے لوگوں کو سرکشی اور کفر میں ضرور آگے بڑھائے گا۔

- ﴿فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ میں لَا تَأْسَ. اَسِيَ يَأْسٰى سے امر نہی، جملے کا معنی ہے: پس آپ کافروں کی قوم پر غم نہ کریں۔
- ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِئُوْنَ وَ النَّصٰرٰى﴾ میں اِنَّ مشبہ بالفعل، الَّذِيْنَ موصولہ، وَ الصّٰبِئُوْنَ سے پہلے وَالَّذِيْنَ هُمْ محذوف ہے۔ جملے کا معنی ہے: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور وہ جو صابی اور نصاریٰ تھے۔
- ﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا﴾ میں مَنْ موصولہ، اپنے صلہ کے ساتھ جملہ شرطیہ اور اس کا معنی ہے: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔
- ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ جملہ جواب شرط کا معنی ہے: پس ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔
- ﴿لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا﴾ میں قَدْ حرف تحقیق پر لام تاکید کا، اَخَذْنَا فعل ماضی متکلم، مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اس کا مفعول، اَرْسَلْنَآ بھی ماضی متکلم، اِلَيْهِمْ جار مجرور، متعلق اَرْسَلْنَا، رُسُلًا مفعول، جملے کا معنی ہے: بے شک ہم نے بنو اسرائیل سے پکا عہد لیا اور ہم نے ان کی طرف رسولوں کو بھیجا۔
- ﴿كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ﴾ میں كُلَّمَا ظرفیہ، جَآءَ فعل ماضی، هُمْ ضمیر یہود کی طرف راجع، رَسُوْلٌ اس کا فاعل، بِمَا کی باء تعدیہ کی اور مَا موصولہ، لَا نافیہ، تَهْوٰٓى فعل مضارع، اَنْفُسُهُمْ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے: جب بھی کوئی رسول ان کے پاس وہ چیز لایا جو ان کے نفس پسند نہ کرتے تھے۔
- ﴿فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ﴾ میں فَرِيْقًا دونوں جگہ مفعول مقدم، كَذَّبُوْا فعل ماضی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یَقْتُلُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: ایک جماعت کو جھٹلا دیتے اور ایک جماعت کو قتل کر دیتے۔ یہود کا یہ معمول اللہ کے ان رسولوں کے ساتھ تھا جن کی تعلیم ان کو پسند نہ آتی تھی۔

- ﴿وَ حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا﴾ میں حَسِبُوْٓا فعل ماضی، اَلَّا اصل میں اَنْ ناصبہ، اور لَا نافیہ ہے، تَكُوْنَ کے آخر میں اَنْ کی وجہ سے زبر آئی ہے۔ فِتْنَةٌ فاعل، عَمُوْا وَ صَمُّوْا دونوں فعل ماضی، جملے کا معنی ہے: اورانہوں نے گمان کیا کہ ان کے کئے کی سزا نہ ہوگی لہٰذا وہ اندھے اور بہرے ہوگئے۔
- ﴿ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ﴾ میں تَابَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، عَلَيْهِمْ جار مجرور متعلق تاب، ثُمَّ حرف عطف تراخی، عَمُوْا وَ صَمُّوْا کا فاعل كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ۔ جملے کا معنی ہے: ان کے تائب ہونے پر اللہ ان پر متوجہ ہوا لیکن پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اندھے اور بہرے ہوگئے۔
- ﴿وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾ میں اللّٰهُ مبتدا اور اگلا جملہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے اور جو وہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔

(۲۳) ....عیسائیوں کا عقیدہ باطلہ اور اس کا رد

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ	بے شک انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک اللہ ہی مسیح بن مریم ہے حالانکہ مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾

بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو اللہ نے بالیقین اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور ظالموں کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

بے شک انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک اللہ تین میں سے تیسرا ہے حالانکہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی ایک معبود ہے اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ان میں سے جنہوں نے کفر کیا، ان کو دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾

وہ اللہ کی طرف متوجہ کیوں نہیں ہوتے اور اس سے بخشش طلب کیوں نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾

مسیح بن مریم تو رسول تھے ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ تھیں۔ دونوں ہی کھانا کھایا کرتے تھے، دیکھئے ہم ان کے لیے کس طرح آیات بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھئے وہ کیسے پلٹے جا رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾

آپ کہہ دیں: کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لیے نفع ونقصان کے مالک نہیں اور اللہ ہی بہت سننے اور جاننے والا ہے۔

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾

اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق حد سے نہ بڑھو اور نہ ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرو جو پہلے گمراہ ہوگئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور خود سیدھی راہ سے ہٹ گئے۔

تشریح:

ان آیات مبارکہ میں عیسائیوں کے عقائد باطلہ کا رد کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت وفضیلت اور ان کے شرک سے پاک ہونے اور توحید کے داعی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے والوں کو کافر قرار دے دیا۔

عیسائی محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ موجودہ مروجہ اناجیل کو رائج کرنے والا رومی بادشاہ قسطنطین تھا جس نے عیسائیت قبول کرکے ۳۲۵ء میں بے شمار اناجیل میں سے مروجہ اناجیل کا انتخاب کرکے باقی تمام کو جلوا دیا تھا اور اس کا حکم تھا کہ جو منتخب شدہ اناجیل کے علاوہ کوئی اور انجیل رکھے ہوئے پایا گیا اس کی سزا موت ہوگی لہٰذا اناجیل میں عقائد باطلہ کو شامل کرنے کا وہی ذمہ دار تھا کیونکہ قدیم یونانیوں اور رومیوں میں ایسے ہی عقائد مقبول تھے۔ جیسا کہ ویبسٹر (Webster) کی مشہور انگلش ڈکشنری میں منقول ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱- ZEUS (زوس): قدیم یونانیوں اور رومیوں کے نزدیک وہی سب سے بڑا معبود تھا جو CRONUS (کرونس) اور RHEA (ریحا) کا بیٹا اور HERA ہیرا کا خاوند تھا۔

۲- HERCULES (ہرکولیز): ZEUS اور ALEMENE (ایلی مینی) کا بیٹا تھا اور اس کو قوت و طاقت کا مظہر تصور کیا جاتا تھا۔

۳- CRONUS (کرونس): URAANUS (یورانس) اور GAEA (جایا) کا بیٹا TITAN (ٹائٹن) تھا۔ جس نے اپنے باپ کی حکمرانی ختم کر کے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکمرانی اس کے بیٹے ZEUS نے ختم کر دی تھی۔ رومیوں کے نزدیک اس کا نام SATURN (سیٹرن) تھا۔

۴- TITAN: کو سورج کا خدا مانا جاتا تھا اور اس کو HELIOS بھی کہا جاتا ہے۔

۵- SATURN: کھیتی باڑی کا خدا سمجھا جاتا تھا۔ یونانیوں کے نزدیک اس کا نام CRONUS تھا۔

۶- URANUS کی نسبت آسمان کی طرف کی جاتی تھی اور GAEA یعنی زمین کا بیٹا یا خاوند کہا جاتا تھا۔

۷- JUPITER (جوپیٹر) قدیم رومیوں کے نزدیک وہ تمام خداؤں اور لوگوں پر حکمرانی کرنے والا تھا۔ یونانی اس کو ZEUS کہا کرتے تھے۔

۸- POSEIDON (پوزیڈن) سمندروں اوگھوڑوں کا خدا کہلاتا تھا۔ رومی اس کو NAPTUNE (نیپچون) کہتے تھے۔

۹- HERA: یونانیوں کے نزدیک وہ ZEUS کی بہن اور اس کی بیوی تھی اور وہی تمام خداؤں اور عورتوں کی ملکہ تھی، رومی اسے **JUNO** (جونو) کہتے تھے۔

۱۰- RHEA یونانی اس کو URANUS اور GAEA کی بیٹی اور CRONUS کی بیوی سمجھتے تھے اور وہی ZEUS - POSEIDON - HADES - DEMETER - HERA اور HESTIA کی ماں تھی۔ اسے CYBELE یعنی قدرت وفطرت کی خدا مانا جاتا تھا۔

۱۱- DIANA (ڈائی آنا) رومی عقائد کے مطابق وہ چاند کی خدا تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۲- GAEA: وہ مادرِ زمین اور زمینی خدا سمجھی جاتی تھی۔

۱۳- DEMETER (ڈی میٹر) کھیتی باڑی اور کامیابی کی خدا کہلاتی تھی۔

۱۴- HESTIA (ہیسٹیا) زمین کی دیگر اشیاء کی خدا مانی جاتی تھی۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ قدیم یونانیوں اور رومیوں کے عقائد باطلہ میں خدا کے باپ، بیٹا، بیٹی اور بیوی ہونے کا تصور موجود تھا۔ چنانچہ شاہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کر کے جن اناجیل کا انتخاب کیا۔ ان میں اپنے قدیم عقائد کو بھی شامل کر دیا۔ لوگوں کو باپ بیٹے اور روح القدس میں الجھا دیا۔

عیسائیت سے تائب ہوکر جو لوگ اسلام قبول کرتے تھے یا کر رہے ہیں، ان سب کا کہنا تھا اور ہے کہ عیسائیت کا عقیدہ تثلیث ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ ایک وقت میں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھنا، پھر اس کا انسانی صورت میں زمین پر نازل ہوکر آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے گناہوں کے کفارہ کی صورت میں سولی پر چڑھ کر جان دینا اور تیسرے دن پھر زندہ ہوکر آسمان پر چلے جانا، یہ کیسا دین ہے۔

یہی صورت بیٹے کی بھی بنتی ہے اور بیٹا یا نعوذ باللہ خدا کہتا ہے۔ ایلی ایلی لما سبقتنی. آج بھی مروجہ اناجیل میں یہ جملہ اسی طرح موجود ہے۔ چونکہ عبرانی اور عربی ملتی جلتی زبانیں تھیں۔ لہٰذا عربی اور عبرانی میں اس جملے کا معنی ہے: اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کا نہیں ہوسکتا۔

اسلام قبول کرنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو دوسروں کے گناہوں کا کفارہ سولی کی موت میں دینے کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ عہد نامہ قدیم میں یرمیاہ کے باب ۳۱ کی آیت ۳۰ ہے: ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے۔ اسی کے دانت کھٹے ہوں گے۔

کتاب الاحبار کے باب ۲۴ کی آیت ۱۵ کے الفاظ ہیں: جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے، اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔

کتاب حزقیل باب ۱۸ کی آیت نمبر ۵ ہے: جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔

کتاب استثنا کے باب ۲۴ کی آیت ۱۶ میں واضح کر دیا گیا ہے۔ بیٹوں کے بدلہ باپ نہ مارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں، نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم میں اعلان کردیا:

﴿اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ○ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (۵۳/ ۳۸-۴۰)﴾

"کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور انسان کے لیے وہی کچھ ہوگا جو اس نے کیا اور بے شک اس کا کیا ہوا عنقریب اس کو دکھا دیا جائے گا۔"

عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے رسولوں کی طرح رسول تھے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا اور مشرکوں کے بارے میں آگاہ کردیا کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور کوئی بھی جہنم سے بچانے میں ان کا مددگار نہ ہوگا۔ غفور رحیم ہونے کے ناتے عقائد باطلہ رکھنے والوں کو توبہ و استغفار کی اللہ تعالیٰ نے رغبت دلائی ہے اور وضاحت فرمائی کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پیٹ میں رہے، انسانوں کی پیدائش کے سلسلہ میں اللہ نے جو طریقہ بنا دیا ہے۔ اسی طرح ان کی پیدائش ہوئی۔ وہ انسانوں ہی کی طرح جوان ہوئے، ماں بیٹا دونوں عام لوگوں کی طرح کھانا کھایا کرتے، یعنی ان میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے والی کوئی بات نہ تھی۔ لہٰذا اہل کتاب کو آپ کے ذریعہ سمجھایا گیا کہ اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اس کی عبادت نہ کرو کہ جو تمہیں کوئی نفع و نقصان نہیں دے سکتا۔ سب کچھ قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے ان لوگوں کی اتباع سے بھی اہل کتاب کو روکا گیا جو خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی کردی کہ وہی اکیلا حقیقی معبود ہے لہٰذا جنہوں نے اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

حل اللغت:

○ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ میں لَقَدْ تحقیق کا، كَفَرَ فعل ماضی، الَّذِيْنَ موصولہ، اگلا جملہ اس کا صلہ، دونوں مل کر كَفَرَ کا فاعل، جملے کا معنی ہے: بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا: بے شک اللہ وہ مسیح بن مریم ہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿وَ قَالَ الْمَسِيْحُ﴾ فاعل کا حال اور اس کا معنی ہے: مسیح علیہ السلام نے کہا:
- ﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ﴾ میں یَا حرف ندا، بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ منادی، اعْبُدُوا فعل امر، لفظ اللّٰهَ اس کا مفعول، رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ دونوں مرکب حال۔ جملے کا معنی ہے: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔
- ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ میں اِنَّهٗ ضمیر شان، مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ شرط، فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ سے آخر تک اس کی جزا، وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ جملہ ذیلیہ ہے، پورے جملے کا معنی ہے: بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو اللہ نے یقیناً اس پر جنت حرام کردی ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا کیونکہ سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے: ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (۱۳/۳۱)﴾ بے شک شرک عظیم ظلم ہے۔
- ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰهَ اس کا اسم اور ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اس کی خبر، یہ جملہ قَالُوْا کے ساتھ مل کر اَلَّذِيْنَ کا صلہ، جملے کا معنی ہے: بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ تینوں کا تیسرا یعنی تینوں میں سے ایک ہے۔
- ﴿وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ میں مِنْ استغراق کا، اِلٰهٍ رفع کے محل میں، حالیہ جملے کا معنی ہے: اور نہیں ہے کوئی معبود مگر صرف ایک ہی معبود۔
- ﴿وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ میں اِنْ شرطیہ، لَمْ يَنْتَهُوْا نفی جحد بلم، جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے جو وہ کہہ رہے ہیں۔
- ﴿لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ میں لَيَمَسَّنَّ فعل مضارع تاکیدی اور مِنْهُمْ بیانیہ یا تبعیضیہ، عَذَابٌ اَلِيْمٌ مرکب توصیفی، لَيَمَسَّنَّ کا فاعل، جملے کا معنی ہے: ان میں سے جو کفر پر ڈٹے رہے ان کو عظیم عذاب ضرور پہنچے گا اور یہ جملہ اپنے ماقبل کی جزا ہے۔
- ﴿اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ﴾ میں ہمزہ استفہامیہ انکاری، يَتُوْبُوْنَ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ دونوں فعل مضارع، ہٗ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع، جملے کا معنی ہے: وہ اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف متوجہ کیوں نہیں ہو رہے ہیں اور اس سے بخشش طلب کیوں نہیں کرتے۔

- ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ جملہ حالیہ کا معنی ہے: حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔
- ﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ میں مَا نافیہ، اِلَّا حرف استثناء، عربی زبان میں ہر شک و شبہ سے پاک کرنے کے لیے یہ ترکیب استعمال کی جاتی ہے۔ خَلَتْ فعل ماضی، الرُّسُلُ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے: نہیں ہیں مسیح بن مریم مگر رسول یعنی وہ اللہ کے رسول تھے۔ ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں یعنی جو جنس ان کی تھی وہی ان کی تھی۔ جس طرح ان کو معجزات دیئے گئے، ان کو بھی دیے گئے۔
- ﴿وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ﴾ مبتدا اور خبر، جملے کا معنی ہے کہ ان کی ماں صدیقہ تھیں۔
- ﴿كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ فعل مضارع پر جب كَانَا داخل ہو جائے تو وہ فعل ماضی استمراری بن جاتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ یعنی وہ بھی انسانوں کی طرح کھانے کے محتاج تھے جو ان کی ضرورت تھی۔
- ﴿اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ میں اُنْظُرْ فعل امر، كَيْفَ وَ اَنّٰى دونوں ظرف فیہ استفہامیہ، نُبَيِّنُ مضارع معروف اور يُؤْفَكُوْنَ مضارع مجہول، جملے کا معنی ہے: آپ دیکھیں کہ ہم ان کے لیے کیسے آیات بیان کرتے ہیں اور پھر دیکھیں کہ وہ کیسے پلٹ رہے ہیں۔
- ﴿قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ میں قُلْ فعل امر، مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مرکب جاری، اَتَعْبُدُوْنَ اور يَمْلِكُ فعل مضارع، ضَرًّا وَّ نَفْعًا مفعول، اگلا جملہ حال، جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لیے کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں، حالانکہ اللہ ہی بہت سننے اور جاننے والا ہے۔
- ﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ﴾ میں قُلْ فعل امر، يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ حرف ندا اور منادی، لَا تَغْلُوْا امر نہی، فِيْ دِيْنِكُمْ مرکب جاری، غَيْرَ الْحَقِّ حال یا مصدر ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے منصوب، جملے کا معنی ہے: اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو۔

○ ﴿وَ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ﴾ میں لَا تَتَّبِعُوْٓا امر نہی، اَهْوَآءَ قَوْمٍ مرکب اضافی مفعول، ضَلُّوْا فعل ماضی اور فعل ماضی پر قَدْ آئے تو وہ ماضی قریب بن جاتا ہے۔ مِنْ قَبْلُ اصل میں مِنْ قَبْلِ هٰذَا الزَّمَان تھا هٰذَا الزَّمَان حذف کر کے قَبْلُ کے آخر میں پیش دے دی گئی ہے۔ جملے کا معنی ہے: اور نہ تم ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع کرو جو پہلے گمراہ ہوئے۔

○ ﴿وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾ میں اَضَلُّوْا مزید فیہ کے باب اَكْرَمَ يُكْرِمُ سے فعل ماضی، كَثِيْرًا اس کا مفعول، عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ مرکب جاری، جملے کا معنی ہے: اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور خود سیدھی راہ سے ہٹ گئے۔

﴿۲۴﴾ .... بنواسرائیل پر لعنت کی وجہ اور ان کی شدید عداوت

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾

بنواسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبانی ان پر لعنت کی گئی یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور اللہ کی مقرر کردہ حدود سے بڑھ جایا کرتے تھے۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

ایک دوسرے کو اس برے کام سے نہیں روکتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔ بہت ہی برا تھا جو وہ کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ بہت ہی برا ہے جو ان کے نفسوں نے اپنے لیے آگے بھیجا۔ یہ کہ اللہ ان پر ناراض ہو اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں۔

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور اگر وہ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو نبی کی طرف نازل کیا گیا۔ اس پر ان کا ایمان ہوتا تو کفار کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

لوگوں میں سے مومنوں کے لیے سخت عداوت رکھنے والے آپ یہود اور ان کو پائیں گے جنہوں نے شرک کیا اور دوستی کے اعتبار سے مومنوں کے سب سے زیادہ قریب ان کو پائیں گے جنہوں نے کہا: بے شک ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں واعظ و عابد ہیں اور بے شک وہ تکبر نہیں کرتے۔

تشریح:

ابوداؤد ص ۵۱۶ اور ابن ماجہ ص ۲۸۹ کے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں عبداللہؓ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسعود سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنواسرائیل میں سب سے پہلا نقص یہ واقع ہوا کہ ان میں سے کوئی کسی کو برا کام کرتے ہوئے دیکھ کر کہتا: اے فلاں! اللہ سے ڈر جا اور اس کام سے باز آجا، کیونکہ تیرے لیے یہ حلال نہیں۔ جب اگلے دن بھی اس کو وہی کام کرتے ہوئے پاتا تو اس کو منع کرنے کی بجائے اس کے کھانے پینے اور اس کی مجلس میں شریک ہو جاتا۔ جب ان کا یہ معمول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کے دلوں کو بعض کے دلوں پر دے مارا یعنی سب ہی برائی پر جمع ہو گئے۔ پھر آپ نے سورۃ المائدہ کی ان آیات کی تلاوت فرمائی اور جب آپ نے بنواسرائیل کے بارے میں یہ خبر دی۔ اس وقت آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آیات کی تلاوت کے بعد آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: تم ظالم کو ظلم سے روکو اور اس کو حق قبول کرنے پر مجبور کیا کرو۔

ابوداؤد میں یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا:

تم اچھائی کا حکم ضرور دیتے رہنا اور برائی سے ضرور روکتے رہنا۔

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کیوں فرمایا، اس کو سمجھنے کے لیے تو مذکورہ آیات پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب قوم میں سرکشی اور نافرمانی کا رجحان عام ہو جاتا ہے تو اللہ کا خوف ان کے دلوں سے نکل جاتا ہے اور شیطان برائی کو ان کے لیے ایسے مزین کر دیتا ہے کہ برائی ان کی نظروں میں برائی نہیں رہتی۔

سورۃ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَ قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ (۲۹/۳۸)﴾

"اور ہم نے عاد اور ثمود کو ہلاک کیا، ان کے گھروں کی تباہی سے تمہارے لیے ان کا انجام ظاہر ہو گیا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے مزین کر دیے۔ پس ان کو اس نے سیدھی راہ سے روک لیا حالانکہ وہ دیکھنے والے یعنی صاحب بصیرت تھے۔"

چونکہ شیطان خود نافرمان تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں نافرمانی کو مزین کر کے اللہ کی رحمت سے دور کر دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں نبیوں علیہم السلام کا فریضہ ہی یہی ہوتا تھا کہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی مخلوق کو برے کاموں سے روک کر اچھائی کی طرف لگایا جائے تاکہ اللہ کے عذابوں سے وہ بچ جائیں۔ سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا۔

سورۃ النحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۱۶/۶۳،۶۴)﴾

''اللہ کی قسم! بے شک آپ سے پہلے ہم نے امتوں کی طرف رسول بھیجے پس شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال مزین کر دیئے۔ لہٰذا آج کے دن یعنی قیامت کے روز بھی وہی ان کا دوست ہوگا اور ان سب کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ہم نے آپ پر کتاب اس لیے نازل کی تاکہ آپ ان کے لیے وہ کھول کر بیان کر دیں جس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ نازل ہونے والی کتاب ایمان والوں کے لیے باعث ہدایت ورحمت ہے۔''

رحمت وہدایت کا سبب بننے والی کتابیں یہود ونصاریٰ کے پاس بھی تھیں لیکن انہوں نے شیطان کی پیروی کرتے ہوئے ان میں ذاتی مفادات کی خاطر بہت سی تبدیلیاں کر دیں، حرام کردہ کاموں کو حلال کر دیا، برے لوگوں کے ساتھ ان کی برائیوں میں شریک بن گئے۔ اسی لیے داؤد اور عیسیٰ علیہما السلام نے ان پر لعنت کی۔

مدینہ طیبہ میں جب اسلامی ریاست قائم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اہل اسلام کے ساتھ یہود کو بھی ایک عہد کے ذریعہ اس کی حفاظت واستحکام کی ذمہ داری میں شریک بنایا اور ان کو یہ حق دیا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہ سکیں گے۔ لیکن اہل اسلام سے وفا کرنے کی بجائے انہوں نے اہل مکہ سے رابطہ کر کے ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کی رغبت دلائی اور ہر اس کام میں کفار کے مددومعاون بن گئے جس سے اسلام اور اسلامی ریاست کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعہ ان کو آگاہ کر دیا کہ ان کا یہ کام نہ صرف بہت برا ہے بلکہ اللہ ان پر ناراض ہوگا اور ان کے لیے ایسا عذاب ہوگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ان کے برے اعمال کی بنا پر دنیا میں ان کو یہ سزا ملی کہ ان کو ذلیل ورسوا ہو کر مدینہ طیبہ سے نکلنا پڑا اور ایک قبیلہ کے نوجوانوں کو قتل ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اللہ اور اس کے نبی ﷺ پر ایمان لے آتے اور اس کو بھی تسلیم کر لیتے جو نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا اور کفار سے دوستی کر کے اپنے انجام کو نہ پہنچتے۔ ان کی ازلی خباثت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ نے واضح اعلان کر دیا کہ ان کی اکثریت فاسقوں کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کی روشنی میں یہود کا آج بھی جائزہ لیا جائے تو قرآنی اعلان کی حقانیت واضح ہو جائے گی۔

اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے بعد اہل اسلام کو مشرکوں کے علاوہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت و مزاحمت کا بھی سامنا کرنا پڑا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں راہنمائی فرمائی کہ جہاں تک عداوت کا تعلق ہے تو یہ یہودیوں اور مشرکوں کے دلوں میں شدت کے ساتھ قائم رہے گی اور اہل اسلام کے خلاف وہ بھرپور بدکرداری کا مظاہرہ کرتے رہیں گے۔ عجیب بات یہ ہے کہ آج بھی ویسی ہی عداوت یہود اور مشرکوں میں اہل اسلام کے خلاف موجود ہے اور کم ہونے کی بجائے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر یہ بھی واضح کر دیا کہ محبت ومہربانی کے اعتبار سے مومنوں کے قریب وہ ہوں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ اس کا مشاہدہ جعفر طیارؓ اور ان کے ساتھیوں نے شاہ حبشہ کے دربار میں کیا۔ ہرقل روم کی بھی خواہش تھی کہ وہ اور اس کے سردار اسلام قبول کر لیں، لیکن ان کی اکثریت نے جب مخالفت کی تو اپنی بادشاہت کو قائم رکھنے کے لیے وہ اپنی خواہش کو عملی جامہ نہ پہنا سکا، اہل نجران نے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اختیار کر لی۔ نصاریٰ کی نرمی اور مہربانی کی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ ان میں علماء اور عبادت گزار لوگ موجود ہیں اور ان میں تکبر کی عادت نہیں۔ نصاریٰ میں ہمیشہ ہی ایسا طبقہ موجود رہا ہے لیکن اکثریت نہ صرف اسلام سے بلکہ اپنے بھی دین سے دور رہی ہے اور ہے۔ اس کے باوجود ان میں سے جو اسلام کے نزدیک آئے اور انہوں نے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کی تو اللہ نے اسلام کے لیے ان کے دل کھول دیے۔ آج بھی اسلام کی زبردست مخالفت کے ہوتے ہوئے بھی امریکہ، کینڈا، انگلینڈ، فرانس اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں سب ادیان سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین اسلام ہی ہے۔ اسلام کا یہ خاصا بھی ہے کہ جب اس کو دبانے کی کوشش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی ہے تو یہ آتنی ہی شدت سے ابھرتا اور پھیلتا ہے۔

حل اللغت:

- ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ میں لُعِنَ ماضی مجہول اور كَفَرُوْا ماضی معروف، مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ دونوں مرکب جاری، اِسْرَآءِيْلَ، دَاوٗدَ اور مَرْيَمَ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ان کے آخر میں زبر آئی ہے حالانکہ قاعدہ کے مطابق زیر آنی چاہئے تھی۔ جملے کا معنی ہے: لعنت کی گئی ان پر جنہوں نے بنواسرائیل میں سے کفر کیا۔ داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانی۔
- ﴿ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ، بِمَا کی باء سبب کی اور مَا موصولہ، عَصَوْا فعل ماضی، كَانُوْا فعل ناقص، يَعْتَدُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کیا کرتے تھے۔
- ﴿كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ میں لَا نافیہ، يَتَنَاهَوْنَ باب تفاعل سے فعل مضارع جمع مذکر غائب، عَنْ مُّنْكَرٍ جار مجرور، فَعَلُوْهُ فعل ماضی کی ضمیر ہٗ مُّنْكَرٍ کی طرف راجع، لَبِئْسَ فعل ذم پر لام قسمیہ، جملے کا معنی ہے: وہ ایک دوسرے کو اس برائی سے نہ روکتے تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔ بہت ہی برا تھا کہ جو وہ کرتے تھے۔
- ﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ يَتَوَلَّوْنَ باب تفعل سے فعل مضارع۔ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فعل مضارع تَرٰى کا مفعول جملے کا معنی ہے۔ان میں سے اکثر کو آپ دیکھتے ہیں: ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں کہ جنہوں نے کفر کیا۔
- ﴿لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ﴾ قَدَّمَتْ فعل ماضی اور اَنْفُسُهُمْ اس کا فاعل ہے، جملے کا معنی ہے: بہت ہی برا ہے جو ان کے نفسوں نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے۔
- ﴿اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ﴾ سَخِطَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، خٰلِدُوْنَ اسم فاعل ہے، جملے کا معنی ہے: یہ کہ اللہ ان پر ناراض ہوا اور وہ عذاب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ رہیں۔

- ﴿وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ﴾ میں لَوْ شرطیہ، مَا موصول، اُنْزِلَ ماضی مجہول، جملے کا معنی ہے: اور اگر وہ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کیا گیا اس پر ایمان لے آتے۔
- ﴿مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ میں مَا نافیہ، اتَّخَذُوْ فعل ماضی، اَوْلِيَآءَ مفعول، لٰكِنَّ مشبہ بفعل، كَثِيْرًا اس کا اسم اور فٰسِقُوْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: تو وہ کفار کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔
- ﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ میں لَتَجِدَنَّ فعل مضارع (مثال واوی) پر لام قسم کا، خلیل اور سیبویہ کے مطابق نون حال اور مستقبل میں فرق کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ اَشَدَّ النَّاسِ مرکب اضافی وصف، عَدَاوَةً بیان وتمیز، لِلَّذِيْنَ کا لام متعلق عَدَاوَةً، اَلْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مفعول، جملے کا معنی ہے: (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے) آپ لوگوں میں سے مومنوں کے لیے سخت عداوت رکھنے والے یہود اور ان کو پائیں گے جنھوں نے شرک کیا۔
- ﴿وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى﴾ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً ...... اَشَدَّ النَّاسِ کے مقابلے میں آیا ہے۔ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى اَلَّذِيْنَ کا صلہ، جملے کا معنی ہے: اور ان میں سے زیادہ قریب مومنوں کے ازروئے محبت ومہربانی آپ ان لوگوں کو پائیں گے جنھوں نے کہا: ہم بے شک نصاری ہیں۔
- ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ، بِاَنَّ مشبہ بفعل کی باء سببیہ، قِسِّيْسِيْنَ قِسٌّ اور قِسِّيْنُ کی جمع، رُهْبَانًا رَاهِبٌ کی جمع، مِنْهُمْ اور اَنَّهُمْ کی ضمیر نصاری کی طرف راجع، يَسْتَكْبِرُوْنَ باب استفعال سے فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: یہ اس لیے کہ ان میں بے شک علماء اور عبادت گزار ہیں اور بلاشبہ وہ تکبر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل علم اور عبادت گزار بندوں کی پہچان اس طرح کرائی کہ ان میں تکبر نہیں ہوتا، بلکہ عجز وانکسار ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پ ۷

۲۵ ....نصاری کے اچھے لوگوں کی صفت اوران کی جزاء

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور انہوں نے جب وہ سنا جو رسول کی طرف نازل کیا گیا تو آپ ان کی آنکھوں کو دیکھتے ہیں کہ ان سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس حق کی وجہ سے جو انہوں نے پہچان لیا، وہ کہہ رہے ہیں: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے۔ پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔

وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور ہمارے لیے کیا ہے کہ ہم اللہ اور اس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آ گیا اور ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں نیکوکار لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

جو انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ثواب کے طور پر وہ باغات دے دیئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اچھی طرح عبادت کرنے والوں کی یہ جزا ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٨٦﴾	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، وہی جہنمی ہوں گے۔

تشریح:

سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۳۴ میں ام سلمہؓ سے مروی ہے۔ ہجرت کر کے ہم جب حبشہ کی زمین میں پہنچے تو ہم نے شاہ حبشہ نجاشی کو بہترین ہمسایہ پایا۔ اپنے دین کے بارے میں ہم امن میں ہو گئے۔ ہم اللہ کی عبادت کرتے اور اس پر ہمیں نہ کوئی تکلیف دی جاتی اور نہ کوئی ناپسندیدہ بات سنتے۔ جب قریش مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے باہمی مشاورت سے یہ طے کیا کہ نجاشی کی طرف دو عقلمند شخصوں کو بھیجا جائے اور مکہ کی بہترین چیزیں اس کو تحفہ میں دی جائیں۔ تحفہ کے طور پر ملنے والی اشیاء میں سے نجاشی چمڑے یعنی کھالوں کو زیادہ پسند کرتا تھا چنانچہ اہل مکہ نے بہت سی کھالیں جمع کر لیں۔ انہوں نے نجاشی کے ہر بڑے سردار کے لیے بھی تحائف بھیجنے کا اہتمام کیا۔ پھر انہوں نے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کے سپرد تمام تحائف کر کے ان کو ہدایت دی کہ نجاشی سے بات کرنے سے پہلے اس کے ہر سردار کو تحفہ دے کر پھر نجاشی کو تحفے دینا اور اس سے کہنا کہ مکہ سے آئے، مسلمانوں کو تمہارے حوالے کر دے۔

ام سلمہؓ کا کہنا ہے وہ دونوں نجاشی کے پاس آئے اور ہم اس کے پاس بہترین ٹھکانے اور بہترین ہمسائیگی میں تھے۔ انہوں نے آتے ہی نجاشی سے بات کرنے سے پہلے اس کے تمام سرداروں کو تحفے دیے اور ان سے کہا کہ ہمارے چند نوجوان بے وقوف تمہارے بادشاہ کے ملک میں آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کا دین ترک کر دیا ہے لیکن تمہارے دین میں داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے کوئی نیا دین اپنایا ہے۔ جس کے بارے میں آپ اور ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہماری قوم کے معزز سرداروں نے ہمیں بادشاہ کی طرف بھیجا ہے تاکہ وہ یہاں پناہ لینے والوں کو واپس بھیج دے۔ جب ہم بادشاہ سے یہ بات کریں تو تم اس کو مشورہ دینا کہ ہماری قوم والوں کو ہمارے حوالے کر دے اور ان کو وضاحت کا موقع نہ دے۔ ہماری قوم ان کو اور جن میں انہوں نے عیب گوئی کی ہے اس کو خوب جانتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جب عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحائف پیش کیے تو اس نے قبول کر لیے۔ پھر دونوں نے اپنی وہی بات کی جو اس کے سرداروں سے کی تھی۔ بادشاہ کے سرداروں نے جب ان دونوں کی وعدہ کے مطابق تائید کی تو بادشاہ غصے میں آ گیا اور اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا: میرے پاس جو آ چکے ہیں اور میرے شہر میں قرار پا چکے ہیں۔ دوسروں کو چھوڑ کر میرے پاس آنے کو انہوں نے ترجیح دی۔ میں ان کو مکہ سے آنے والے دو شخصوں کے حوالے اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک اس کی تصدیق نہ کر لوں کہ جو اِن دونوں نے کہا ہے۔ اگر وہ غلط ہوا تو پھر ہرگز ان کو نہیں لوٹاؤں گا۔

ام سلمہؓ کا کہنا ہے جب بادشاہ کی طرف سے بلانے والا آیا، تو اہل اسلام نے باہمی مشاورت سے طے کیا۔ اللہ کی قسم! ہم وہی کہیں گے جو ہم جانتے ہیں اور جس کا حکم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا ہے جو ہونا ہے ہو جائے۔ جب اہل اسلام بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو بادشاہ نے اپنے تمام دینی راہنماؤں کو بلا لیا اور انہوں نے اپنے صحیفے اس کے اردگرد رکھ دیئے۔ پھر اس نے اہل اسلام سے پوچھا، اپنی قوم کا دین چھوڑ کر تم نے کون سا دین اپنایا ہے، تم میرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

اہل اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے جعفرؓ طیار نے کہا:

اے بادشاہ! ہم جاہلوں کی قوم تھے، بتوں کی پوجا کرتے، مردار کھایا کرتے، فحش کام کیا کرتے، قطع رحمی کرتے، ہمسائے کا حق بھول جاتے اور ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا، ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ہم ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جس کے نسب، صدق و امانت اور عفت کو ہم خوب جانتے تھے، اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا تاکہ اس کی توحید پر ایمان رکھتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کریں اور جن بتوں اور پتھروں کی ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کو چھوڑ دیں، اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، ہمسائے سے اچھا سلوک کرنے، حرام کردہ کاموں سے بچنے، خون بہانے، فحاشی اپنانے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور بے گناہ عورتوں پر الزام لگانے سے منع کیا۔

اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور روزے رکھنے کا بھی حکم دیا۔

ام سلمہؓ کا کہنا ہے: جعفرؓ نے اسلام کی اور بھی باتوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا:

ہم نے اس رسول ﷺ کی تصدیق کی اور ہم ان پر ایمان لے آئے۔ اللہ کی طرف سے جو وہ لائے ہم نے اس کی اتباع کی، ہم نے ایک اللہ کی عبادت کرنی شروع کر دی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے۔ اس نے ہمارے لیے جو حرام کیا، ہم نے اس کو حرام مان لیا اور اس نے ہمارے لیے جو حلال کیا، اس کو ہی حلال سمجھا، یعنی اس کی تعلیم کے مطابق عمل کیا۔

اس بنا پر ہماری قوم نے ہمارے ساتھ زیادتیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے ہمیں عذاب دیئے اور ہمارے دین کے بارے میں فتنہ کا سبب بنے تاکہ ہم دوبارہ بتوں کی عبادت میں لگ جائیں اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ترک کر دیں۔ ان خبائث کو حلال سمجھیں، جن کو زمانہ جاہلیت میں حلال سمجھا کرتے تھے۔ جب انہوں نے ہم پر جبر و ظلم کیا اور انہوں نے ہماری اپنی زمین ہم پر تنگ کر دی، ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے تو ہم تیرے ملک کی طرف نکل آئے، ہم اوروں کو چھوڑ کر تیرے پاس چلے آئے، تیری ہمسائیگی اختیار کرنے میں رغبت پائی، اے بادشاہ! ہمیں امید تھی کہ تیرے پاس ہم پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

جعفرؓ کی تقریر سن کر نجاشی نے کہا: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے جو آیا ہے اس میں سے کچھ یاد ہو تو مجھے سناؤ، جعفرؓ نے جب سورۃ مریم کی تلاوت کی تو نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے آس پاس بیٹھے ہوئے اس کے علماء بھی خوب روئے۔ یہاں تک کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے، سورۃ مریم سن کر نجاشی نے کہا: یہ وہی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لائے۔ یہ ایک ہی طاق کی روشنی ہے، پھر اس نے مکہ کے دو رکنی وفد سے کہا: جاؤ، اللہ کی قسم! ان کو یعنی اہل اسلام کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

دوسرے دن اہل اسلام کی آزمائش میں اضافہ اس طرح ہوا کہ عمرو بن عاص نے بادشاہ سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ بادشاہ نے اہل اسلام سے جب یہ سوال کیا تو جعفرؓ نے کہا: ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے بتایا۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ یعنی کن سے وجود میں آنے والے ہیں، جو اللہ نے مریم عذراء بتول میں ڈالا۔

ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ بادشاہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا:

اللہ کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو تم نے کہا: اس میں اس تنکے برابر بھی فرق نہیں۔ پھر اہل اسلام سے کہا: جاؤ! میری سلطنت میں امن وامان سے رہو اور اس نے قریش مکہ کی طرف سے جو تحائف قبول کئے تھے وہ لوٹا دیئے۔

تفسیر ابن جریر میں یہ بھی منقول ہے کہ نجاشی نے ستر آدمیوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا جو اس کی قوم کے بہترین لوگ تھے، جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو سورۃ یٰسین سنائی، جسے سن کر وہ رو پڑے اور انہوں نے جان لیا کہ قرآن اللہ کا نازل کردہ حق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ میں اسلامی ریاست کے قائم ہونے کے بعد کا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ میں سے ایسے لوگوں کی خبر دی کہ جنہوں نے قرآن سنا تو وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے اور انہوں نے دعا کردی۔ اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے پس ہمیں ان کے ساتھ کردینا جو تیرے دین کے حق ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور اللہ نے ان کے اس قول کو بھی قرآن کا حصہ بنادیا کہ حق جب ہمارے پاس آئے تو ہم ایمان کیوں نہ لائیں۔ اس میں یہ راہنمائی رکھ دی گئی ہے حق کے واضح ہونے پر اس کو تسلیم کرنا جنت میں دخول کا سبب بن جاتا ہے جبکہ حق کو ٹھکرانا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا انسان کو جہنمی بنا دیتا ہے۔

حل اللغت:

○ ﴿وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ﴾ اس جملے کا عطف لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ پر اِلَى الرَّسُوْلِ تک شرط، تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ جواب شرط، تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حال، مِمَّا متعلق عَرَفُوْا کے، مِنَ الْحَقِّ کا مِنَ بیانیہ، یا تبعیضیہ، جملے کا معنی ہے: اور جب وہ سنیں گے جو رسول ﷺ کی طرف نازل کیا گیا تو آپ ان کی آنکھوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھیں گے۔ وہ آنسو بہارہی ہوں گی، اس کے سبب کہ جو حق انہوں نے پہچان لیا۔

- ﴿يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ میں يَقُوْلُوْنَ عَرَفُوْا کی ضمیر فاعل کا حال، رَبَّنَآ منادی، اٰمَنَّا ماضی متکلم، فَاكْتُبْنَا بمعنی اِجْعَلْنَا، مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے مراد بقول ابن عباس امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جملے کا معنی ہے: انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، پس ہمیں حق کی گواہی دینے والوں کے ساتھ کر دینا۔
- ﴿وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ﴾ میں مَا لَنَا مبتدا و خبر، لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ حال، وَ مَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ معطوف علی نُؤْمِنُ، جملے کا معنی ہے: اور ہمارے لیے کیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس حق پر جو ہمارے پاس آ گیا۔
- ﴿وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ﴾ میں نَطْمَعُ اور يُدْخِلَ کا فاعل، اور نَا ضمیر مفعول، الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ مرکب توصیفی، مع کا مضاف الیہ، جملے کا معنی ہے: اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں (جنت) میں صالح قوم کے ساتھ داخل کرے گا۔
- ﴿فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ میں فَاَثَابَهُمْ کی فاء جزائیہ، اَثَابَ فعل ماضی، هُمْ ضمیر مفعول، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، بِمَا کی باء سببیہ، مَا موصولہ، قَالُوْا فعل ماضی، جَنّٰتٍ مفعول ثانی، تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اس کی صفت، خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حال، جملے کا معنی ہے: پس اللہ تعالیٰ نے ثواب کے طور پر ان کو ایسے باغات دیے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔
- ﴿ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ مبتدا، جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: یہ محسنوں کی جزا ہوگی۔
- ﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ میں الَّذِيْنَ موصولہ، كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اس کا صلہ مل کر مبتدا، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، وہی جہنمی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۶﴾ ....حلال کو حرام کرنے کی ممانعت اور قسم کا کفارہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۸۷﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو پاک چیزیں حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو اور نہ حد سے بڑھا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اللہ نے جو حلال پاک رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ

تمہاری لغو قسموں کی وجہ سے اللہ تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا لیکن اس قسم پر مؤاخذہ کرے گا کہ جو تم پکے ارادے سے کھاؤ اور اس کو پورا نہ کرنے کی صورت میں اس کا کفارہ درمیانہ درجے کا کھانا دس مسکینوں کو کھلانا ہوگا جو تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو یا ان کو لباس دینا ہوگا یا ایک لونڈی یا غلام آزاد کرنا ہوگا پس جو یہ کرنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيۡمَانِكُمۡ اِذَا حَلَفۡتُمۡ وَاحۡفَظُوۡٓا اَيۡمَانَكُمۡ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۸۹﴾	پائے تو وہ تین دن روزے رکھے۔ یہ کفارہ ہوگا تمہاری قسموں کا کہ جب تم کھا کر پوری نہ کرو اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

تشریح:

جامع الترمذی ج۲ ص۱۵۲ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: میں جب گوشت کھاتا ہوں تو شہوت جوش مارتی ہے اور عورتوں کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ﴿لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ﴾ والی آیات نازل فرمائیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔

صحیح بخاری: کتاب النکاح، ص۷۵۷ میں انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس تین شخص آئے تاکہ آپ کی عبادت کے بارے میں پوچھیں۔ جب ان کو آپ کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے اپنی عبادت کو کمتر سمجھا اور انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے ہیں لہٰذا ہماری عبادت کی آپ کی عبادت کے سامنے کیا حیثیت ہے چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہر روز روزہ رکھا کروں گا اور کسی دن بغیر روزے کے نہیں رہوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی بھی نکاح نہیں کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو جب ان کے پروگرام کے بارے میں علم ہوا تو آپ خود ان کے ہاں تشریف لائے اور ان سے فرمایا: کیا تم ہی وہ ہو جنھوں نے ایسے ایسے پروگرام بنایا ہے۔ جب انہوں نے اقرار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا تو آپ نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لٰكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي﴾ اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ اس کا خوف دل میں رکھنے والا ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ رات نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح یعنی بیویوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں۔ پس جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں یعنی میرے طریقہ پر نہ ہوگا۔

صحیح مسلم ج۲ ص۴۴۹ کی روایت کے مطابق ان کے بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھایا کروں گا یعنی اس کے کھانے سے عورت کی طرف رغبت ہوتی ہے تو آپ نے ان پر واضح کر دیا کہ حلال کو حرام کرتے ہوئے دنیا سے الگ ہو جانا کوئی دینداری نہیں۔

تفسیر ابن جریر ج۷ ص۹ کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: تم سے جو پہلے لوگ تھے انہوں نے اپنے آپ پر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ اب وہ تمہارے بھائی گھروں اور عبادت گاہوں میں بند ہیں لہٰذا تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ ادا کیا کرو، رمضان کے روزے رکھو، حج اور عمرہ کرو، سیدھی راہ پر چلتے رہو، تمہاری راہنمائی کی جائے گی۔

صحیح بخاری ص۷۸۳ میں عبداللہؓ بن عمروؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا مجھے خبر نہیں دی گئی کہ تو دن میں روزہ رکھتا ہے اور ساری رات قیام کرتا ہے۔ عبداللہؓ نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو بلکہ روزہ رکھا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ رات کو قیام کیا کرو اور سو بھی جایا کرو، اس لیے کہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری روح کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

یہی وہ تعلیم ہے جس کی وجہ سے اسلام کو دین فطرت کہا جاتا ہے۔ صحابہؓ میں سے کئی کی خواہش تھی کہ یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان کی طرح وہ بھی دنیا سے الگ ہو کر اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو جائیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی۔ آپ نے اپنی امت کو اللہ کا حق ادا کرنے کے ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ پر احسان ہے کہ اس نے پاک چیزوں کو نہ صرف حلال کیا بلکہ ان کو اپنی مرضی سے اپنے آپ کے لیے حرام کرنے سے بھی روک دیا۔ امت محمدیہ کو اس کی بھی اجازت نہیں کہ حرام کو حلال کرلیں۔ اسلام نے ہر شے کے بارے میں وضاحت کردی ہے۔ اسلام میں حلال و حرام کی مقررہ حدوں سے جب تجاوز کیا جائے گا تو وہ زیادتی میں شمار ہوگا اور زیادتی کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا لہٰذا حلال پاک رزق کھاتے ہوئے یا حلال کردہ کاموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند کا بھی خیال کرنا ہوگا۔

سورۃ التحریم میں رسول اللہ ﷺ سے خطاب ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَکُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِکُمْ وَاللّٰهُ مَوْلٰکُمْ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (٦٦/١،٢)﴾

"اے نبی! آپ وہ حرام کیوں کررہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا، کیا آپ اپنی بیویوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بڑا بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا فرض کردیا ہے اور اللہ ہی تمہارا مولیٰ اور وہی علیم و حکیم ہے۔"

صحیح بخاری: کتاب التفسیر ص ۷۲۹ میں، عائشہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ زینبؓ بنت جحش کے پاس شہد نوش فرماتے اور کچھ دیر ان کے پاس ٹھہرے رہتے۔ میں نے اور حفصہؓ نے طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں، وہ آپ سے کہے: کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے۔ یہ ایک گوندنما چیز ہوتی ہے جس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے لیکن اس کی بو اچھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ جب آپ سے یہ بات کہی گئی تو آپ نے فرمایا: میں نے تو زینبؓ بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا اور آئندہ میں نہیں پیوں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں پس تو کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔

جس بات کو آپ نے مخفی رکھنا چاہا، اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کا حصہ بنادیا تاکہ امت محمدیہ کا کوئی فرد اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شے کو حرام نہ کرلے اور اگر قسم کھالے تو اس کا کفارہ ادا کردے اور اس کی ادائیگی کی وضاحت بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمادی کہ دس مسکینوں کو ایسا درمیانہ کھانا کھلایا جائے جیسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم کھانے والے کے گھر میں کھایا جاتا ہو، یا دس مساکین کو ایسے کپڑے دیے جائیں جن میں نماز کی ادائیگی ہو سکے یا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر دیا جائے چونکہ آج کل لونڈی یا غلام کا کوئی تصور نہیں، اس لیے پہلی دو باتوں میں سے کسی ایک کو اپنایا جاسکتا ہے۔ اگر قسم کھانے والا اتنا غریب ہو کہ کسی کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اللہ نے اس کے لیے یہ سہولت رکھ دی کہ وہ تین روزے پے در پے رکھ لے۔ کفارے کے وجوب کو لازم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ کے نام کا احترام کیا جائے۔

جہاں تک ایسی لغو قسموں کا تعلق ہے جن کے پیچھے کرنے یا نہ کرنے کا عزم نہ ہو، عادتاً منہ سے لَا، وَاللّٰہِ، بَلٰی جیسے الفاظ نکل جائیں تو ان پر مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ لیکن ایسی عادت سے اجتناب کرنا چاہیے اور جو قسم کسی کا مال ہتھیانے کے لیے کھائی جائے، اس کو اَلْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ کہا جاتا ہے۔

صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذ ورص ۹۸۷ میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان آدمی کا مال قطع کرنے کے لیے جبراً قسم کھائے، وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۱۶/۹۵)﴾

اور اللہ کے عہد کے بدلے تھوڑی سی رقم نہ لینا جو اللہ کے پاس تمہارے لیے ہے، وہ بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

صحیح بخاری ہی کی روایت ہے: عبدالرحمٰنؓ بن سمرۃ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: جب تم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھا لو اور اس سے بہتر کا موقع مل جائے تو قسم کا کفارہ ادا کر کے بہترین کام ہی کرنا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے کیونکہ سید الانبیاء ﷺ کا بھی اپنے بارے میں کتاب الایمان میں ایسا ہی کرنا منقول ہے۔

قسموں کے بارے میں سورۃ البقرہ کی آیت ۲۲۵ اور سورۃ آل عمران کی آیت ۷۷ کی تشریح میں اختصاراً بحث ہو چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حتمی اور قطعی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب دین کی سربلندی یا نیکی کے کسی کام کے لیے اللہ کی قسم کھائی جائے تو پھر اہل ایمان کا فرض ہے کہ اس کو پورا کیا جائے اور جو کام انسان کے بس میں نہ ہو، اس میں اللہ کے نام کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔

حل اللغت:

- ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا﴾ میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ندا ومنادی، لَا تُحَرِّمُوْا اور لَا تَعْتَدُوْا دونوں امر نہی، طَیِّبٰتِ مفعول، مَاۤ موصول، اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ اس کا صلہ۔ جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! وہ پاک چیزیں حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور نہ حدوں سے بڑھا کرو۔
- ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰهَ اس کا اسم اور اگلا حصہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
- ﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ میں كُلُوْا فعل امر، رَزَقَكُمْ کا فاعل اللّٰهُ، حَلٰلًا طَیِّبًا مرکب توصیفی مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں حلال پاک رزق دیا ہے۔
- ﴿وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾ میں اِتَّقُوا فعل امر، لفظ اللّٰهَ اس کا مفعول، الَّذِیْۤ موصولہ، مُؤْمِنُوْنَ اسم فاعل، جملے کا معنی ہے: اور اس اللہ سے ڈر جاؤ جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔
- ﴿لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ﴾ میں یُؤَاخِذُ فعل مضارع، كُمْ ضمیر مفعول، لفظ اللّٰهُ فاعل، بِاللَّغْوِ کی باء سببیہ، لَغْو، لَغِو، لَغَا یَلْغُو ناقص واوی سے مصدر، عَقَّدْتُّمْ فعل ماضی، الْاَیْمَانَ یَمِیْن کی جمع، اگرچہ اس کا معنی دایاں ہاتھ یا دائیں جانب ہے لیکن یہ قسم کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری لغو قسم کی قسموں پر نہیں پکڑے گا بلکہ ان قسموں پر تمہارا مؤاخذہ کرے گا جو تم نے پکے ارادے سے کھائی ہوں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ میں كَفَّارَتُهٗ تَكْفِيْر سے ماخوذ ہے اور یہ اسم مبالغہ ہے۔اِطْعَامُ مصدر مضاف، اَوْسَطِ افعل تفضیل، مَا موصولہ، تُطْعِمُوْنَ فعل مضارع، اَهْلِيْكُمْ اس کا مفعول، كِسْوَتُهُمْ کی ضمیر هم، عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ کی طرف راجع، تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مرکب اضافی کا مضاف، تحریر، حَرَّرَ يُحَرِّرُ سے مصدر اور رَقَبَةٍ سے مراد انسان کا پورا جسم، اگرچہ رَقَبَةٍ گردن یا گردن کے پچھلے حصہ کو کہا جاتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: پس اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو درمیانہ درجے کا ایسا کھانا کھلانا ہوگا جیسا تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو یا ان کو ایسے کپڑے پہنانے ہوں گے جن میں نماز پڑھی جا سکے یا ایک لونڈی یا غلام آزاد کرنا ہوگا۔

○ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ میں فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ شرط اور اگلا حصہ اس کی جزا، جملے کا معنی ہے: پس جو مذکورہ چیزوں کی وسعت نہ پائے تو وہ تین دن کے روزے رکھ لے۔

○ ﴿ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ اور كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ مشار الیہ، اِذَا حَلَفْتُمْ شرط مؤخر، جملے کا معنی ہے: یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہوگا جب تم قسم کھا کر پوری نہ کرو گے۔

○ ﴿وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ﴾ میں اِحْفَظُوْٓا فعل امر اور اَيْمَانَكُمْ اس کا مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔

○ ﴿كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ میں ذٰلِكَ پر کاف تشبیہ کا، يُبَيِّنُ فعل مضارع، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، اٰيٰتِهٖ مفعول، لَكُمْ جار مجرور متعلق يُبَيِّنُ کے، لَعَلَّكُمْ کا لَعَلَّ ممکن حصولِ آرزو کے لیے لایا جاتا ہے اور كُمْ ضمیر مخاطب کی، تَشْكُرُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۲۷﴾ ....شراب، جوئے، بتوں اور پانسے کے تیروں کی حرمت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے کے تیر شیطان کے عمل کی پلیدگی میں سے ہے پس اس سے بچ جاؤ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

بے شک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت وبغض واقع کردے کیا تم رکنے والے نہیں ہو

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور محتاط رہو اور اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ کے ذمہ واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ان پر اس کے بارے میں کوئی گناہ نہیں ہوگا جو انہوں نے کھایا پیا جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ۚ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

تک پرہیز گاری کو اپنائے رہے اور ایمان پر قائم رہے اور نیک عمل کرتے رہے۔ پھر بھی پرہیز کرتے رہے اور صاحب ایمان رہے۔ پھر بھی پرہیز کرتے رہے اور خوب نیک عملوں میں لگے رہے اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

تشریح:

اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے سے پہلے سارے عرب میں عام شراب پی جاتی تھی۔ جوے کی کئی قسمیں رائج تھیں۔ بتوں کی نہ صرف پوجا ہوتی تھی بلکہ ان کے ناموں اور ان کے پاس جانور ذبح کئے جاتے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے۔ تیروں کے ذریعہ فال لینے کا عام معمول تھا، جوے میں بھی ان کو استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ ایسی برائیاں تھیں جن کو شیطان نے صدیوں سے ان کو اپنانے کا عادی بنادیا تھا۔ لہٰذا اسلام نے یکدم ان کو حرام کرنے کی بجائے بڑی حکمت سے ان برائیوں کے برے نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے تدریجاً حرام کیا۔ ان کو شیطان کا گند قرار دے کر ان سے بچنے کا حکم دیا۔ یہ بھی وضاحت کردی کہ ان سے بچو گے تو فلاح پاؤ گے، یہاں بچنے کے لیے فَاجْتَنِبُوْ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں لکھا ہے کہ یہ لفظ اُتْـرُكُـوْا سے زیادہ بلیغ ہے یعنی ''چھوڑ دو'' سے بھی زیادہ ترک کرنے کو واجب کرتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ شراب کی حرمت تین وضاحتوں سے ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ شراب پیتے اور جوا کھیلا کرتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دونوں کے بارے میں جب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۱۹ نازل فرمادی: آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ آپ کہہ دیں: ان دونوں کا گناہ بہت بڑا ہے جبکہ ان دونوں میں لوگوں کو فائدہ بھی ملتا ہے لیکن ان کے فائدے سے زیادہ نقصان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہنچانے والا ان کا گناہ ہے۔ لوگوں نے آیت سن کر کہا: ابھی دونوں ہم پر حرام نہیں ہوئیں لہٰذا شراب پینے کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ایک دن مہاجرین میں سے ایک صحابی اپنے ساتھیوں کی نماز مغرب کی امامت کر رہے تھے اور انہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے آیات کو خلط ملط کر دیا جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۴۳ نازل فرمادی جس میں مومنوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ نشے میں ہوں تو نماز کے قریب نہ جائیں۔ اگر چہ یہ آیت پہلی سے زیادہ سخت تھی لیکن اس سے شراب کی قطعی حرمت ثابت نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے نماز کے وقت شراب تو نہ پی جاتی لیکن صحابہؓ اس کو پیتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی سخت تر ایسی آیت نازل فرمائی جس سے شراب حتمی طور پر حرام ہوگئی۔ یعنی اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، بت اور پانسے کے تیر شیطان کے عمل کی پلیدگی ہے۔ پس تم اس سے بچ جاؤ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اس آیت کا نازل ہونا تھا کہ صحابہ نے بارگاہ الٰہ میں عرض کر دیا: اے ہمارے رب! ہم باز آگئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! اس ممانعت سے پہلے جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے یا اپنی طبعی موت انہوں نے پائی، ان کا حال کیا ہوگا کیونکہ وہ شراب پیتے اور جوے کا مال کھایا کرتے تھے۔ اللہ نے ان کو شیطان کا پلید عمل قرار دیا ہے۔ ان کے اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی اگلی دو آیتیں نازل فرمادیں اور رسول اللہ ﷺ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ ان کی زندگی میں اگر یہ حکم نازل ہوتا تو وہ بھی ان کو اسی طرح چھوڑ دیتے جس طرح تم نے چھوڑ دیا ہے۔

مسند احمد ج ۱ ص ۵۳، ابوداؤد ص ۵۱۷ اور نسائی ج ۲ ص ۳۲۰ کی روایت ہے۔ عمر فاروقؓ نے دعا کی: اے اللہ! شراب کے بارے میں واضح شافی بیان فرما، جب ان کو سورۃ البقرہ والی آیت سنائی گئی تو انہوں نے پھر وہی دعا کی۔ جب سورۃ نساء والی آیت ان کو بتائی گئی تو انہوں نے وہی پہلے والی دعا کی حالانکہ جب نماز کھڑی ہوتی اور رسول اللہ ﷺ کے مؤذن اعلان کرتے، شراب کے نشے والے نماز کے قریب نہ آئیں لیکن جب سورۃ المائدہ والی آیت ان کو پہنچی تو انہوں نے فوراً کہا: اے ہمارے رب، ہم باز آئے۔

صحیح بخاری: کتاب التفسیر ص ۶۶۴ اور کتاب الاشربۃ ص ۸۳۷ میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے منبر پر عمر فاروقؓ کو کہتے ہوئے سنا: اے لوگو! جب شراب کے حرام ہونے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا حکم نازل ہوا تو اس وقت پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی، وہ انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو تھے۔ اب خمر سے مراد ہر وہ شے ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

بخاری: باب صب الخمر فی الطریق ص۳۳۴، کتاب التفسیر ص۶۶۴، مسلم ج ۲ ص ۱۶۲ کتاب الاشربۃ میں انسؓ سے مروی ہے کہ میں ابوطلحہؓ کے گھر میں قوم کے لوگوں کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوگئی۔ ایک منادی کرنے والے کی آواز سن کر ابوطلحہؓ نے کہا: دیکھو یہ کیسی منادی ہو رہی ہے۔ میں نے باہر نکل کر دیکھا کہ منادی کرنے والا منادی کر رہا تھا کہ شراب حرام ہوگئی ہے۔ مجھ سے ابوطلحہؓ نے کہا: جاؤ جتنی شراب ہے اس کو بہا دو، چنانچہ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ ان دنوں میں تازہ کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی، شراب کے حرام ہونے پر قوم کے بعض لوگوں نے کہا: ان کا کیا بنے گا جو اس حال میں شہید ہوئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، ان پر کوئی گناہ نہیں جو انہوں نے کھایا یعنی شراب کی حرمت سے پہلے جنہوں نے پی یا جوا کا مال کھایا تو ان پر اس وقت کے عمل پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ جس کی وضاحت سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۹۳ میں موجود ہے۔

اصل بات شراب کے حرام ہونے کے بعد کی ہے۔ کیا صحابہ میں سے کسی نے سورۃ المائدہ کی مذکورہ آیات کے نازل ہونے کے بعد ان کا انکار کیا یا شراب کے حلال ہونے اور نشہ کے حرام ہونے کی بات کی۔ بلکہ شراب کی حرمت کے بعد جس نے شراب پی اور شراب پینا اس کا ثابت ہوجاتا تو اس کو سزا دی جاتی تھی۔ مشکوٰۃ: باب حد الخمر کی روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہاتھوں اور جوتوں سے اس کو مارا پیٹا جاتا تھا ابوبکر الصدیق کی خلافت میں شرابی کو چالیس کوڑے لگائے جاتے تھے۔ عمر فاروقؓ کی خلافت میں شرابی کی سزا اسی کوڑے حضرت علیؓ کے مشورہ پر مقرر ہوئی۔

ابوداؤد ص ۵۱۸، ترمذی ج ۲ ص ۱۶ اور ابن ماجہ ص ۲۴۲ میں جابرؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ﴾ زیادہ پینے سے جس کا نشہ ہوجائے اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۴۱ ہی کی روایت ہے۔ ابوالدرداءؓ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿أَوْصَانِی خَلِیْلِی صلی الله علیه وسلم لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ﴾

"میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ شراب نہ پینا کیونکہ ہر شر کی چابی یہی ہے۔"

ابن ماجہ ص۲۴۲، ابوداؤد ص۵۱۷ کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شراب پر، پینے پلانے والے پر، بیچنے اور خریدنے والے پر، کشید کرنے اور بنانے والے پر، اٹھا کر لیجانے اور جس کے لیے لے جارہا ہو ان تمام پر لعنت فرمائی۔

شراب کی حرمت کے نازل ہونے کے بعد مدینہ طیبہ میں جہاں بھی شراب پائی گئی اس کو بہادیا گیا۔ شراب کی تجارت میں اگر یتیموں کا مال بھی لگا ہوا تھا تو اس کی بھی پروا نہ کی گئی اور بحرین سے آنے والی زکوٰۃ میں سے ان کے مال کی ادائیگی کا وعدہ آپ نے فرمایا۔

ترمذی ج۲ ص۱۶، ابوداؤد ص۵۱۸ اور ابن ماجہ ص۲۴۲ کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقل پر پردہ ڈال دینے والی ہر چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ جو شخص نشہ آور چیز پیئے گا تو چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اگر توبہ کرلے تو قبول ہوگی۔ دوسری اور تیسری مرتبہ توبہ کے بعد جب چوتھی مرتبہ شراب پیئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ﴿طِينَةُ الْخَبَالِ﴾ پلائے گا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ﴿طِينَةُ الْخَبَالِ﴾ سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا: جہنمیوں کی پیپ، ابن ماجہ میں طِينَةُ کی بجائے رَدْغَةُ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوے کو حرام کرتے ہوئے واضح کردیا کہ دونوں کے ذریعہ شیطان تمہارے درمیان بغض وعداوت واقع کرنے اور تمہیں نماز و ذکر سے روکنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی چالوں سے محتاط رہنا اور جو اس وضاحت کے باوجود ممنوعہ چیزوں کو استعمال کرلے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا، آج امت کا بہت بڑا حصہ خاص طور پر وہ جن کو آزمائش کے طور پر بے حساب مال ملا ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکم سے بے نیاز ہو کر حرام کردہ کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔

بخاری: کتاب الاشربۃ کی روایت کا حصہ ہے۔ میری امت کی کئی قومیں زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھتے ہوئے ان کو اپنائیں گی۔

الداری ص ۲۶۸ میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: اسلام میں سب سے پہلے برتن کی طرح جو شے الٹی جائے گی وہ شراب ہوگی یعنی اس کی حرمت کو حلال کرلیا جائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کی حرمت بیان کردی۔ آپ نے فرمایا: اس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے۔ جیسے آج شرابوں کے مختلف نام رکھ لئے گئے ہیں۔

مشکوٰۃ کے باب الانذار والتحذیر میں معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دین اسلام نبوت ورحمت کی صورت میں شروع ہوا۔ پھر یہ خلافت ورحمت ہو جائے گا اور پھر مختلف ملکوں کی بادشاہت کی صورت اختیار کر جائے گا۔ اس کے بعد تکبر کرنا، حد سے بڑھنا اور زمین میں فساد پھیلانے کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور وہ لوگ ریشم، زنا اور شراب کو حلال سمجھ لیں گے۔ اس کے باوجود ان کی مدد کی جائے گی اور ان کو رزق دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اللہ سے جاملیں گے۔ یعنی دین کے دعویدار تو ہوں گے لیکن دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی خبر امت کو رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی دے دی تھی تاکہ امت برائیوں سے بچ کر اپنی آخرت سنوارنے میں کوشاں رہے۔

www.KitaboSunnat.com

حل اللغت:

○ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ﴾ میں اَلْخَمْرُ باب ض، س اور نون سے مصدر ہے اور اس کا معنی چھپنا، پوشیدہ ہونا، چھپانا ہوتا ہے لیکن اسم کے طور پر ہر نشہ آور چیز یا مشروب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اَلْمَيْسِرُ يُسْرٌ سے مصدر میمی کا معنی آسانی سے حاصل ہونے والی چیز کا سبب جوا ہے۔ اَلْاَنْصَابُ نصب کی جمع اور اَلْاَزْلَامُ زَلَم کی جمع ہے، جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شک شراب، جوا، بت اور پانسے کے تیر شیطان کے عمل کی پلیدگی میں سے ہے۔

- ﴿فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ میں فَاجْتَنِبُوْ فعل امر اور ہُ ضمیر، اس کا مفعول، تُفْلِحُوْنَ فعل مضارع، جملے کا معنی ہے: پس تم اس سے اجتناب کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔
- ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ﴾ میں يُرِيْدُ اور يُوْقِعَ دونوں فعل مضارع، يُوْقِعَ کے آخر میں زبر اَنْ ناصبہ کی وجہ سے آئی ہے۔ اَلْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ دونوں مفعول، اَلشَّيْطٰنُ فاعل، جملے کا معنی ہے: بے شک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض واقع کر دے۔
- ﴿وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ﴾ يَصُدَّ پر بھی اَنْ ناصبہ کا عمل ہو رہا ہے اور كُمْ ضمیر مخاطب کی، جملے کا معنی ہے: اور چاہتا ہے کہ تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے روک لے۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ میں هَلْ استفہامیہ، مُنْتَهُوْنَ کا مادہ ن ہ ی، باب افتعال سے اِنْتَهٰى يَنْتَهِىْ کا اسم مفعول، اس کا معنی ہے: کیا تم باز آنے والے نہیں، یعنی اب تو انتہا ہو گئی کیا اب بھی نہیں رکو گے۔
- ﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا﴾ میں اَطِيْعُوا اور احْذَرُوْا فعل امر، جملے کا معنی ہے: اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور محتاط رہو۔
- ﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ میں فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ شرط اور اگلا جملہ جواب شرط، جس میں اَنَّمَا کلمہ حصر، اَلْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ مرکب توصیفی کا موصوف مصدر اور صفت اسم فاعل، جملے کا معنی ہے: پس اگر تم پھر گئے تو جان لو: بے شک ہمارے رسول کے ذمہ کھلے طور پر اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔
- ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا﴾ میں لَيْسَ فعل ناقص، اٰمَنُوْا، عَمِلُوْا، طَعِمُوْا، اتَّقَوْا اور اَحْسَنُوْا سب فعل ماضی جمع مذکر غائب کے صیغے، اَلصّٰلِحٰتِ اَلصَّالِحَة کی جمع، عَمِلُوْا کا مفعول، جُنَاحٌ جَنَحَ سے مشتق ہے اور اس کا معنی گناہ ہے۔ فِيْمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کَامَا موصولہ اور فِیْ حرف جر، چونکہ شراب کی حرمت وضاحتوں میں ہوئی تھی۔ اسی لئے اٰمَنُوْا اتَّقَوْا کا ذکر بھی تین مرتبہ ہوا۔ دومرتبہ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ساتھ اَحْسَنُوْا کو لایا گیا، جو عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ہی کی بہترین صورت ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو شراب کی حتمی حرمت سے پہلے شراب پینے کے گناہ سے پاک ہونے کی سند عطا کردی۔ جملے کا معنی ہے: ان پر کوئی گناہ نہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، اس میں کہ جو انہوں نے کھایا، جب تک وہ اللہ سے ڈرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے اور نیک عمل کرتے رہے، پھر بھی وہ اللہ سے ڈرتے رہے اور صاحب ایمان رہے پھر بھی پرہیزگاری کا مظاہرہ کرتے رہے اور انہوں نے نیک عمل بہترین صورت میں کیے۔

- ﴿وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ لفظ اللّٰهُ فاعل، یُحِبُّ فعل مضارع اور الْمُحْسِنِیْنَ مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

﴿۲۸﴾ ...... حالت احرام میں برّی شکار کی ممانعت اور بحری کی اجازت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗۤ اَیْدِیْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۴﴾	اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ شکار کے بارے میں تمہاری تھوڑی سی ضرور آزمائش کرے گا کہ جس کو تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ رہے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا ۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اے ایمان والو! شکار کو قتل نہ کرو، اس حال میں کہ تم احرام میں ہو، تم میں سے جس نے جان بوجھ کر اس کو قتل کیا، تو اس کی جزا پالتو جانوروں میں سے اس کی مثل ہوگی جو اس نے قتل کیا ہوگا۔ اس کا فیصلہ تم میں دو عادل شخص کریں گے اور قربانی کا جانور ایسا ہونا چاہیے جو کعبہ پہنچنے والا ہو یعنی اس کی قربانی وہاں ہو۔ یا اس کا کفارہ مساکین کو کھانا کھلا کر یا اس کے برابر روزے رکھ کر ادا کیا جائے گا تا کہ شکار کرنے والا اپنے کیے کی سزا کا مزا چکھ لے۔ جو پہلے ہو چکا، اللہ نے وہ معاف کر دیا۔ لیکن جو یہی کام پھر سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اللہ تعالیٰ غلبے والا اور انتقام لینے والا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

تمہارے لیے بحری شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ تمہارے اور مسافروں کے لیے زیست کا سامان ہے جبکہ تم پر برّی شکار حرام کر دیا گیا جب تک تم احرام میں رہو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو کہ جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ اپنے اطاعت گزار بندوں کو مختلف آزمائشوں کے ذریعہ فاسقوں، فاجروں، ظالموں اور کافروں سے الگ کر کے ان کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اسی لیے اس نے سورۃ الانبیاء میں اعلان کر دیا: ﴿وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ (۳۵/۲۱)﴾ اور ہم تمہیں خیر وشر کے فتنہ میں ڈال کر آزمائیں گے اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آزمائش نہ صرف مصائب وتکالیف کے ذریعہ ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے مالا مال کر کے بھی اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ سورۃ الملک کے آغاز میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ (۲،۱/۶۷)﴾ بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ وہی ہے جس نے موت وحیات کا سلسلہ قائم کیا، تاکہ تم کو آزمائے کہ از روئے عمل تم میں اچھا کون ہے۔

اسی قانون کے تحت اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کرنے والوں کے لیے یہ آزمائش رکھی کہ حالت احرام میں کسی پرندے یا جانور کا انہوں نے شکار نہیں کرنا اور نہ کسی شکاری کی شکار کرنے میں مدد کرنی ہے۔ اگرچہ شکار کتنا ہی ان کے نزدیک ہو اور اس کو پکڑنے یا مارنے میں کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔

تفسیر کبیر اور تفسیر ابن کثیر میں مقاتل بن حیانؒ سے مروی ہے کہ ان آیات کا نزول صلح حدیبیہ والے سال میں ہوا جب دوران سفر جنگلی چوپائے، پرندے اور شکار خیموں کے اتنے قریب آگئے کہ آسانی سے ان کو پکڑا جاسکتا تھا۔ احرام کی حالت میں شکار کرنے کی ممانعت سے اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کون کون اس کے خوف سے اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اللہ کو بن دیکھے جو اپنے دلوں کو اس کے خوف سے مزین کرتے ہیں۔ ان کے لیے سورۃ الملک میں بشارت ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ (۱۲/۶۷)﴾ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ سے بالغیب ڈرتے ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت والا اجر ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ جو اس کے حکم کو نہیں مانیں گے اور وہی کام کریں گے جن سے ان کو روکا گیا ہے تو ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ جو جانور انسانوں کو نقصان پہنچانے والے ہیں حالت احرام میں ان کو مارنا بھی ممنوع ہے۔

بخاری ص ۲۴۶ مسلم ج ۱ ص ۳۸۱ میں عائشہؓ صدیقہ اور حفصہؓ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں فاسق ہیں۔ احرام کی حالت میں ان کو مارا جاسکتا ہے۔ ان کے مارنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ وہ چوہا، کوا، چیل، بچھو، اور کاٹنے والا کتا ہے۔

حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی قاسم سے جب پوچھا گیا کہ سانپ کو بھی مارا جاسکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اسی لیے عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں پانچ کے ساتھ چھٹا سانپ ہے۔

فقہائے امت نے یہاں یہ اصول اپنایا ہے کہ کوے اور چیل کو مارنے کی بجائے اڑایا جائے، اگر ان کا ضرر زیادہ شدت اختیار کر جائے تو پھر ان کو مار دیا جائے۔ بچھو اور سانپ کے تحت ہر وہ درندہ یا پرندہ آجاتا ہے جو انسانی زندگی کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔

حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر بری سفر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے متنبہ کیا کہ دورانِ سفر اپنی پوری توجہ احکامِ حج اور عمرہ پر رکھیں اور شکار کرنے کے مواقع اگر میسر بھی ہوں تو ان سے بچیں۔ بلکہ بعد میں واضح طور پر فرما دیا کہ حالت احرام میں شکار قتل نہیں کریں۔ اگر کسی سے ایسا ہو جائے یا کوئی قصداً ایسا کر لے، تو اس کا کفارہ کیا ہوگا اور اس کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا۔ اہل ایمان کی آسانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت بھی خود فرما دی، یعنی دوران سفر ہی کفارہ کے تعین کے لیے اہل ایمان میں سے دو عادل شخصوں کو فیصل بنالیا جائے اور محرم نے جس جانور کا شکار کیا ہو یا جو جانور اس کے ہاتھوں قتل ہوا ہو، اس کے بدلے اس سے ایسا پالتو جانور لیا جائے جسے مکہ میں ذبح کر کے وہیں کے لوگوں میں اس کا گوشت تقسیم کیا جائے، فیصلہ کرنے والوں کے فیصلہ کے مطابق شکار ہونے والے جانور کے مساوی اگر پالتو جانور نہ مل سکے تو پھر اس کی قیمت کا تعین کر کے اس سے مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔ شکاری کے پاس اگر پالتو جانور دینے یا اس کی قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو، تو روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کرنا ہوگا، تاکہ اللہ کے حکم کو نظر انداز کرنے کی سزا کا وہ مزا چکھے، ماضی میں جو ہو چکا، اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے وہ معاف کر دیا۔لیکن آئندہ کے لیے جو کفارہ ادا کرنے کے بعد پھر وہی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے خود انتقام لے گا۔

امام فخر الدینؒ رازی نے اپنی تفسیر کبیر ج ۳ص ۶۶۴ میں جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: کیا بجو بھی شکار ہے۔آپ نے فرمایا: ہاں، اگر محرم اس کو پکڑے گا تو اس کا کفارہ مینڈھا ہوگا۔انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ صحابہ میں سے علیؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ نے مختلف شہروں اور مختلف اوقات میں شکار کئے گئے جانور کی مثل پالتو جانوروں کی جزاء کا حکم دیا۔یعنی شتر مرغ کے بدلے اونٹ، جنگلی گدھے کے بدلے گھریلو گائے، بجو کے بدلے مینڈھا، ہرن کے بچے کے بدلے بکرا، ہرن کے بدلے بکری، خرگوش کے بدلے بکری کا بچہ، اور گوہ کے بدلے گائے کا بچہ کفارے میں دینے کا حکم دیا کرتے تھے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ شکار ہونے والے جانور کے قریب ترین جانوروں کو ذبح کرنے کا فتویٰ دیا جاتا تھا۔

جب مساکین کو کھانا کھلایا جاتا تو وہ نصف صاع سے کم نہیں ہوتا تھا، بلکہ پورا صاع بھی تفاسیر میں منقول ہے، یعنی ہر مسکین کو پیٹ بھرنے والا کھانا دیا جاتا تھا۔

جب روزے رکھنے کی بات ہوتی تو نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکھا جاتا تھا۔ہرن کے بدلے تین روزے، اونٹ کے بدلے بیس روزے اور شتر مرغ یا گورخر مارنے پر تیس روزے رکھے جاتے تھے۔

حج اور عمرہ کا احرام باندھنے والوں کے لیے یہ گنجائش اللہ تعالیٰ نے رکھ دی کہ اگر کوئی غیر محرم شکار کر کے کسی محرم کو ہدیۃً دے تو وہ کھا سکتا ہے۔شرط یہ ہے کہ اس نے شکاری کے شکار کرنے میں کسی بھی طور پر مدد نہ کی ہو۔

اللہ تعالیٰ چونکہ رحیم و کریم ہے، اس لیے اس نے بحری سفر کرنے والوں کے لیے سمندر کے پانی کو پاک اور اس کے زندہ یا مردہ شکار کو حلال قرار دے دیا، کیونکہ بری سفر کرنے والوں کو زمین میں جو سہولتیں میسر ہوتی ہیں، سمندری سفر کرنے والوں کو نہیں ملتیں۔

بخاری: کتاب الذبائح میں ۸۲۶ مسلم: کتاب الصید میں ۱۴۷-۱۴۸ میں جابر کی روایات کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق قریش کے ایک لشکر کی نگرانی کے لیے ساحل کی طرف تین سو صحابہؓ پر مشتمل ایک لشکر رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا جس پر ابوعبیدہؓ بن جراح کو امیر مقرر کیا، وہ لشکر ابھی راستے ہی میں تھا کہ زاد راہ ختم ہوگیا۔ امیر لشکر کے حکم سے صحابہؓ کے پاس جو زادِراہ تھا، وہ سارا اکٹھا کرلیا گیا۔ لشکر میں شریک ہر صحابی کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی، جس کو کھا کر اس کی گٹھلی کو بچوں کی طرح صحابہ چوستے رہتے تھے، لشکر انتہائی شدت کی بھوک کا شکار تھا، سمندر کنارے جب لشکر پہنچا تو صحابہؓ نے دیکھا کہ ریت کے بڑے ٹیلے کی مانند ایک مچھلی پڑی ہوئی تھی جس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ابوعبیدہؓ نے کہا: یہ تو مری ہوئی ہے۔ پھر انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں اور بھوک سے مجبور ہوچکے ہیں۔ تازہ تازہ گوشت ہے، خوب کھاؤ، چنانچہ صحابہ ایک مہینہ وہاں ٹھہرے رہے اور مچھلی کا گوشت کھا کر خوب موٹے ہوگئے۔ اس کے ڈھیلوں کے اندر سے مٹکے بھر بھر روغن نکالتے اور اس سے جسموں کو مالش کرکے اپنے آپ کو مضبوط بنالیا۔ اس مچھلی کی آنکھ کے گڑھے میں تیرا آدمیوں کو بٹھایا اور اس کی ایک پسلی لے کر کمان کی طرح کھڑی کرکے اس کے نیچے سے ایک بڑا اونٹ گزارا جو آسانی سے گزر گیا۔ جب وہ لشکر مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس مچھلی کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ تمہارے رب کا رزق تھا، جو تمہیں ملا۔ اگر اس کے گوشت میں سے کچھ ساتھ لائے ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ چنانچہ کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ نے تناول فرمایا۔

ترمذی ج ۱ ص ۲۹، ابوداؤد ص ۱۱، مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۱، نسائی ج ۱ ص ۱۱ اور ابن ماجہ ص ۳۱ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی رکھتے ہیں۔ اگر اس سے وضو کریں تو پینے کے لیے پانی نہیں ہوگا۔ کیا ہم سمندری پانی سے وضو کرلیا کریں، آپ نے فرمایا: اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت کردی کہ جب تک تم احرام کی حالت میں برّی سفر میں رہو تم پر شکار حرام ہے لیکن سمندری سفر میں مچھلی وغیرہ کا شکار حلال ہوگا لیکن ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انجام کار اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حل اللغت:

○ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ﴾ میں لَیَبْلُوَنَّکُمْ فعل مضارع پر لام تاکید کا اور نون ثقیلہ، کُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول، لفظ اللّٰہ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ شکار کے ذریعہ تمہاری کچھ آزمائش ضرور کرے گا۔

○ ﴿تَنَالُهٗۤ اَیْدِیْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ﴾ میں تَنَالُهٗ فعل مضارع کی ضمیر ہٗ، الصَّیْدَ کی طرف راجع، اَیْدِیْکُمْ وَ رِمَاحُکُمْ اس کے فاعل، لِیَعْلَمَ کا لام کَیْ کا، مَنْ موصولہ استفہامیہ، یَخَافُهٗ کی ضمیر ہٗ، اللہ کی طرف راجع، جملے کا معنی ہے: جس کو تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ رہے ہوں تا کہ وہ جان لے کہ بالغیب اس سے کون خائف رہتا ہے۔

○ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ میں فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ شرط اور اگلا جملہ اس کی جزاء، جملے کا معنی ہے: پس جو اس کے بعد زیادتی کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

○ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ میں لَا تَقْتُلُوْا امر نہی، وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ جملہ حالیہ، جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار قتل نہ کرنا۔

○ ﴿وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ﴾ میں مَنْ قَتَلَهٗ مِنْکُمْ مُّتَعَمِّدًا شرط اور فَجَزَآءٌ اس کا جواب، جملے کا معنی ہے: اور تم میں سے جو جان بوجھ کر اس کو قتل کرے گا اس کو اس کا بدلہ دینا ہوگا۔

○ ﴿مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ یہ جملہ فَجَزَآءٌ کی وضاحت ہے اور مَا موصولہ اور مِنْ بیانیہ ہے، جملے کا معنی ہے: وہ بدلہ پالتو جانوروں میں سے اس کی مثل ہوگا جو جانور اس نے شکار میں مارا ہوگا۔

○ ﴿یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ میں یَحْکُمُ فعل مضارع، ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ اس کا فاعل، جملے کا معنی ہے: بدلے میں دیئے جانے والے جانور کا فیصلہ تم میں سے دو عادل شخص کریں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿هَـدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾ میں هَدْيًا۔ بِہٖ کی ضمیرہ کا حال اور بٰلِغَ الْكَعْبَةِ مرکب اضافی اس کی صفت، جملے کا معنی ہے: وہ قربانی کا جانور ایسا ہوگا جو کعبہ پہنچنے والا ہو، یعنی وہاں ذبح کیا جائے گا۔
- ﴿اَوْ كَفَّارَةٌ﴾ کا عطف فَجَزَآءٌ پر ہے اور اس کا معنی ہے: یا اس کا کفارہ دینا ہوگا۔
- ﴿طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا﴾ یہ کفارہ کا بیان ہے جو مساکین کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر روزے رکھنے ہوں گے۔
- ﴿لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ﴾ میں يَذُوْقَ فعل مضارع پر لام کَیْ کا، وَبَالَ اَمْرِهٖ مرکب جاری مفعول، جملے کا معنی ہے: تاکہ وہ اپنے کیے کا وبال چکھے۔
- ﴿عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ﴾ جملہ فعلیہ کا معنی ہے: جو ماضی میں ہو چکا اللہ نے وہ معاف کر دیا۔
- ﴿وَ مَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ﴾ میں مَنْ عَادَ شرط اور اگلا جملہ اس کی جزاء ہے لیکن جب جزا فعل مضارع ہو تو اس پر فاء نہیں آتی لہٰذا یہاں فاء زائدہ ہے اور شرط کو شبہ مبتدا بنا کر جزا کو خبر بنانا ہوگا۔ جملے کا معنی ہے: جو ایک بار شکار کرنے کا بدلہ یا کفارہ دینے کے بعد دوبارہ وہی کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ خود اس سے بدلہ لے گا۔
- ﴿وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ اللہ کے بارے میں خبر ہے کہ وہ غلبے والا اور انتقام لینے کی قدرت رکھنے والا ہے۔
- ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ اُحِلَّ ماضی مجہول، صَيْدُ الْبَحْرِ اس کا نائب فاعل، جملے کا معنی ہے: تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال کر دیا گیا۔
- ﴿وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ﴾ میں طَعَامُ اور مَتَاعًا مصدر مَتَاعًا مفعول لہ بھی ہو سکتا ہے۔ جملے کا معنی ہے: اس کا کھانا تمہارے لیے اور مسافروں کے لیے زندگی کا سامان ہے۔
- ﴿حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ میں حُرِّمَ ماضی مجہول، صَيْدُ الْبَرِّ اس کا نائب فاعل، مَا دُمْتُمْ حُرُمًا حال، جملے کا معنی ہے: جب تک تم احرام میں رہو تب تک تم پر برّی شکار حرام کر دیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ اِتَّقُوا فعل امر، الَّذِیْ موصولہ، تُحْشَرُوْنَ مضارع مجہول، جملے کا معنی ہے: اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

﴿۲۹﴾ .... کعبۃ اللہ، شہر حرام اور قربانی کے جانوروں کی فضیلت

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾

اللہ تعالیٰ نے حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لیے قائم رہنے کا سبب بنایا اور حرمت والے مہینے کو بھی اور قربانی کے جانور اور گردنوں میں ڈالے ہوئے ہار والے جانوروں کو بھی، یہ اس لیے تاکہ تم جان لو بلاشبہ اللہ کو اس کا علم ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾

جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے اور بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

رسول اللہ ﷺ کے ذمہ تو پیغام پہنچانا ہے اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو، اللہ اس کو جانتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٠﴾	آپ کہہ دیں: پاک اور ناپاک برابر نہیں ہوتے، اگرچہ ناپاک کی کثرت آپ کو تعجب میں ڈال دے۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو، اے عقل والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تشریح:

صحیح مسلم ج۱: کتاب المساجد ص۱۹۹ میں ابوذرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ زمین میں سب سے پہلی مسجد کون سی بنائی گئی۔ آپ نے فرمایا: مسجد حرام۔ انہوں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سی، تو آپ نے فرمایا: مسجد اقصیٰ، ابوذرؓ نے عرض کیا: دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ تھا۔ آپ نے فرمایا: چالیس سال۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد حرام کی تعمیر مسجد اقصیٰ سے پہلے ہوئی اور اس کی واضح شہادت خود اللہ تعالیٰ کی سورۃ آل عمران میں یوں موجود ہے:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۶/۳)﴾

”بے شک اللہ کی بندگی اور عبادت کے لیے سب سے پہلا گھر وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ اس حال میں کہ وہ جہانوں کے لیے ہدایت اور برکت کا سبب ہے۔“

صحیح بخاری: کتاب التفسیر ص۶۴۴ میں براءؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف چہرہ مبارک کر کے نمازیں پڑھیں، لیکن آپ کو یہ بات پسند تھی کہ بیت اللہ کو آپ کا قبلہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کے مطابق جب قبلہ تبدیل کر دیا تو آپ نے عصر کی نماز مکہ کی طرف چہرہ مبارک کر کے پڑھی۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (۲/۱۴۴)﴾

آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف پلٹنے کو ہم نے دیکھ لیا ہے پس ہم آپ کو ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جو آپ پسند کرتے ہیں لہٰذا آپ اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف کر لیں۔ (آپ کے امتیوں کو بھی حکم ملا) جہاں بھی ہو، اپنے چہروں کو اس کی طرف کر لو۔

چنانچہ بخاری کی مذکورہ روایت کا اگلا حصہ ہے کہ آپ کے ساتھ جنہوں نے نماز پڑھی تھی، ان میں سے ایک اس مسجد کے پاس سے گزرا جس میں لوگ باجماعت نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نبی علی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ اس مسجد کے نمازی رکوع کی حالت ہی میں مسجد اقصیٰ کی طرف سے پھر کر مسجد حرام کی طرف ہو گئے۔ اسی لیے اس مسجد کو قبلتین والی مسجد کہا جاتا ہے۔

چونکہ یہود مسجد اقصیٰ کو مسجد حرام سے افضل سمجھتے تھے، لہٰذا مسجد حرام کو بیت اللہ کہنے کی بجائے کعبہ کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ آل عمران کی آیت ۹۷ کی تفسیر میں امام القرطبیؒ نے نقل کیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں دو مرتبہ مسجد حرام کے لیے کعبہ کا لفظ استعمال کر کے واضح کر دیا ہے کہ وہی بیت اللہ، وہی بیت عتیق، وہی جہانوں کے لیے باعث برکت وہدایت اور لوگوں کے لیے ثواب اور امن کی جگہ ہے۔

سورۃ عنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ (۲۹/۶۷)﴾

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن والی جگہ بنایا حالانکہ اس کے اردگرد لوگ اچک لئے جاتے ہیں، کیا وہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔"

بیت اللہ کو کعبہ اس لیے کہا جاتا تھا کہ اس کی تعمیر مربع صورت میں ہوئی تھی۔ اس کی تعمیر کے بارے میں روایات کا ذکر تفسیر فضل القرآن کی جلد ۲ کے صفحہ ۱۳۷-۱۳۸ میں ہو چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ المائدہ کی اس آیت مبارکہ میں کعبہ کو نہ صرف حرمت والا گھر کہا گیا ہے بلکہ یہ وضاحت بھی کردی گئی ہے کہ وہاں اجر وثواب کا سلسلہ اللہ نے جو قائم کررکھا ہے اس کا حصول کہیں اور ممکن نہیں کیونکہ وہی اللہ کا گھر ایسا ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے اور وہاں پڑھی گئی ہر نماز اجر کے اعتبار سے ایک لاکھ بن جاتی ہے۔

دنیوی طور پر لاکھوں انسانوں کا رزق کعبہ سے وابستہ رہتا ہے اور اسی کو یہ شرف حاصل ہے کہ سارا سال دن رات آباد رہتا ہے۔ اہل اسلام کا قبلہ ہونے کی وجہ سے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ان کی نمازوں میں اپنی طرف چہروں کو قائم رکھتا ہے۔ دین اور دنیا کو قائم رکھنے کا بہترین سبب اور ذریعہ ہے۔

اَلشَّهْرَ الْحَرَامَ سے مراد حرمت والے چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔ ان مہینوں میں جنگ وقتال کا سلسلہ رک جایا کرتا تھا، مقتول کے لواحقین اپنے پیارے کے قاتل سے بدلہ لینے کی کوششیں بھی ترک کردیتے تھے۔ یہاں تک کہ کوئی اپنے باپ یا بھائی یا بیٹے کے قاتل سے ملتا یا اس کو قتل کرنے کا موقع پاتا تو بھی اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کو قائم رکھا۔

اَلْهَدْيَ سے مراد قربانی کا وہ جانور ہے جس کو ذبح کرنے کے لیے بیت اللہ بھیجا جاتا اور اس کی پہچان کے لیے اس کے کوہان کو نیزے کا چوکا لگا کر اس کا خون اس کے کوہان کو لگا دیا جاتا یا جوتوں کا ہار اس کے گلے میں ڈال دیا جاتا یا بٹی ہوئی رسی کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا جاتا۔

اَلْقَلَائِدَ یہ اَلْقِلَادَةُ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ ہار ہیں جو قربانی کے جانوروں کے گلے میں ڈالے جاتے تھے یا کوئی شخص اپنے آپ کو دشمن سے بچانے کے لیے حج کی خاطر مکہ جاتے ہوئے سفر کے دوران گلے میں ڈال لیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جانوروں اور نیکی کی نشانی گلے میں ڈالے گئے ہاروں کی حرمت کو برقرار رکھا تاکہ امت محمدیہ کی فلاح اور اصلاح کا سلسلہ قائم ودائم رہے اور امت ہر قسم کے بگاڑ سے محفوظ رہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے متنبہ کردیا کہ وہ آسمانوں اور زمین کی ہر شے کے بارے میں خوب علم رکھتا ہے۔ لہٰذا اس کے احکام کو بجالانے میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ وہ اطاعت کرنے والوں کے لیے بہت ہی بخشنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔ نافرمانوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرکشوں کو سخت عذاب دینے والا ہے جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے تو اس کا کام اللہ کے احکام کو اس کی مخلوق تک پہنچانا ہے۔ اگر کل کو کوئی رسول کے بارے میں کسی شیطانی عذر کا بہانہ کرے گا تو اس کو بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے آگاہ ہوتا ہے خواہ وہ چھپا کر یا ظاہری صورت میں کیے جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ برے اور اچھے عملوں والے کبھی برابر نہیں ہوسکتے اگرچہ برے اعمال والے اپنی کثرت کی بنا پر اچھے اعمال والوں پر غالب ہوجائیں، وقتی طور پر اچھائی دب سکتی ہے لیکن ختم کبھی نہیں ہوتی۔ سورۃ ص میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ (۳۸/۲۸)﴾

"کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کی طرح کردیں گے جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یا صاحب تقویٰ لوگوں کو فاسقوں فاجروں کی طرح کردیں گے۔"

یعنی نیکی میں لگے رہنے والوں اور برائیوں میں غرق لوگوں کو ہم کبھی بھی برابر یا ایک جیسے نہیں سمجھیں گے۔ دونوں کو جزا یا سزا اپنے اپنے اعمال کے مطابق دی جائے گی۔

سورۃ الجاثیہ میں مزید وضاحت یوں ہوتی ہے:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۴۵/۲۱،۲۲)﴾

"جن لوگوں نے برے عمل کئے، کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تاکہ جینے اور مرنے میں وہ برابر ہوجائیں، بہت ہی برا فیصلہ ہے جس کی وہ سوچ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی تاکہ ہر نفس کو اس کی جزا دی جائے جو اس نے کیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طیب اور خبیث میں اللہ تعالیٰ نے جس فرق کی نشاندہی فرمائی ہے، یہ ایسا قانون ہے جو انسان کے تمام امور اور معاملات میں نافذ ہوتا ہے تاکہ اہل ایمان اللہ کی معصیت سے بچتے رہیں اور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے، اسی لیے اس نے مومنوں کو پاک اور طیب کمانے اور کھانے کا حکم دیا ہے۔

سورۃ البقرہ میں اس کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۲/۱۷۲)﴾

''اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو پاک رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ انسان کی نظروں میں حرام اور حلال کے درمیان جو فرق ہے اس کو مٹادے اور برائی کو مزین کر کے اس کو جہنم کا ایندھن بنادے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دینی بصیرت والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اگر تم فلاح چاہتے ہو اور وہی تمہاری زندگیوں کا مقصود و مطلوب ہے تو اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ کے خوف سے کبھی بھی اپنے دلوں کو عاری نہ ہونے دینا کیونکہ اللہ کا خوف ہی وہ نعمت عالیہ ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ اس جنت کا مالک بن جاتا ہے جو اس نے اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کر رکھی ہے۔ اصل فلاح یہی ہے کہ انسان جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (۳/۱۸۵)﴾ پس جو جہنم کی آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، بے شک وہ کامیاب ہوا (کیونکہ دنیا کا سامان تو سراسر دھوکہ ہے)۔

حل اللغت:

○ ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ﴾ میں جَعَلَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، الْكَعْبَةَ اس کا مفعول، اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ، الْكَعْبَةَ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان یا مفعول ثانی، قِیٰمًا لِّلنَّاسِ حال، وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ کا عطف الْكَعْبَةَ پر، جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو بیت حرام ہے۔ اس کو لوگوں کے لیے قائم رہنے کا سبب و ذریعہ بنایا اور حرمت والے مہینوں اور قربانی کے جانوروں اور ہاروں کو بھی ذریعہ قیام بنایا۔

- ﴿ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ﴾ میں ذٰلِكَ اسم اشارہ، لِتَعْلَمُوْٓا فعل مضارع پر لام کَیْ کی اور اسی کی وجہ سے تَعْلَمُوْنَ کی نون گری ہوئی ہے۔ اَنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰہ اس کا اسم اور اگلا حصہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: یہ اس لیے تا کہ تم جان لو، بے شک اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے۔
- ﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ میں بھی فعل مشبہ والی ترکیب، جملے کا معنی ہے: اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
- ﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ میں اِعْلَمُوْٓا فعل امر، اَنَّ مشبہ بفعل، لفظ اللّٰہ اس کا اسم، شَدِيْدُ الْعِقَابِ مرکب اضافی، اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: جان لو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔
- ﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ میں بھی ماقبل والی ترکیب جبکہ غَفُوْرٌ اور رَّحِيْمٌ دونوں اللہ کی صفات، جملے کا معنی ہے: اور بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔
- ﴿مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ﴾ میں مَا نافیہ، عَلَى الرَّسُوْلِ جار مجرور، اِلَّا حرف استثناء، الْبَلٰغُ مصدر مستثنیٰ، جملے کا معنی ہے: نہیں ہے رسولوں پر مگر پہنچانا، عربی گرامر میں یہ ترکیب ہر شک وشبہ کو دور کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے، یعنی رسول کا کام صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔
- ﴿وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ﴾ میں لفظ اللّٰهُ مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر، جس میں دونوں مَا موصولہ، يَعْلَمُ فعل مضارع، واحد مذکر غائب، تُبْدُوْنَ اور تَكْتُمُوْنَ دونوں فعل مضارع جمع مذکر حاضر، جملے کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ﴾ میں قُلْ فعل امر، لَا نافیہ، یَسْتَوِی فعل مضارع، اَلْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ اس کے فاعل، لَوْ حرف شرط، اَعْجَبَ فعل ماضی، کاف ضمیر مخاطب کی مفعول، کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ مرکب اضافی فاعل، جملے کا معنی ہے: آپ کہہ دیں: خبیث اور طیب برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ خبیثوں کی کثرت آپ کو تعجب میں ڈال دے۔

○ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ میں اِتَّقُوْا فعل امر، یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ کی یَا حرف ندا، اُولِی الْاَلْبَابِ منادی، لَعَلَّکُمْ کی ضمیر مخاطب اور لَعَلَّ مشبہ بفعل برائے رجا، تُفْلِحُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر حاضر، جملے کا معنی ہے: پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

﴿۳۰﴾ ...... غیر مفید سوالات کرنے کی ممانعت اور بتوں کے نام پر آزاد ہونے والے جانور

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾	اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کیا کرو کہ اگر ان کو تمہارے لیے ظاہر کر دیا جائے تو تم کو بری لگیں اور اگر ان کے بارے میں سوال کرو جب قرآن نازل کیا جا رہا ہو تو تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ نے ان کے بارے میں معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	بے شک ان کے بارے میں تم سے پہلے ایک قوم نے سوال کیے، پھر ان کے بارے میں وہ کفر کرنے والے ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں سے نہ کوئی بحیرہ بنایا اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام، بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان کے اکثر عقل نہیں کرتے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف آؤ، تو کہتے ہیں ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا، اگرچہ ان کے آباؤ اجداد کچھ بھی نہ جانتے تھے اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہی تھے۔

تشریح:

ان آیات مبارکہ میں اہل اسلام کی بہترین تادیب کی گئی ہے کہ غیر مفید اور مضر قسم کے سوالات کرنے اور بے کار بحث و مباحثہ میں الجھنے سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ اس طرح عقائد و اعمال میں اصلاح کی بجائے بگاڑ کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۵ میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمہاری تین باتیں پسند اور تین ناپسند ہیں۔ اللہ کو پسند ہے کہ تم اس کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کرو، تم اللہ کی رسی یعنی قرآن حکیم کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور گروہ بندی نہ کرو۔ جو باتیں اس کو پسند نہیں، وہ یہ ہیں کہ تم قِیلَ اور قَالَ میں وقت ضائع کرو۔ (کسی نے کہا یا کہے گا والی باتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں لگ کر حق سے دور ہو جاؤ) اور سوالوں کی کثرت میں کھو کر اپنی اصل کو بھول جاؤ اور اپنے مالوں کو بے فائدہ کاموں میں ضائع کرو۔

ناپسندیدہ باتوں کی حقیقت یہی ہے کہ ان میں زیادہ تر وہی لوگ وقت برباد کرتے ہیں جو دین سے دور ہوتے ہیں۔ خود تو گمراہ ہوتے ہی ہیں دوسروں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

صحیح بخاری: کتاب التفسیر ص ۶۶۵ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ سے مذاق کے طور پر سوال کیا کرتی تھی۔ ان میں سے کوئی سوال کرتا کہ میرا باپ کون ہے اور کوئی کہتا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی ہے۔ وہ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں مذکورہ آیت نازل فرمادی یعنی غیر ضروری سوال کرنے سے مومنوں کو روک دیا گیا۔

صحیح مسلم: باب فرض الحج مرۃ فی العمر ج ۱ ص ۴۳۲ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، لہٰذا حج کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج کرنا ہوگا، آپ خاموش رہے اور اس نے تین مرتبہ وہی سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور پھر ہر سال تم کر نہ سکتے۔ لہٰذا جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم بھی سوالوں کے بارے میں مجھے چھوڑے رہو، کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے، وہ اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے اور زیادہ سوال کرنے کی بنا پر ہلاک ہوئے۔ پس میں تمہیں جب کسی بات کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس کو بجا لاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔

صحیح بخاری: باب ما یکرہ من کثرۃ السوال وتکلف مالا یعنیہ ص ۱۰۸۲ میں سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہ تھی، لیکن اس کے سوال کرنے پر حرام ہوگئی۔

اسی باب کے تحت انس بن مالک سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک موقع پر حجرہ مبارک سے اس وقت نکلے جبکہ سورج ڈھل گیا تھا۔ آپ نے ظہر کی نماز پڑھی، سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریف فرما ہوئے اور صحابہؓ سے مخاطب ہوئے کہ جب تک میں اس جگہ پر ہوں، تم جو بھی مجھ سے پوچھو گے، اس کا جواب دوں گا۔ صحابہ کے آنسو جاری ہوگئے اور وہ زاروقطار رونے لگ گئے، لیکن آپ فرماتے رہے، پوچھو پوچھو جو پوچھنا ہے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا میرے داخل ہونے کی جگہ کونسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم!

عبداللہ بن حذافہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حذافہ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پوچھو پوچھو، عمر فاروقؓ نے آپ کا یہ حال دیکھا تو وہ گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کرنے لگے: ﴿رَضِيْنَا بِاللّٰه رَبًّا وَبِالْإِسْلَام دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا﴾ ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوگئے۔

عمر فاروقؓ کی بات سن کر آپ خاموش ہوگئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو سامنے دیوار پر مجھ پر جنت و دوزخ کو پیش کیا گیا۔ آج میں نے خیر و شر کا جو معاملہ دیکھا، اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

یہ روایت صحیح بخاری کی کتاب الصلوٰۃ میں بھی موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ ویسے آپ کثرت سے کئے گئے سوالوں کو پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ اسی باب میں ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ جب آپ سے ایسی اشیاء کے بارے میں پوچھا جاتا جن کو آپ پسند نہیں کرتے تھے اور ان کے بارے میں زیادہ سوال کئے جاتے تو آپ غضبناک ہوجاتے تھے۔ جیسا کہ مذکورہ روایت سے عیاں ہوتا ہے لیکن جب آپ سے دین کے بارے میں راہنمائی لی جاتی تو آپ انتہائی شفقت و محبت سے راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ قرآن حکیم میں اللہ نے اس کا خود ذکر فرمایا ہے: آپ سے کئی سوال ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان کے جواب نازل فرمائے چونکہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اس لیے ماضی میں ہونے والی خطاؤں کو اس نے معاف کردیا۔ لیکن یہ وضاحت ضرور کردی کہ یہود و نصاریٰ بھی بہت سوال کیا کرتے تھے اور جب ان کو سوالوں کے جواب ملتے یا جو مانگتے وہ پالیتے تو بھی ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کرتے، رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جانتے ہوئے آپ پر ایمان نہ لائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام القرطبیؒ نے ابن عباسؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سورۃ المائدہ کی ان آیات کا نزول اس قوم کے بارے میں ہوا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کے بارے میں سوال کیا۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے کفار اپنے جانوروں کو اپنے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا کرتے تھے اور مختلف وجوہات پر ان کے مختلف نام رکھا کرتے تھے۔

بخاری: کتاب التفسیر ص ۶۶۵ میں ابن المسیبؒ سے مروی ہے۔

بحیرہ: اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جس کا دودھ بتوں کے لیے مخصوص کر دیا جاتا تھا۔ لوگوں میں سے کوئی اس کو دوہتا نہیں تھا۔

سائبہ: اس اونٹنی کو کہا جاتا جس کو اہل جاہلیت اپنے معبودوں کے نام پر آزاد چھوڑتے تھے، اس پر نہ سواری کی جاتی تھی اور نہ اس پر کوئی سامان وغیرہ ہی لادا جاتا تھا۔

وصیلہ: اس اونٹنی کا نام تھا جو پہلی مرتبہ نر بچہ جنتی، پھر اس کے بعد دو متواتر مادہ بچوں کو جنم دیتی، ان دونوں کے درمیان نر پیدا نہ ہوتا۔

حام: اس نر اونٹ کو کہا جاتا تھا جو دس بچوں کا باپ بن جاتا تھا۔ تب اس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تو پھر اس کو بوجھ اٹھانے کے لیے استعمال نہ کیا جاتا اور نہ کوئی اس پر سوار ہی ہوتا۔

ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر الخزاعی کو جہنم کی آگ میں دیکھا، وہ اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ رہا تھا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض حصہ بعض کو توڑ رہا ہے یعنی شدت اختیار کر رہا ہے اور اس میں عمرو اپنی انتڑیوں کو اپنے پیچھے کھینچ رہا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر جانوروں کو مختص کر کے آزاد چھوڑنے کی ابتدا کی اور اس کو رائج کیا۔

تفسیر القرطبی میں بحیرہ کے بارے میں منقول ہے کہ عربی لغت کے اعتبار سے اس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جس کے کان چھدے ہوتے تھے اور لمبے چیرے بھی دے دیئے جاتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ بتوں کے نام پر آزاد چھوڑی ہوئی ناقہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عزیز کا کہنا ہے: بحیرہ کا پانچواں بچہ اگر نر ہوتا تو اس کو ذبح کر کے مرد اور عورتیں کھاتے، اگر مادہ ہوتا تو اس کے کانوں کو چھید کر چھوڑ دیا جاتا، عورتوں پر اس کا دودھ اور گوشت حرام کر دیا جاتا۔ اگر وہ طبعی موت مرجاتی تو عورتوں کے لیے حلال ہو جاتی۔

سائبہ: اس جانور کو بھی کہا جاتا کہ جو نذر پوری ہونے یا بیماری سے شفا پانے کی صورت میں بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

حام: اور وصیلہ میں بکرے اور بکری کو بھی ان کی شرائط کے مطابق آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اہل جاہلیت کی سب سے بڑی جہالت یہ تھی کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا تو وہ بڑی ڈھٹائی سے کہتے کہ ہمیں تو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا حالانکہ ان کے آباؤ اجداد بھی ہدایت یافتہ نہ تھے۔ انتہائی بدنصیب انسان وہ ہوتا ہے جس کے پاس ہدایت آئے اور وہ اس کو ٹھکرائے اور جہالت پر ڈٹا رہے۔

حل اللغت:

- ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ میں يَاَيُّهَا حرف ندا، الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منادی، لَا تَسْئَلُوْا امر نہی، اَشْيَآءَ جمع شَيْءٌ کی، غیر منصرف ہونے کی وجہ سے عَنْ کا مجرور ہوتے ہوئے بھی اس کے آخر میں زیر نہیں آتی۔ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ شرط اور تَسُؤْكُمْ جزاء، جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جن کو تمہارے لیے اگر ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں برا لگے گا۔
- ﴿وَ اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ﴾ میں اِنْ حرف شرط، تَسْئَلُوْا فعل مضارع کی نون اِنْ کی وجہ سے گری ہوئی ہے، عَنْهَا کی ضمیر اَشْيَاءِ کی طرف راجع، حِيْنَ ظرف زمان، يُنَزَّلُ فعل مضارع مجہول، الْقُرْاٰنُ اس کا نائب فاعل، تُبْدَ بھی مضارع مجہول، لَكُمْ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو جب قرآن نازل کیا جا رہا ہو تو تمہارے لیے ان کو ظاہر کر دیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا﴾ میں عَفَا فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، عَنْهَا جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اللہ نے ان کے بارے میں معاف کر دیا ہے۔
- ﴿وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ اللہ کے بارے میں خبر یعنی اللہ بڑا بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔
- ﴿قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ﴾ میں قَدْ تحقیق کا، سَاَلَ فعل ماضی، هَا ضمیر اس کا مفعول، قَوْمٌ فاعل، مِنْ قَبْلِكُمْ جار مجرور، ثُمَّ حرف عطف، اَصْبَحُوْا فعل ناقص، كٰفِرِيْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: بے شک ان کے بارے میں ایک قوم نے تم سے پہلے سوال کیے۔ پھر انہوں نے ان کا انکار کر دیا۔
- ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ﴾ میں مَا نافیہ، جَعَلَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ فاعل، مِنْ جار، بَحِيْرَةٍ، سَآئِبَةٍ، وَصِيْلَةٍ اور حَامٍ اس کے مجرور، یہ بھی کہا گیا ہے کہ مِنْ زائدہ اور چاروں مفعول ہیں۔ جملے کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں سے کسی کو بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام نہیں بنایا۔
- ﴿وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ میں لٰكِنَّ مشبہ بالفعل، الَّذِيْنَ موصولہ، كَفَرُوْا اس کا صلہ، يَفْتَرُوْنَ فعل مضارع، عَلَى اللّٰهِ جار مجرور، الْكَذِبَ مفعول، جملے کا معنی ہے: اور بلکہ کفار اللہ پر جھوٹی افترا کر رہے ہیں۔
- ﴿وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ میں اَكْثَرُهُمْ مبتدا اور لَا يَعْقِلُوْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور ان کے اکثر عقل نہیں کرتے۔
- ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ﴾ میں اِذَا شرطیہ، قِيْلَ فعل ماضی مجہول، لَهُمْ جار مجرور، تَعَالَوْا فعل امر، اِلٰى مجرور، مَآ موصولہ، اَنْزَلَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، اِلَى الرَّسُوْلِ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا اور رسول ﷺ کی طرف آؤ۔
- ﴿قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا﴾ میں قَالُوْا فعل ماضی، حَسْبُنَا مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر اور یہ کفار کا قول ہے، جس میں وَجَدْنَا فعل ماضی جمع متکلم اور اٰبَآءَنَا اس کا مفعول، ما

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موصولہ، جملے کا معنی ہے: انہوں نے کہا: ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا۔

○ ﴿اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾ میں اَوَ لَوْ استفہام انکاری شرطیہ، كَانَ فعل ناقص، اٰبَآؤُهُمْ اس کا اسم، لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اگرچہ ان کے آباؤ اجداد کچھ عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہی ہوں۔

﴿۳۱﴾ ....اپنی فکر کرنے اور موت کے وقت کی جانے والی وصیت کا بیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	اے ایمان والو! تم اپنے آپ کی فکر کرو، جب تم ہدایت پاجاؤ تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا جو گمراہ ہوا، تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں اس سے آگاہ کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ	اے ایمان والو! تم میں سے دو عدل والوں کی گواہی تمہارے درمیان اس وقت ضروری ہوگی جب تم میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آجائے اور وہ کوئی وصیت کرے یا تم زمین میں سفر کر رہے ہو اور موت کی مصیبت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	تم کو پہنچ جائے تو تمہارے علاوہ دوسرے دو شخصوں کی گواہی بھی قابل قبول ہوگی۔ اگر تمہیں ان کے بارے میں شک ہوجائے تو نماز کے بعد ان کو روک لو، تاکہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ اس کے بدلے ہم کوئی قیمت نہیں لے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ قریبی ہی ہو اور نہ ہم اللہ کی گواہی کو ہی چھپا رہے ہیں۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو یقینی طور پر ہم گنہگاروں میں سے ہوں گے۔
فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾	اگر معلوم ہوجائے کہ جھوٹی گواہی دے کر دونوں گناہ کے مستحق ہوئے ہیں تو انہوں نے جن کا حق مارا، ان میں سے وصیت کرنے والے کے قریب ترین دو دوسرے کھڑے ہوں اور اللہ کی قسم کھا کر وہ کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ حق ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾	یہی طریقہ زیادہ قریب ہے کہ وہ حقیقت کے مطابق گواہی دیں یا ان کو خوف ہو کہ دوسروں کی قسموں کے بعد ان کی قسموں کا رد ہو جائے گا اور اللہ سے ڈرتے اور غور سے سنتے رہو اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی قوم کو ہدایت سے نہیں نوازتا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے کفار کے عمومی رویے کا ذکر کرنے کے بعد اہل ایمان کو حکم دے دیا کہ جب تم دیکھو کہ تمہاری وعظ و نصیحت اور خیر خواہی کا کفار پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو تم اپنی فکر کرو، اپنے آپ کو ہر قسم کی برائی سے بچاتے ہوئے اپنے دین کی حفاظت کرتے رہو۔ جب تک اللہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے رہو گے تو گمراہ ہونے والے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کر دیا جائے بلکہ محتاط انداز میں تبلیغ کے سلسلہ کو جاری رکھنا ہوگا۔

جامع الترمذی ج ۲: ابواب التفسیر ص ۱۵۳ میں مروی ہے کہ ابوبکر الصدیق نے کہا: تم یہ آیت ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ پڑھتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ جب لوگ کسی ظالم کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اس کو ظلم کرنے سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان سب پر عذاب نازل فرمادے۔

الترمذی کی دوسری روایت ہے۔ ابوامیہ شعبانی کا قول ہے: انہوں نے ابوثعلبہؓ الخشنی سے جب اسی آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے باخبر آدمی سے پوچھا ہے۔ میں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی آیت کے متعلق سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا: اچھائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے لوگوں کو روکتے رہو، یہاں تک کہ دیکھو کہ لالچ اور بخیلی کا راج ہے، خواہشات کی پیروی کی جارہی ہے، دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جارہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر فخر کر رہا ہے تو اس وقت اپنے بچاؤ کی فکر کرو اور لوگوں کے معاملات کو ان کے حوالے کردو کیونکہ تمہارے اس وقت کے پیچھے ایسے ایام آنے والے ہوں گے کہ ان میں پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرنے والے کے لیے ایسا ہوگا گویا کہ وہ ہاتھ میں آگ کا انگارہ لیے ہوئے ہو اور اس کے لیے پچاس باعمل آدمیوں کا اجر ہوگا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: کیا اس وقت کے آدمیوں کے اجر کے برابر اجر ہوگا یا ہمارے آدمیوں کے برابر، آپ نے فرمایا: تمہارے آدمیوں کے اجر کے برابر اجر پائے گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون کے بعد فتنہ و فساد کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو پہلے ہی آگاہ کرتے ہوئے یہ ضمانت دے دی کہ جو دنیاوی فتنوں میں اپنے دین کی حفاظت کرے گا تو وہ نہ صرف گمراہ ہونے والوں کے شر سے بچا رہے گا بلکہ پچاس صحابہؓ کے اجر کے برابر اجر پانے کا مستحق ہو جائے گا۔

اگلی تین آیات کے بارے میں صحیح بخاری: کتاب الوصایا ص ۳۹۰ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان کا نزول تمیم الداری، عدی بن براء، اور بنوسہم کے ایک آدمی کے سبب ہوا۔ اس کی تفصیل جامع الترمذی ج ۲، ابواب التفسیر ص ۱۵۴ میں تمیم الداری سے خود یوں منقول ہے کہ اسلام سے پہلے وہ اور عدی بن براء نصرانی تھے اور دونوں ہی شام کی طرف تجارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ ان کے پاس بنوسہم کا آزاد کردہ غلام بُدَیل بن ابی مریم آیا تا کہ تجارتی سفر میں وہ بھی ان کا ساتھی بن جائے اور اس کے پاس چاندی کا ایک پیالہ تھا جو وہ شام کے بادشاہ کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ بخاری کی روایت کے مطابق اس پیالے پر سونے کا کام کر کے اس کو مزین کیا گیا تھا، اتفاق ایسا ہوا کہ دوران سفر وہ بیمار ہو گیا اور مرنے سے پہلے اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو وصیت کی کہ اس کا سامان اس کے ورثاء کو پہنچا دیا جائے۔ تمیمؓ الداری کا اپنا بیان ہے کہ جب اس کی وفات ہوگئی تو ہم نے وہ پیالہ ایک ہزار درہم میں بیچ کر آدھی آدھی رقم آپس میں تقسیم کر لی۔ واپس آکر ہم نے پیالے کے علاوہ جو سامان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرنے والے کا تھا، وہ اس کے ورثاء کے حوالے کر دیا۔ جب انہوں نے سامان کے ساتھ پیالہ نہ پایا تو انہوں نے اس کے بارے میں ہم سے پوچھا۔ ہم نے کہہ دیا کہ اس نے جو چھوڑا تھا وہ ہم نے تم تک پہنچا دیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد جب میں مسلمان ہو گیا تو میں نے اس گناہ سے اپنے آپ کو پاک کرنے کا ارادہ کیا اور میں مرنے والے کے ورثاء کے پاس آیا اور اصل حقیقت سے ان کو آگاہ کرتے ہوئے پانچ سو درہم ان کو ادا کر دیئے اور ان سے کہا کہ اتنے ہی میرے ساتھی کے پاس ہیں چنانچہ وہ اس کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے گواہی قائم کرنے کو فرمایا جو وہ قائم نہ کر سکے۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو اس کے دین کے مطابق قسم دو، جب اس کو قسم کھانے کے لیے کہا گیا تو اس نے قسم کھالی اور اللہ تعالیٰ نے شہادت والی آیات نازل فرما دیں۔ ان آیات کی روشنی میں عمرو بن عاص اور ایک دوسرے شخص نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ پیالے کی آدھی رقم اسی کے پاس ہے چنانچہ پانچ سو درہم عدی بن براء سے وصول کر لیے گئے۔

ترمذی کی دوسری روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ مرنے والے کا پیالہ مکہ میں جب دیکھا گیا تو مرنے والے کے ورثاء نے پیالے کے مالک سے پوچھا کہ تم نے یہ کہاں سے خریدا تو اس نے کہا: تمیم الداری اور عدی بن براء سے، چنانچہ مرنے والے کے ورثاء نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ حق اور سچ ہے۔

اگرچہ اس تفصیل کے بارے میں امام ترمذی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند صحیح نہیں لیکن اختصاراً یہ ابن عباسؓ سے صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اور یہ تفصیل ابن جریر اور ابن کثیر نے بھی نقل کی ہے۔ اصل بات تفصیل کی نہیں بلکہ قانون کی ہے جو سفر میں مرنے والے کی وصیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور یہ تفصیل اس میں ممد ومعاون ہے۔ کیونکہ تفسیر القرطبی میں منقول ہے کہ سورۃ المائدہ کی یہ تین آیات اعراب و معنی اور حکم کے اعتبار سے قرآن حکیم کی مشکل ترین آیات ہیں۔

قانون یہ ہے کہ کسی مسلمان کی موت ایسی جگہ واقع ہو جاتی ہے جہاں اس کی وصیت پر کوئی مسلمان گواہ نہ ہو سکے تو غیر مسلم کی گواہی بھی قابل قبول ہوگی یا نہیں، اگر قابل قبول ہوگی تو اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صورت کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی آسانی کے لیے راہنمائی فرمادی ہے کہ اگر مسلمان گواہ نہ بن سکیں تو غیر مسلم جو دو گواہ بنائے جائیں، ان کو نماز کے بعد کھڑے کر کے قسم دی جائے گی کہ وہ مال کھانے یا کسی قریبی کی طرفداری کرنے کے لیے جھوٹی قسم نہیں کھا رہے ہیں اور نہ ہی حق و سچ کو چھپا رہے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ان کی گواہی مشکوک ہو جائے تو حق سے آگاہ ہونے والے ان کی جگہ پر کھڑے ہو کر سچی گواہی قائم کر دیں۔ اس قانونی طریقہ کو اس لیے وضع کیا گیا تا کہ وصیت پر مرنے والے نے جن کو گواہ بنایا، ان کو اس بات کا خوف اور ڈر ہونا چاہئے کہ اگر انہوں نے جھوٹی گواہی دے دی اور اس پر قسم بھی کھالی تو ان کی گواہی اور قسم کا رد بھی ہوسکتا ہے۔

انہی آیات کی تفسیر میں امام ابن جریر نے امام شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان کی موت پردیس میں ہوگئی اور وصیت پر گواہ بنانے کے لیے اس کو کوئی مسلمان نہ مل سکا تو اس نے اہل کتاب میں سے دو کو گواہ بنادیا۔ وہ کوفہ کے امیر ابوموسیٰؓ اشعری کے پاس آئے اور فوت ہونے والا کا ترکہ اور وصیت ان کو پہنچا دی۔ انہوں نے ان دونوں کو عصر کی نماز کے بعد اللہ کی قسم کھا کر کہنے کو کہا کہ انہوں نے نہ کوئی خیانت کی، نہ جھوٹ بولا، نہ وصیت کو بدلا، نہ کچھ چھپایا، نہ کوئی تبدیلی کی اور بے شک یہ مرنے والے کی وصیت اور اس کا چھوڑا ہی مال ومتاع ہے، جب انہوں نے قسم کھالی تو ابوموسیٰ اشعریؓ نے ان دونوں کی گواہی کو تسلیم کر لیا۔

تمیم الداری رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا خوبصورت ترین پہلو یہ ہے کہ مسلمان ہونے سے پہلے ان سے جو غلط کام ہوا تھا، مسلمان ہوتے ہی نہ صرف ان کو اس کا احساس ہوا بلکہ انہوں نے فوراً اس کی اصلاح کر لی اور جن لوگوں کے پانچ سو درہم ان کے پاس تھے، ان کے پاس خود جا کر ان کو لوٹا دیئے اور بقیہ کی بھی نشاندہی کر دی۔ جس کے نتیجہ میں وہ بھی وصول ہوگئے۔ اسی امانت و دیانت اور اعلیٰ کردار کی بنا پر اللہ صحابہؓ سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔

حل اللغت:

○ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ میں عَلَيْكُمْ جار مجرور، اصل میں اسم فعل امر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اَنْفُسَكُمْ اس کا مفعول بہ ہے جیسا کہ الترمذی ج۲ص۱۵۳ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ﴿فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعِ الْعَوَامَ﴾ پس اس وقت خاص طور پر اپنی جان کا فکر کرنا اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ ترمذی کے ابواب النکاح میں بھی ایسی اور مثال موجود ہے۔ جب آپ نے فرمایا: عورت سے نکاح اس کے دین اور مال اور اس کے جمال کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ ﴿فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ﴾ پس تو دین والی سے نکاح کرنا، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، یہ نصیحت آپ نے جابر رضی اللہ عنہ کو فرمائی تھی لہٰذا جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! اپنی جانوں کی فکر کرو۔

- ﴿لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ يَضُرُّ فعل مضارع، كُمْ ضمیر مخاطب کی مفعول، مَّنْ موصول، اِذَا شرط، اهْتَدَيْتُمْ فعل ماضی، آیت کا یہ حصہ اپنے ماقبل کی تعلیل کے طور پر آیا ہے اور اس کا معنی ہے: اگر تم ہدایت پا جاؤ تو جو گمراہ ہوا وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔
- ﴿اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ میں مَرْجِعُ مصدر میمی مضاف، كُمْ ضمیر مضاف الیہ، جَمِيْعًا اس کی تمیز، يُنَبِّاءُ فعل مضارع، كُمْ مفعول، بِمَا کا مَا موصولہ، كُنْتُمْ فعل ناقص، تَعْمَلُوْنَ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔
- ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ﴾ شَهَادَةُ مصدر، اِذَا ظرف، حَضَرَ فعل ماضی، اَحَدَكُمْ مفعول، الْمَوْتُ فاعل، حِيْنَ بھی ظرف، اثْنٰنِ مصدر کا فاعل، ترکیب کے اعتبار سے شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ مبتدا اور اثنان اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اے ایمان والو! جب تمہارے کسی ایک کی موت کا وقت آجائے تو وصیت کرتے ہوئے دو گواہوں کی گواہی تمہارے درمیان ضروری ہوگی۔
- ﴿ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ اِثْنَانِ کی صفت، یعنی وہ تم میں سے عدل والے ہوں۔
- ﴿اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ﴾ میں اٰخَرٰنِ کا عطف اِثْنَانِ پر اور غَيْرِكُمْ اس کی صفت، اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ شرط اور اگلا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصہ اس کی جزا، جملے کا معنی ہے: اور تمہارے علاوہ کوئی دو دوسرے غیر مسلم گواہ ہو سکتے ہیں، اگر تم زمین میں سفر کر رہے ہو اور موت کی مصیبت تم کو پہنچ جائے۔

- ﴿تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ میں تَحْبِسُوْنَ فعل مضارع، هُمَا ضمیر مفعول، اٰخَرَانِ کی طرف راجع، فَيُقْسِمٰنِ کا عطف تَحْبِسُوْنَهُمَا پر، اِنِ ارْتَبْتُمْ شرط اپنی جزا سے مستغنی، جملے کا معنی ہے: تم ان دونوں کو نماز کے بعد روک لو اور وہ اللہ کی قسم کھائیں، اگر تمہیں ان کے سچا ہونے میں شک ہو۔
- ﴿لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى﴾ میں نَشْتَرِيْ فعل مضارع، بِهٖ کی باء بدلے کی اور ہٖ ضمیر ان کی قسم کی طرف راجع، ثَمَنًا مفعول، لَوْ شرطیہ، كَانَ فعل ناقص، ذَا قُرْبٰى اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: ہم اس کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے ہیں اور اگر وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔
- ﴿وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ﴾ میں نَكْتُمُ فعل مضارع، شَهَادَةَ اللّٰهِ مرکب اضافی اس کا مفعول، اِذًا حرف جزا و جواب، لَمِنَ حرف جر پر لام تاکید کا، الْاٰثِمِيْنَ اَلْاٰثِم کی جمع، جملے کا معنی ہے: اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپا رہے ہیں، اگر ہم نے ایسا کیا تو ضرور گناہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔
- ﴿فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ﴾ فَاِنْ شرط، عُثِرَ ماضی مجہول، اسْتَحَقَّاۤ فعل ماضی تثنیہ مذکر غائب، اِثْمًا مفعول، آیت کا یہ حصہ شرط اور اگلا اس کی جزا، جملے کا معنی ہے: اگر معلوم ہو جائے کہ دونوں نے جھوٹی گواہی دے کر گناہ کے مستحق ہوئے ہیں تو ان کی جگہ دو وہ کھڑے ہوں جو میت کے قریب ترین ہونے کا حق رکھتے ہوں۔
- ﴿فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعْتَدَيْنَاۤ﴾ میں فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ کا عطف يَقُوْمٰنِ پر، اَحَقُّ افعل تفضیل، مَا نافیہ، اِعْتَدَيْنَاۤ فعل ماضی جمع متکلم، جملے کا معنی ہے: پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ مَا اعْتَدَیْنَآ کی تائید میں کہے گئے جملے کا معنی ہے: اگر ہم نے زیادتی کی ہے تو ہم بے شک ظالموں میں سے ہوجائیں گے۔
- ﴿ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰی وَجْهِهَآ﴾ میں ذٰلِکَ اسم اشارہ، اَدْنٰی افعل تفضیل، اَنْ ناصبہ، یَّاْتُوْا فعل مضارع، بِالشَّهَادَةِ جار مجرور، عَلٰی وَجْهِهَآ مرکب جاری، جملے کا معنی ہے: یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ حقیقت کے مطابق گواہی دیں۔
- ﴿اَوْ یَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ﴾ اَوْ یَخَافُوْٓا کا عطف اَنْ یَّاْتُوْا پر، تُرَدَّ فعل مضارع، مجہول کے آخر میں زبر ماقبل اَنْ ناصبہ کی وجہ سے آئی ہے۔ اَیْمَانٌ فعل تُرَدَّ کا نائب فاعل، جملے کا معنی ہے: یا ان کو خوف ہو کہ ان کی قسموں کا ردو دوسروں کی قسموں سے ہوجائے گا۔
- ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اسْمَعُوْا﴾ میں اتَّقُوا اور اِسْمَعُوْا دونوں فعل امر اور لفظ اللہ مفعول، جملے کا معنی ہے: اور اللہ سے ڈرتے رہو اور غور سے سنتے رہو۔
- ﴿وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ﴾ میں لفظ اللّٰہ مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت سے نہیں نوازتا۔

﴿۳۲﴾ ...... قیامت کے روز رسولوں سے سوال اور عیسیٰ علیہ السلام کو احسانات یاد دلائے جانا

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۰۹﴾	جس دن اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کرے گا اور ارشاد فرمائے گا: تمہیں کیا جواب دیا گیا تو وہ کہیں گے: بے شک تو ہی غیب کی باتوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے عیسیٰ بن مریم! میرے انعام کو یاد کرو جو میں نے تجھ پر اور تمہاری والدہ پر کیا جب میں نے تمہاری مدد روح القدس سے کی، تم ماں کی گود میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے کلام کرتے تھے اور جب میں نے تجھ کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کا علم عطا کیا اور جب تم میرے حکم سے مٹی کا پرندہ بنا کر میرے ہی حکم سے اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ حقیقی پرندہ بن جاتا تھا اور میرے ہی حکم سے تم مادرزاد اندھے اور کوڑھے کو ٹھیک کر دیتے تھے اور جب تم میرے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور جب بنی اسرائیل کو میں نے تجھ سے باز رکھا، جب تم ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے اور ان میں سے جنہوں نے کفر کیا، انہوں نے کہا: یہ تو کھلا جادو ہے

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور جب میں نے حواریوں کو حکم دیا کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں تو انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے اور گواہ رہنا، بے شک ہم فرمانبردار ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

قانون شہادت کا جو پہلو پچھلی تین آیات میں بیان ہوا، اس کے تحت گواہی دینے اور قسم کھانے والوں کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں، جھوٹی گواہی دے کر شاید دنیوی فائدہ تو ہو جائے لیکن آخرت اس سے کبھی سنور نہیں سکتی، کیونکہ قیامت کے دن نبیوں اور امتوں کو اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں تو دھوکہ دہی چل سکتی ہے لیکن رب العالمین کے سامنے دھوکہ دینے اور جھوٹ بولنے والے بے بس ہو جائیں گے اور ان کا نامہ اعمال ان پر گواہ ہوگا۔

سورۃ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (۷/۶)﴾

ہم ضرور ان سے پوچھیں گے جن کی طرف رسولوں کو بھیجا گیا اور رسولوں سے بھی ضرور ہم پوچھیں گے۔

سورۃ الحجر میں مزید وضاحت ہوتی ہے۔

﴿فَوَ رَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۵/۹۲،۹۳)﴾

”قسم ہے آپ کے رب کی، ہم ان سب سے اس کے بارے میں ضرور پوچھیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

سورۃ البقرۃ میں قیامت کے دن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۲/۲۸۱)﴾

”اور اس دن سے ڈر جاؤ جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر ہر نفس نے جو کیا ہوگا اس کا بدلہ اس کو دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے اِتَّقُوْا کے ساتھ اِسْمَعُوْا کا بھی حکم دیا، یعنی قیامت کے دن کیا ہوگا، اس کا حال غور سے سنو، پھر اللہ نے خود ہی فرمایا: وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے ان سے پوچھے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گا، جب تم نے میرا پیغام اپنی اپنی امت کو پہنچایا تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا، قبول کیا یا ٹھکرایا۔ ہر رسول علیہ السلام کا جواب ہوگا: ہمیں علم نہیں کہ انہوں نے کیا جواب دیا حالانکہ ہر رسول اپنی امت کے جواب سے آگاہ ہوگا لیکن اس دن کی ہولناکی ایسی ہوگی کہ ہر بات اللہ عالم الغیوب کی طرف لوٹائی جائے گی۔ اس جواب کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ رسولوں کی دعوت کو قبول کرنے کے بعد مرور زمانہ کے ساتھ جو بگاڑ واقع ہوا ہوگا، اس کے بارے میں تمام رسول علیہم السلام اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے آپ کے امتیوں کے بارے میں کہا جائے گا۔

صحیح بخاری: کتاب الحوض ص ۹۷۵ میں اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض کوثر پر ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ کچھ لوگ آئیں گے لیکن ان کو میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ ارشاد ہوگا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کون سے عمل کئے، اللہ کی قسم! یہ اپنی ایڑھیوں پر پھر گئے۔

ص ۹۷۴ میں سہل بن سعد کی روایت کے الفاظ ہیں۔ میرے پاس وہ قومیں آئیں گی کہ جن کو میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ پھر میرے اوران کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔

سعیدؓ بن الخدری اس روایت کو یوں پورا کرتے ہیں:

مجھ سے کہا جائے گا۔ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئے نئے کام کئے، یعنی بدعات کے مرتکب ہوئے۔ آپ نے فرمایا: میں کہوں گا، دوری ہو، دوری ہو، اس کے لیے کہ جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔

ظاہر ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو علم ہوتا یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے دین میں بہت سی وہ باتیں شامل کرلی تھیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہ تھا تو آپ ہرگز ان کے بارے میں اپنائیت کا اظہار نہ کرتے کیونکہ بدعات کے بارے میں آپ نے خود ہی امت کو ان کے انجام کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔

بخاری ص ۱۷۱ ۳، مسلم ج ۲ ص ۷۷ میں عائشہؓ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ﴾

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہ تھی تو وہ عنداللہ مردود ہوگی، یعنی اللہ قبول نہیں فرمائے گا۔

بخاری ص ۷۲۸ مسلم ج ۲ ص ۷۷ کی دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ﴾

جس نے ایسا عمل کیا کہ جس پر ہمارا معاملہ نہ تھا، پس وہ مردود ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کو آپ کے حوض سے ہٹا دیا جائے گا۔ آپ ان کو امتی کیوں کہیں گے یا یہ کیوں کہیں گے کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

اس بارے میں صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۶ (باب استحباب اطالة الغرة و التحجيل في الوضوء) کی روایت ہے:

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: اللہ کے نبی! قیامت کے روز آپ ہم کو پہچان لیں گے۔ آپ نے فرمایا: تمہاری ایک نشانی ہے جو تمہارے علاوہ کسی اور کی نہیں، تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ تمہارے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کرنے کی وجہ سے سفید ہوں گے۔ تم میں سے ایک جماعت کو روک لیا جائے گا اور وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے، میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے صحابہ ہیں۔ مجھے ایک فرشتہ جواب دے گا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام کئے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی امت میں سے ان لوگوں کو حوض کوثر سے روک لیا جائے گا جو بدعات کو اپنایا کرتے تھے اور اپنی من مانی کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جس دن کا ذکر فرمایا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی پیشی ہوگی لیکن سوال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے ان احسانات و انعامات ان کو یاد دلائے گا جن سے ان کو اور ان کی والدہ کو نوازا گیا تھا۔ معجزانہ طور پر عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے اور ان کی والدہ کے پاک دامنہ ہونے کی گواہی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی گود ہی میں قوت گویائی عطا فرمائی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جوان ہوکر بنواسرائیل کے سامنے نبی کی حیثیت سے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت کی صداقت کے لیے ان کو حسب ذیل معجزات سے نوازا۔ وہ مٹی لے کر اس سے کسی پرندے کی شکل جیسا پرندہ بناتے اور اس پر اللہ کے حکم سے پھونک مارتے تو وہ مٹی کا پرندہ حقیقی پرندہ بن کر اڑ جاتا۔ کسی اندھے یا کسی کوڑھے پر اللہ کا نام لے کر ہاتھ پھیرتے تو اندھا دیکھنے لگتا یعنی اس کی بینائی درست ہو جاتی۔ کوڑھا بیماری سے بالکل پاک ہو جاتا۔ کسی قبر پر کھڑے ہو کر اللہ کا نام لے کر اس کو زندہ ہونے کو کہتے تو وہ قبر والا زندہ ہو کر کھڑا ہو جاتا لیکن بنواسرائیل نے ان کو تسلیم کرنے کی بجائے جادو قرار دے دیا۔

ان معجزات کے علاوہ ان پر اللہ کا سب سے بڑا احسان یہ تھا کہ رومی گورنر کے حکم سے ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو رومیوں کے حوالے کرنے کی بجائے آسمان کی طرف اٹھا لیتا ہے۔ سورۃ النساء کے الفاظ ہیں: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۴/۱۵۸)﴾ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا غلبے والا اور حکمت والا ہے، یعنی اللہ نے بنواسرائیل اور رومی گورنر کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو متحقق کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انجیل عطا کی، بلکہ تورات کی تعلیم سے بھی ان کو نواز دیا تاکہ بنواسرائیل نے تورات میں جو ہیرا پھیری کی تھی اس کی وہ اصلاح کر دیں۔ اس وقت بنواسرائیل کے جو بڑے بڑے علماء اور سردار تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی غلط کاریوں کی جب نشاندہی کی، تو وہ سب ان کے خلاف ہو گئے اور ان پر مختلف الزام لگا کر ان کو سولی پر لٹکانے کی رومی گورنر سے سفارش کر دی۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے پہلے ہی ان کی تعلیم کو آگے بڑھانے کے لیے ان کو چند حواری عطا کر دیئے۔ اللہ کے حکم سے ہی وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اللہ نے الہام کے ذریعہ ان کو صاحب ایمان ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے پر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو گواہ بنا لیا۔

قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت کے بارے میں جب پوچھا جائے گا تو اللہ تعالیٰ مذکورہ احسانات و انعامات اس لیے یاد دلائے گا تاکہ یہود و نصاریٰ پر واضح ہو جائے کہ جو کچھ انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے کیا، عیسیٰ علیہ السلام کا اس میں کوئی دخل نہ تھا بلکہ وہ خود ہی قصوروار تھے۔

حل اللغت:

- ﴿یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا﴾ میں یَوْمَ ظرف زمان، یَجْمَعُ فعل مضارع، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، الرُّسُلَ رسول کی جمع، مفعول، فَیَقُوْلُ کا قائل اللہ، مَاذَآ استفہام، اُجِبْتُمْ ماضی مجہول، اگلا جملہ رسولوں کا قول، جملے کا معنی ہے: جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا: تمہیں کیا جواب دیا گیا، رسول کہیں گے: ہمیں کوئی علم نہیں۔
- ﴿اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾ میں عَلَّامُ الْغُیُوْبِ مرکب اضافی، عَلَّامُ مبالغے کا صیغہ، جملے کا معنی ہے: بے شک تو ہی غیب کی باتوں کو جاننے والا ہے۔
- ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَ عَلٰی وَالِدَتِکَ﴾ میں اِذْ ظرف، قَالَ فعل ماضی، لفظ اللّٰهُ اس کا فاعل، یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ندا ومنادی، اذْکُرْ فعل امر، نِعْمَتِیْ مفعول، عَلَیْکَ وَ عَلٰی وَالِدَتِکَ دونوں جار مجرور، جملے کا معنی ہے: جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ بن مریم! میری اس نعمت کو یاد کرو جس سے میں نے تمہیں اور تمہاری ماں کو نوازا۔
- ﴿اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ میں اَیَّدْتُّ فعل ماضی، کاف ضمیر مفعول، بِرُوْحِ الْقُدُسِ مرکب جاری۔
- ﴿تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ کَهْلًا﴾ میں تُکَلِّمُ فعل مضارع، النَّاسَ مفعول، فِی الْمَهْدِ جار مجرور، کَهْلًا حال، جملہ حالیہ کا معنی ہے: تو لوگوں سے ماں کی گود میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتا تھا۔
- ﴿وَ اِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ﴾ میں عَلَّمْتُ فعل ماضی، کاف ضمیر مخاطب کی، الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ چاروں مفعول، جملے کا معنی ہے: اور جب میں نے تم کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کا علم عطا کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ﴿وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِیْ﴾ تَخْلُقُ فعل مضارع، مِنَ الطِّيْنِ جار مجرور، كَهَيْئَةِ کا کاف تشبیہ کا، هَيْئَةِ الطَّيْرِ مرکب اضافی، بِاِذْنِیْ مرکب جاری، تَنْفُخُ فعل مضارع پر فائے ربط، فِيْهَا کی ضمیر طَيْرًا کی طرف راجع، طَيْرًا فَتَكُوْنُ کی خبر، جملے کا معنی ہے: اور جب مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز میرے حکم سے بناتے، پھر اس پر پھونک مارتے تو میرے حکم سے وہ حقیقی پرندہ بن جاتا۔
- ﴿وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ﴾ میں تُبْرِئُ اور تُخْرِجُ دونوں فعل مضارع، الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ اور الْمَوْتٰى مفعول، جملے کا معنی ہے: اور تو اندھے اور کوڑھے کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور میرے ہی حکم سے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔
- ﴿وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ﴾ كَفَفْتُ فعل ماضی، بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مفعول، عَنْكَ جار مجرور، اِذْ ظرف، جِئْتَ فعل ماضی، هُمْ ضمیر بنی اسرائیل کی طرف راجع مفعول، بِالْبَيِّنٰتِ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اور جب میں نے بنو اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تم ان کے پاس معجزات لے کر آئے تھے۔
- ﴿فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ میں الَّذِيْنَ موصولہ، كَفَرُوْا مِنْهُمْ صلہ، اِنْ نافیہ، هٰذَاۤ اسم اشارہ، اِلَّا حرف استثناء، سِحْرٌ مُّبِيْنٌ مرکب توصیفی مستثنیٰ، جملے کا معنی ہے: اور ان میں سے انہوں نے کہا جنہوں نے کفر کیا، نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو، یعنی یہ جادو ہے۔
- ﴿وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ﴾ میں اَوْحَيْتُ فعل ماضی، اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ جار مجرور، اَنْ مصدریہ یا مفسرہ، اٰمِنُوْا فعل امر، بِیْ اور بِرَسُوْلِیْ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اور جب میں نے حواریوں کو الہام کے ذریعہ حکم دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ۔
- ﴿قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ﴾ میں قَالُوْۤا فعل ماضی، اٰمَنَّا فعل ماضی جمع متکلم، اِشْهَدْ فعل امر، بِاَنَّنَا کی باء حرف جر، اَنَّ مشبہ بفعل، نَا ضمیر جمع متکلم کی، مُسْلِمُوْنَ اسم فاعل، جملے کا معنی ہے: حواریوں نے کہا: ہم ایمان لائے اور تو گواہ ہو جا بے شک ہم فرمانبردار ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿۳۳﴾ ....کھانے سے بھرا دستر خوان

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ہمارے لیے آسمان سے کھانے سے بھرا دستر خوان اتار سکتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈر جاؤ۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

حواریوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور اس پر ہم گواہ ہو جائیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اے اللہ ہمارے رب! آسمان سے ہم پر ایک کھانے سے بھرا دستر خوان نازل فرما۔ جو ہمارے اول و آخر کے لیے خوشی کا سبب اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور ہم کو رزق عطا فرما اور تو ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾	اللہ نے فرمایا: میں تم پر اس کو نازل کروں گا پس تم میں سے بعد میں جو انکار کرے گا تو اس کو میں یقیناً ایسا عذاب دوں گا کہ جہانوں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہیں دوں گا۔

تشریح:

ان آیات مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے معجزانہ طور پر مائدہ کے نازل ہونے کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اسی بناء پر اس سورت کا نام سورۃ المائدہ رکھا گیا ہے۔ مائدہ سے مراد ایسا دسترخوان ہے جس پر کھانے والوں کے لیے مختلف کھانے رکھے گئے ہوں۔ عجیب بات یہ ہے کہ اتنے اہم واقعہ کا انجیل کی کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی ذکر نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ اناجیل میں زبردست تغیر وتبدل ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے مطالبہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جواب سے حواریوں کے ایمان کی کمزوری کو چھپانے کے لیے اناجیل میں سے اس واقعہ کو حذف کر دیا گیا ہے حالانکہ احسن انداز میں اس کی توضیح بھی ہوسکتی تھی اور اس کی مثال بھی قرآن وسنت میں موجود ہے۔

جامع الترمذی: کتاب الفتن ج ۲ ص ۵۰ میں ابوواقد اللیثیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کا گزر مشرکوں کے اس درخت کے پاس سے ہوا جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ مشرک اس درخت پر اپنے اسلحہ لٹکایا کرتے تھے۔ مکہ کے ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے یا مسلمانوں کی حمایت میں ساتھ دے رہے تھے کہ اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی ذات انواط مقرر کر دیں جس طرح ان کا ذات انواط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک ہے، تم نے ویسی ہی بات کہی ہے جیسی موسیٰ علیہ السلام کی قوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ان سے کہی تھی کہ

﴿اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ ہمارے لیے ایک ایسا معبود بنا دیں جیسے ان کے معبود ہیں۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم ان کے طریقے کو ضرور اپناؤ گے جو تم سے پہلے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے جس آیت مبارکہ کا حوالہ دیا۔ وہ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۳۸ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا اپنا بیان ہے کہ ہم نے بنو اسرائیل کو دریا کے پار اتارا اور ایسی قوم پر ان کا گزر ہوا جو اپنے بتوں کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کو بت پرستی کرتے دیکھ کر کہا: اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک ایسا معبود بنا دیں جس طرح کے ان کے معبود ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: تم تو بڑے ہی جاہل لوگ ہو، اگلی آیت کے الفاظ ہیں، جس کام میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں وہ یقیناً تباہ ہونے والا ہے اور جو وہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب ایمان کمزور ہو یا کوئی انسان ایمان کی ابتدائی منازل میں ہو تو اس سے ایسی غلطیوں کا امکان کوئی تعجب کی بات نہیں ہوتی۔

سورۃ البقرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک واقعہ اطمینانِ قلب کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے، جب انہوں نے بارگاہ الٰہ میں عرض کیا:

﴿رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲/۲۶۰)﴾

"اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: کیا تو ایمان نہیں رکھتا، ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا، کیوں نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: چار پرندے لو، ان کو اپنی طرف مانوس کرنے کے بعد ان کا قیمہ بناؤ، پھر ہر پہاڑ پر اس میں سے ایک حصہ رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ، تو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے اور جان لو بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام اپنے دل کے اطمینان کے لیے مردوں کے زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنے کے لیے قادر مطلق کی بارگاہ میں درخواست کر سکتے ہیں تو حواریوں نے اپنے کمزور ایمان کی بنا پر ابتدائی مراحل میں مائدہ کے نزول کا مطالبہ کر دیا ہے تو اس کو انجیل سے حذف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

عیسائیوں میں سے ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا ہے اور دوسرا ان کو خدا کا بیٹا سمجھتا ہے لیکن دونوں ہی اپنی حاجات کو پانے کے لیے اللہ کی بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں جبکہ مائدہ کے واقعہ سے ان کے عقائد باطلہ کی نفی ہو جاتی ہے، کیونکہ مائدہ کے نزول کے لیے انہوں نے اپنے رب کو پکارا جس نے ان کی پکار کو قبول کرتے ہوئے حواریوں کی خواہش کے مطابق مائدہ نازل فرما دیا جس سے ثابت ہوا کہ مختار کل اللہ ہی ہے۔

تمام انبیاء ورسول علیہم السلام کا معاملہ ایسا ہی ہوتا تھا جب بھی وہ مشکل میں ہوتے یا ان کی امتیں معجزات طلب کرتیں تو وہ اپنے بھیجنے والے رب کو ہی پکارا کرتے تھے اور اللہ ان کی مدد کیا کرتا تھا۔ کسی بھی نبی یا رسول نے کسی موقع پر دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے کر سکتا ہے۔ ہر نبی اور رسول نے اپنے ہر معاملے کو اللہ ہی کی طرف لوٹایا۔ سورۃ الرعد آیت ۳۸ اور سورۃ الغافر آیت ۷۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ کسی بھی رسول کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لے آئے۔

مائدہ کے نزول کے بارے میں بھی ایسے ہی ہوا، حواریوں نے مائدہ کے نزول کا تقاضہ کیا تو عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اللہ سے ڈرایا تا کہ اپنے مطالبے سے وہ ہٹ جائیں۔ لیکن جب اپنے مطالبے کی وجوہات انہوں نے بیان کیں تو عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کی بشارت دینے کے ساتھ یہ تنبیہ بھی فرما دی کہ معجزہ دیکھنے کے بعد جو اس کے منکر ہوں گے تو ان کو ایسے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا جس میں پہلے کسی کو نہ کیا گیا ہوگا۔

ابن جریر، ابن کثیر، القرطبی اور در منثور میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ابن عباسؓ سے مروی ہے:

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بنو اسرائیل سے کہا: تیس روزے رکھو، پھر اللہ سے جو چاہو مانگو، وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں دے گا۔ چنانچہ بنواسرائیل نے تیس روزے رکھنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہم نے یہ عمل کسی ایک کے لیے کیا ہوتا تو وہ ہمیں ضرور کھانا کھلاتا۔ بے شک ہم نے روزے رکھے اور ہمیں بھوک لگی ہے، لہٰذا اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے آسمان سے ایک دسترخوان نازل فرمائے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو فرشتوں نے کھانوں سے بھرا دسترخوان ان تک پہنچا دیا جس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں جو لوگ پہلے آئے اور جو بعد میں آئے، سب نے اس دسترخوان کے کھانوں میں سے خوب کھایا۔

روایات میں یہ بھی منقول ہے کہ اس دسترخوان میں جنتی پھل اور کھانے کی دوسری چیزیں بھی تھیں، سیکڑوں لوگوں کے کھانے کے باوجود ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔

جامع الترمذی: ابواب التفسیر ج ۲ ص ۱۵۴ میں عمارؓ بن یاسرؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ مائدہ آسمان سے نازل کیا گیا اور اس میں روٹیاں اور گوشت تھا۔ کھانے والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ خیانت نہ کریں اور کل کے لیے کھانا ذخیرہ نہ کریں لیکن اس حکم کو نظرانداز کرتے ہوئے انہوں نے خیانت کی اور ذخیرہ کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے آنے والے کل کے لیے اس دسترخوان سے کھانا اٹھا لیا لہٰذا ان کو مسخ کرکے بندر اور سور بنا دیا گیا۔

آسمان سے مائدہ کے نازل ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بنواسرائیل کے لیے آسمان سے مَنّ اور سَلْوٰی نازل ہوا کرتا تھا۔ سورۃ الاعراف کے الفاظ ہیں:

﴿وَ ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ؕ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ (۷/۱۶۰)﴾

”اور ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلویٰ اتارا۔ (ہم نے کہا) جو پاک رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے یعنی ان کو جو سزا ملی، وہ اللہ کی نعمتوں کو ٹھکرانے کی وجہ سے ملی۔“

اسی سورت میں اس بستی والوں کا بھی ذکر ہے جنہوں نے ہفتہ کے روز مچھلیوں کا شکار کرکے اللہ کی نافرمانی کی۔ ارشاد ہوتا ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ (۷/۱۶۶)﴾

”جس کام سے ان کو روکا گیا تھا، جب انہوں نے وہی کرتے ہوئے زیادتی کی تو ہم نے ان کو حکم دیا، ذلیل ہونے والے بندر بن جاؤ۔“

یہاں بھی سزا کی وجہ ان کی سرکشی تھی۔ لہٰذا مائدہ کے سلسلہ میں جن کو عذاب میں مبتلا کیا گیا، وہ بھی نافرمانی کی ہی سزا تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قیامت تک جاری رہنے والا یہی قانون ہے کہ ظالم اپنے ظلم کی سزا پاتے ہیں۔

حل اللغت:

- ﴿اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ میں اِذْ ظرف، اَلْحَوَارِیُّوْنَ فاعل، یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ حرف ندا ومنادی، هَلْ استفہامیہ، یَسْتَطِیْعُ فعل مضارع، رَبُّكَ اس کا فاعل، اَنْ ناصبہ، یُنَزِّلَ فعل مضارع، مَآئِدَةً مفعول، مِّنَ السَّمَآءِ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب آسمان سے ہمارے اوپر کھانوں سے بھرا دسترخوان نازل کر سکتا ہے۔
- ﴿قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ میں اتقوا فعل امر، لفظ اللّٰہ اس کا مفعول، اگلا جملہ اپنی جزا سے مستغنی شرط، جملے کا معنی ہے: عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: اللہ سے ڈر جاؤ اگر تم ایمان والے ہو یعنی ایسی بات نہ کہو۔
- ﴿قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ﴾ میں نَّاْكُلَ، تَطْمَئِنَّ، نَعْلَمَ، اور نَكُوْنَ چاروں فعل مضارع، اَنْ کی وجہ منصوب، قَدْ تحقیق کا، صَدَقْتَ فعل ماضی، نَا ضمیر مفعول، عَلَیْهَا جار مجرور الشّٰهِدِیْنَ کے متعلق، جملے کا معنی ہے: حواریوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہوں میں سے ہو جائیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- ﴿قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ﴾ میں قَالَ فعل ماضی کا فاعل عِيْسَى کے آخر میں پیش اس لیے نہیں آئی کیونکہ وہ اسم مقصور ہے، جس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری آتا ہے۔ زبر آسانی کے لیے لائی گئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اصل میں یا اللہ ہے۔ حرف ندا کو حذف کر کے اس کے بدلے آخر میں میم لگا دی گئی ہے۔ چنانچہ اَللّٰهُمَّ ندا اول اور رَبَّنَا ندا ثانی ہے۔ پہلی ندا الوہیت اور دوسری ندا ربوبیت کا جوہر ہے۔ مائدہ کے نزول کے لیے دونوں کے ذریعہ بارگاہ الہ میں درخواست کی گئی۔ اَنْزِلْ فعل امر، مَآئِدَةً اس کا مفعول، جملے کا معنی ہے: اے ہمارے رب، اے اللہ! ہم پر آسمان سے کھانوں سے بھرا ایک دستر خوان نازل فرما۔
- ﴿تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ﴾ میں تَكُوْنُ فعل ناقص، لَنَا اس کی خبر، عِيْدًا حال، لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا صفت عِيْدًا کی، جملے کا معنی ہے: وہ مائدہ ہمارے اول و آخر کے لیے خوشی کا سبب ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ میں اُرْزُقْ فعل امر، نَا ضمیر مفعول اور اگلا جملہ حال، پورے جملے کا معنی ہے: اور ہمیں رزق عطا کر دے کیونکہ تو ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔
- ﴿قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾ میں قَالَ فعل ماضی کا فاعل، لفظ اللّٰهُ، مُنَزِّلُ اسم فاعل، (باب تفعیل) هَا ضمیر مفعول، عَلَيْكُمْ جار مجرور، جملے کا معنی ہے: اللہ نے فرمایا: بے شک میں اس کو تم پر نازل کروں گا۔
- ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ﴾ میں فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ شرط اور اگلا جملہ اس کا جواب ہے جس میں مَنْ شرطیہ، يَكْفُرْ فعل مضارع مجزوم، بَعْدُ اصل میں بَعْدَ هٰذَا الزَّمَان ہے۔ مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کی جگہ دال پر پیش دے دی گئی ہے۔ اُعَذِّبُهٗ فعل مضارع واحد متکلم اور ہٗ ضمیر مفعول، عَذَابًا اسم مصدر مبالغے کے لیے لایا گیا ہے جس سے عذاب کی شدت کو بڑھایا گیا ہے۔ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ سے مراد ان کا زمانہ ہے کیونکہ مائدہ کے نزول کا مطالبہ ان کا تھا اور نافرمانی کرنے والے بھی ان ہی میں سے تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جن کو اپنے کیے کی سزا مل گئی، جملے کا معنی ہے: پس تم میں سے جس نے اس کے بعد یعنی مائدہ کے نازل ہونے اور اس کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس کا انکار کیا یا نازل کرنے والے کی اطاعت نہ کی، تو پھر میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ زمانے کے کسی اور کو نہ دوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۳۴ .... عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز سوال اور ان کا جواب

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

اور جب اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا۔ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا: اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے۔ تو پاک ہے۔ مجھے کیسے زیب دیتا تھا کہ میں وہ کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے وہ کہا ہوتا تو ضرور تیرے علم میں ہوتا۔ تو وہ جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں وہ نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔ بے شک تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾

میں نے ان سے وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا۔ یہ کہ میرے اور اپنے رب اللہ کی عبادت کرو اور میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں موجود تھا۔ جب تو نے مجھے اٹھا لیا۔ تو پھر تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر چیز پر شاہد تھا

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾

اگر تو ان کو سزا دے تو بلاشبہ وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بے شک تو ہی غلبے اور حکمت والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾

اللہ فرمائے گا: یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا۔ ان کے لیے وہ جنتی باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِیْهِنَّ ؕ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾

اللہ کے لیے ہی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین کی اور جو ان میں ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے انعام اور احسان یاد دلانے کے بعد جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا اس کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی بات پوشیدہ نہ تھی۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کے بارے میں جو عقیدہ اپنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ درحقیقت حق کو ٹھکرانے اور عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنانے والوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خود ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

درمنثور ج ۲ ص ۳۴۹ میں علامہ سیوطیؒ نے ابن مردویہ کے حوالے سے جابرؓ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور تمام امتوں کو جمع کر لیا جائے گا تو لوگوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پکارا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا۔ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔ وہ عرض کریں گے۔ اے اللہ! جس بات کا مجھے حق ہی نہ تھا وہ میں کیسے کہہ سکتا تھا۔

ابن جریج کی روایت ہے ﴿وَالنَّاسُ يَسْمَعُونَ﴾ اور لوگ سن رہے ہوں گے۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کیا جانے والا سوال اس لیے کیا جائے گا تاکہ نصاریٰ پر حجت قائم ہو جائے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام پر اس سوال کا جو اثر ہوگا۔ اس کے بارے میں تفسیر ابن جریر میں میسرہ سے مروی ہے کہ وہ اس قدر خوفزدہ ہوں گے کہ ان پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ تفسیر روح المعانی پ ۷ ص ۵۷ اور تفسیر المظہری پ ۷ ص ۲۰۸ میں منقول ہے کہ اللہ کے خوف سے ان کے جسم کے تمام جوڑ ہلنے لگیں گے اور ان کے تمام بالوں کی جڑوں میں سے خون جاری ہو جائے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں خوب جاننے والا ہے لہٰذا ان کو صحیح جواب دینے کی توفیق عطا کر دی جائے گی۔ جامع الترمذی ج ۲ ص ۱۵۴ ابواب التفسیر میں ابوھریرہ کے اپنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے مذکورہ سوال کرے گا تو اس کا جواب خود ہی ان کے دل میں ڈال دے گا یعنی جواب دینے سے پہلے وہ اللہ کی تسبیح بیان کریں گے۔ پھر اللہ کی جلالت وعظمت اور عزت وسطوت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے انتہائی خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے عرض کریں گے اللہ! میں وہ بات کیسے کہہ سکتا تھا جس کا مجھے حق ہی نہ تھا۔ اگر میں نے کہی ہوتی تو ضرور تیرے علم میں ہوتی۔ کیونکہ جو کچھ میرے نفس میں ہے اس سے تو آگاہ ہے اور جو کچھ تیرے نفس میں ہے اس کا مجھے کوئی علم نہیں۔

اس جواب کی خوبصورتی یہ ہے کہ سارے کا سارا معاملہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کی پرستش کی ہوگی۔ ان کی طرف متوجہ کرانے کے لیے عرض کریں گے۔ بے شک تو ہی غیب کی باتوں اور کاموں کو بہت ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ یعنی جنہوں نے مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لیا تھا۔ ان کے بارے میں تو زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ ان کے اس جملے سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کو بھی غیب کی خبر اس وقت ہوتی تھی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو مطلع کیا جاتا تھا۔ لوگوں کو بہکانے اور ورغلانے کے لیے آج بہت سے جھوٹے دعویداروں نے اپنی دکانیں سجا رکھی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ لوگ ایمان وعزت اور مال لٹوانے کے بعد بھی ان کی دکانداری چلا رہے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف معاملے کو لوٹانے کے باوجود اپنے آپ کو اس کے عتاب سے بچانے کے لیے عرض کریں گے کہ جنہوں نے اپنی مرضی سے مجھے معبود بنایا۔ میں نے ہرگز ان سے ایسا نہیں کہا تھا میں نے تو ان سے وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ یعنی میرے اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ جب تک میں ان میں موجود رہا۔ میں ان کو یہی پیغام دیتا رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا اس کے بعد تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ان کے ہر معاملے پر شاہد تھا۔

اللہ کے نبی ہونے کے ناتے اپنی امت کی بخشش کی سفارش بھی بڑے عمدہ انداز میں کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ جو انہوں نے کیا اگر اس کی وجہ سے ان کو عذاب دینے والا ہے تو یہ تیرا حق ہے لیکن یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر غفور رحیم ہوتے ہوئے تو ان کو معاف کر دے تو سب سے بڑا غلبہ اور حکمت والا تو ہی ہے۔ پھر بھی معاملہ اللہ کے سپرد کریں گے۔

سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عیسیٰ علیہ السلام کا انداز اتنا پسند آیا کہ آپ نے بھی اپنی امت کے لیے اسی کو اپنایا۔ ابن ماجہ: باب ماجاء فی القرآۃ فی الیل ص ۹۶ میں ابوذرؓ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی آیت پڑھتے ہوئے ساری رات قیام کیا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۵/۱۱۸)﴾ اس کی مزید وضاحت مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۹ کی روایت سے یوں ہوتی ہے۔ جس کے راوی بھی ابوذرؓ غفاری ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز پڑھی۔ اس میں ایک ہی آیت پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ رکوع اور سجود میں بھی اسی کی تلاوت کرتے رہے۔ ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ...... ﴾ جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! ساری رات آپ یہی آیت پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے صبح کر دی۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی امت کی شفاعت کا حق مانگا تھا۔ میرے رب نے مجھے عطا کر دیا۔ میری امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائے گا۔ اگر اللہ نے چاہا تو وہ میری شفاعت پائے گا۔

اسی سلسلے میں صحیح مسلم کتاب الایمان، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ و بکاءہ ج ۱ ص ۱۱۳ میں عمروؓ بن العاص سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ ابراہیم میں اللہ کے ارشاد کی تلاوت کی جو کہ ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا حصہ ہے: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۴/۳۶)﴾ اے میرے رب! بے شک ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ یعنی ان کی گمراہی کا سبب بنے ہیں۔ پس جس نے میری اتباع کی۔ وہ مجھ سے ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی۔ بلاشبہ تو بڑا ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے پھر عیسیٰ بن مریم والی آیت ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۵/۱۱۸)﴾ پڑھ کر آپ نے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھایا اور بارگاہ الٰہ میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَ بَكٰى۔ اے اللہ! میری امت، میری امت اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ ان کو کس بات نے رلایا ہے۔ حالانکہ آپ کا رب حقیقت حال سے زیادہ آگاہ تھا۔ چنانچہ جبریل امین حاضر ہوئے اور آپ سے رونے کی وجہ پوچھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی شفاعت والی وجہ بیان کر دی۔ جبریل امین نے جب اللہ کی بارگاہ میں وجہ عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ان سے کہو۔ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْكَ۔ بے شک ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے۔ غم زدہ نہ کریں گے۔

امت کی شفاعت کے بارے میں صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۳ (باب اثبات الشفاعة و اخراج الموحدين من النار) میں ابوھریرۃ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک نبی کے لیے ایک قبول ہونے والی دعا تھی جو ہر ایک نے مانگنے میں جلدی کی لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لیے پوشیدہ رکھ لیا۔ میری امت میں سے جو شخص اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرے گا اللہ نے چاہا تو وہ میری شفاعت کو پائے گا۔

مذکورہ روایات سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک بنائے گا تو وہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہو جائے گا۔ اسی طرح جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو معبود بنایا ہوگا۔ ان کو بھی اپنا حساب دینا ہوگا اور قیامت کے روز سچوں کو ان کا سچ ہی فائدہ دے گا۔ صدق سے مراد یہاں توحید ہے۔ یعنی جو شرک سے بچتے رہے ان کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں داخل ہو کر وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو جائے گا اور وہ اللہ سے راضی ہو جائیں گے اور یقیناً یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ جہنم کی آگ سے بچ کر جنت میں داخل ہونا نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

سورۃ اٰل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ(۳/۱۸۵)﴾

"ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اجر پورے پورے دیے جائیں گے۔ پس جو جہنم کی آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی آخری آیت میں یہ اعلان بھی فرما دیا کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں ہے اس کی حقیقی بادشاہت اور ملکیت اللہ ہی کی ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے زبردست قسم کے حکمران آئے اور وقت کے ساتھ چلے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ہر شے پر قدرت رکھنے والا تھا۔ لیکن دنیا کے دھوکے میں کھو کر انسان اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے۔ کامیابی ان کی ہوگی جو حقیقت کو یاد رکھنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق ہمیں عطا فرمائے۔

کتاب نمبر
مکتبۃ الحرمین

حل اللغت:

○ ﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ میں اِذْ بمعنی اِذَا مستقبل کے لیے ہے۔ لفظ اللّٰهُ فعل ماضی قَالَ کا فاعل يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ حرف ندا و منادی، ءَ استفہامیہ، اَنْتَ ضمیر مرفوع منفصل، قُلْتَ فعل ماضی، لِلنَّاسِ جار مجرور، اتَّخِذُوْ فعل امر، نِی ضمیر، وَ اُمِّيَ اور، اِلٰهَيْنِ مفعول، مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ: اِلٰهَيْنِ کی صفت یا حال۔ جملے کا معنی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کہے گا۔ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا: اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔

○ ﴿قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ﴾ میں سُبْحَانَ مصدر، کَ ضمیر مخاطب کی۔ پہلا مَا نافیہ اور دوسرا مَا موصولہ۔ يَكُوْنُ فعل ناقص۔ اَنْ ناصبہ، اسی کی وجہ سے، اَقُوْلَ منصوب، لَيْسَ بھی فعل ناقص اور بِحَقٍّ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے۔ تو پاک ہے، میرے لیے مناسب نہیں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہ تھا۔

○ ﴿اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ﴾ میں اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ شرط اور اگلا حصہ اس کا جواب۔ جملے کا معنی ہے اگر میں نے وہ بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا۔

○ ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾ میں تَعْلَمُ اور اَعْلَمُ دونوں فعل مضارع اور دونوں مَا موصولہ۔ جملے کا معنی ہے۔ جو میرے نفس میں ہے۔ وہ تو جانتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جو تیرے نفس میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔

○ ﴿اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾ میں اِنَّ مشبہ بفعل، کَ ضمیر مخاطب کی، اَنْتَ اسم کی تاکید۔ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ مرکب اضافی۔ جملے کا معنی ہے: بے شک تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

○ ﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ﴾ پہلا مَا نافیہ اور دوسرا موصولہ۔ اِلَّا حرف استثنا۔ اَمَرْتَ فعل ماضی، نِیْ ضمیر مفعول۔ جملے کا معنی ہے۔ میں نے ان سے وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔

○ ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ﴾ میں اَنْ مفسرہ۔ اعْبُدُوا فعل امر۔ لفظ اللّٰهَ اس کا مفعول۔ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ اللّٰه کی صفت۔ جملے کا معنی ہے: کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔

○ ﴿وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ﴾ میں كُنْتُ اور مَّا دُمْتُ دونوں فعل ناقص، شَهِیْدًا خبر ہونے کی وجہ سے منصوب۔ جملے کا معنی ہے۔ جب تک میں ان میں رہا۔ تو میں ہی ان کو حق کی طرف بلانے والا تھا۔

○ ﴿فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ﴾ میں فَلَمَّا بمعنی حِیْنَ یا اِذْ. تَوَفَّیْتَ فعل ماضی۔ نِیْ ضمیر اس کا مفعول۔ كُنْتَ فعل ناقص اور اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ اس کی خبر۔ وَ عاطفہ۔ اَنْتَ مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: جب تو نے مجھے اٹھا لیا۔ پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر چیز پر شاہد ہے۔ یعنی نظر رکھنے والا ہے۔

○ ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾ میں اِنْ تُعَذِّبْهُمْ اور اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ دونوں ہی شرط اور اگلے ان کے دونوں حصے اس کا جواب۔ جملے کا معنی ہے: اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو ہی غلبے اور حکمت والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

○ ﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ﴾ میں قَالَ فعل ماضی کا فاعل لفظ اللّٰهُ۔ هٰذَا اسم اشارہ۔ اگلا حصہ اس کا مشارالیہ۔ جس میں يَوْمُ ظرف۔ يَنفَعُ فعل مضارع۔ الصّٰدِقِينَ مفعول۔ صِدْقُهُمْ فاعل۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ يَوْمُ هٰذَا کی خبر ہے۔ جملے کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس میں صادقوں کو ان کا صدق نفع دے گا۔

○ ﴿لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ میں لَهُمْ مبتدا اور جَنّٰتٌ اس کی خبر۔ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ صفت۔ خٰلِدِينَ فِيهَا اَبَدًا جنتیوں کا حال۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ دونوں جملے فعلیہ۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ صادقوں کو پہنچنے والے نفع کا بیان۔ جملے کا معنی ہے ان کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

○ ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيهِنَّ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ میں لِلّٰهِ جار مجرور کو مقدم کر کے ہر قسم کے شک وشبہ کو دور کر دیا گیا ہے اور مَا موصولہ سے مزید واضح کر دیا گیا ہے۔ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مرکب اضافی، فِيهِنَّ جار مجرور کی ضمیر السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کی طرف راجع هُوَ مبتدا اور اگلا حصہ اس کی خبر۔ جملے کا معنی ہے: آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔ اس کی حقیقی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ' ان کے علاوہ جن کے بارے میں باطل عقائد وضع کر لیے گئے یا کیے جاتے ہیں۔ ان کی بیخ کنی کر دی گئی ہے۔ اللہ ہر قسم کے شرک سے ہمیں محفوظ رکھے۔

---

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

فضائل القرآن